



بهرین صناع مکی و مکای مضرب خلایق وز ماکین

الحمد لله المجدید

مطبع میثقی کشتی کشتی کشتی کشتی کشتی



اور بار بار دعا کرتے ہیں اور اس بارہ کا حال ایسا ہی ہونا چاہیے کیونکہ بہشت کا راستہ ہر اور اسکے لیے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
 فرمایا ہے کہ بہشت کو مکروہات اور سختیوں سے ڈھانپا ہوا دروغ کو آسانی اور خوش آہنہ لذت سے چھپایا ہوا اور باوجود ان سختیوں کے  
 جو میں نے بیان کی زیادہ تر مشکلات ہیں کہ بندہ ضعیف اور زائد و شوار اور دین کا کام کی پر اور شغل نے شمار فرصت عمر کو ہاتھ اور شغل  
 تکمیل محنت و قرب ہر اور سفر و موافق شہر و دست زندگی بہت کم ہو مہم و مستغنی ہر دیر جو دم ہر پیر اگر توشہ عبادت کا کہ جسے بغیر حیارہ  
 نہیں چھوٹ گیا تو پھر حاصل ہونا ممکن نہیں جس دمی نے سلوک حاصل کیا گویا سعادت ابدی نے لی اور جسے سلسلہ چھوڑا وہ ہمیشہ کو  
 بد بخت ہوا واقعی یہ کام بڑا سخت ہر اور اس میں خطر و بہت ہے اس وجہ سے اس کے ارادہ کرنے والے کم ہوتے ہیں ہر اور اسے  
 والوں میں اس کا ہر چلنے والے کم ہیں ہر جو چلتے ہیں ان میں کم طلب کو پوچھتے ہیں ہر جو لوگ ان میں سے قدمہ حاصل  
 کر لیتے ہیں وہ البتہ خدا سے تعالیٰ کے اپنے بندے ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ اپنی محبت اور معرفت عنایت کرتا ہے اور توفیق اور  
 عصمت پر اپنی طرف سے قوت دیتا ہے اور ان کو اپنی رضا مندی سے جنت عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر اور سب جہاں کے لیے  
 لوگوں میں کر دیوے جبکہ عبادت کو ان و صاف کے ساتھ معلوم کیا تو اس میں غور و تامل سے فکر کی کہ اسے ان لوگوں کو دیکھ کر  
 قطع کرے اور ان سب لوگوں کو دیکھا کہ جنکی وجہ سے سلامتی کے ساتھ اس راہ کو طرے کے جیسا علم و عمل والا و حیلہ خیرہ میں  
 اس واسطے کہ اسے ایسی دشوار گزار راہوں سے گذرنا محال ہو بلکہ ان میں ہلکات و موانع ہیں وہ بات ہے میں کہ سننے سے  
 پھر نکلنا دشوار ہو خدا تعالیٰ سب کو اسے بچاؤ اسے اپنی کئی کتاب میں اس راہ کے چلنے میں میں نے ہر بات میں یہ صحت  
 کیا ہے سعادت وغیرہ جن میں بہت باریک باتیں بیان کی ہیں پر یہ کتاب میں غلام فہم نہیں آتا نا واقفوں نے اپنے اعتراض کیے  
 اور نے سمجھے جو کچھ زبان پر آیا کہ سنایا لیکن یہ تعجب کی بات نہیں اس واسطے کہ خدا سے تعالیٰ کے ظاہر سے بہت کوئی کلام نہیں ہے  
 جو کفار نے اوسے کو اساطیر الاولین کہا یعنی پہلوں کی خطائیں بتلا میں تو اور ظاہر کا کیا کرے ہر شہر باجی اسے والیوں ملکا  
 میں لسل الوری فکیف ماہ تشبیر بھی میں نے دین کی دوست سب خالق کو مہر کی انجلیہ سے دیکھا اور خدا سے تعالیٰ سے  
 دعا مانگی کہ مجھ کو ایسی کتاب تصنیف کرنے کی توفیق دے کہ سپر سب جہاں میں اور اسے پڑھنے سے سمجھ لے لیجے ہو چونکہ  
 خداوند تعالیٰ دعا پر چاروں کی قبول کرتا ہے جیسا کہ کسی کا قول ہے شہر خدا یا ہاتھ اور چھوڑاں دفع منقلب سے محال کہہ کر  
 کہ جو دست علیہ میں گوشہ ملان اجابت کا میری دعا منظور ہوئی اور اپنے فضل سے اس میں کو جملہ دیا اور اسی ترتیب عجیب  
 الہام کی کہ وہ اور کتابوں میں نہ پڑھے وہ ترتیب جس کو میں بیان کرتا ہوں یہ ہر کہ اول جو چیز بندے کو خواہ غفلت سے جکا وے  
 اور اس سے بڑا مادہ کرے اندیشہ بلند ہوتا ہے اور توفیق خاص خداوند اس طرح کہ بندہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی عمدہ نعمتوں  
 مثل گویائی و زندگی و قدرت و عقل وغیرہ میں غرق جان کر خیال کرے کہ کوئی میرا منع نہیں کرتا مجھ کو سب بات سے بچا کر  
 ان نعمتوں میں سلامت رکھا ہے اور اس عطیے نعمت پر مجھے اسے شکر کا مطالبہ کرے گا اور شکر کرنے میں غفلت کر دین کا  
 توبہ نعمتیں مجھے چھین لےوے گا اور مجھ کو عذاب کرے گا اور اسی بات کے واسطے اس نے یہاں بھیجے ہیں ہر اور انھوں نے

میں نے بیان کیا ہے کہ بہشت کا راستہ ہر اور اسکے لیے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہے کہ بہشت کو مکروہات اور سختیوں سے ڈھانپا ہوا دروغ کو آسانی اور خوش آہنہ لذت سے چھپایا ہوا اور باوجود ان سختیوں کے جو میں نے بیان کی زیادہ تر مشکلات ہیں کہ بندہ ضعیف اور زائد و شوار اور دین کا کام کی پر اور شغل نے شمار فرصت عمر کو ہاتھ اور شغل تکمیل محنت و قرب ہر اور سفر و موافق شہر و دست زندگی بہت کم ہو مہم و مستغنی ہر دیر جو دم ہر پیر اگر توشہ عبادت کا کہ جسے بغیر حیارہ نہیں چھوٹ گیا تو پھر حاصل ہونا ممکن نہیں جس دمی نے سلوک حاصل کیا گویا سعادت ابدی نے لی اور جسے سلسلہ چھوڑا وہ ہمیشہ کو بد بخت ہوا واقعی یہ کام بڑا سخت ہر اور اس میں خطر و بہت ہے اس وجہ سے اس کے ارادہ کرنے والے کم ہوتے ہیں ہر اور اسے والوں میں اس کا ہر چلنے والے کم ہیں ہر جو چلتے ہیں ان میں کم طلب کو پوچھتے ہیں ہر جو لوگ ان میں سے قدمہ حاصل کر لیتے ہیں وہ البتہ خدا سے تعالیٰ کے اپنے بندے ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ اپنی محبت اور معرفت عنایت کرتا ہے اور توفیق اور عصمت پر اپنی طرف سے قوت دیتا ہے اور ان کو اپنی رضا مندی سے جنت عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر اور سب جہاں کے لیے لوگوں میں کر دیوے جبکہ عبادت کو ان و صاف کے ساتھ معلوم کیا تو اس میں غور و تامل سے فکر کی کہ اسے ان لوگوں کو دیکھ کر قطع کرے اور ان سب لوگوں کو دیکھا کہ جنکی وجہ سے سلامتی کے ساتھ اس راہ کو طرے کے جیسا علم و عمل والا و حیلہ خیرہ میں اس واسطے کہ اسے ایسی دشوار گزار راہوں سے گذرنا محال ہو بلکہ ان میں ہلکات و موانع ہیں وہ بات ہے میں کہ سننے سے پھر نکلنا دشوار ہو خدا تعالیٰ سب کو اسے بچاؤ اسے اپنی کئی کتاب میں اس راہ کے چلنے میں میں نے ہر بات میں یہ صحت کیا ہے سعادت وغیرہ جن میں بہت باریک باتیں بیان کی ہیں پر یہ کتاب میں غلام فہم نہیں آتا نا واقفوں نے اپنے اعتراض کیے اور نے سمجھے جو کچھ زبان پر آیا کہ سنایا لیکن یہ تعجب کی بات نہیں اس واسطے کہ خدا سے تعالیٰ کے ظاہر سے بہت کوئی کلام نہیں ہے جو کفار نے اوسے کو اساطیر الاولین کہا یعنی پہلوں کی خطائیں بتلا میں تو اور ظاہر کا کیا کرے ہر شہر باجی اسے والیوں ملکا میں لسل الوری فکیف ماہ تشبیر بھی میں نے دین کی دوست سب خالق کو مہر کی انجلیہ سے دیکھا اور خدا سے تعالیٰ سے دعا مانگی کہ مجھ کو ایسی کتاب تصنیف کرنے کی توفیق دے کہ سپر سب جہاں میں اور اسے پڑھنے سے سمجھ لے لیجے ہو چونکہ خداوند تعالیٰ دعا پر چاروں کی قبول کرتا ہے جیسا کہ کسی کا قول ہے شہر خدا یا ہاتھ اور چھوڑاں دفع منقلب سے محال کہہ کر کہ جو دست علیہ میں گوشہ ملان اجابت کا میری دعا منظور ہوئی اور اپنے فضل سے اس میں کو جملہ دیا اور اسی ترتیب عجیب الہام کی کہ وہ اور کتابوں میں نہ پڑھے وہ ترتیب جس کو میں بیان کرتا ہوں یہ ہر کہ اول جو چیز بندے کو خواہ غفلت سے جکا وے اور اس سے بڑا مادہ کرے اندیشہ بلند ہوتا ہے اور توفیق خاص خداوند اس طرح کہ بندہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی عمدہ نعمتوں مثل گویائی و زندگی و قدرت و عقل وغیرہ میں غرق جان کر خیال کرے کہ کوئی میرا منع نہیں کرتا مجھ کو سب بات سے بچا کر ان نعمتوں میں سلامت رکھا ہے اور اس عطیے نعمت پر مجھے اسے شکر کا مطالبہ کرے گا اور شکر کرنے میں غفلت کر دین کا توبہ نعمتیں مجھے چھین لےوے گا اور مجھ کو عذاب کرے گا اور اسی بات کے واسطے اس نے یہاں بھیجے ہیں ہر اور انھوں نے



نہیں ہی ہیں کہ تھا ایک پروردگار ہی قادر اور حی اور عالم اور مدبر و مہمکرم اور حکم کرنے والا اور منع کرنے والا اور قدرت مہتابی سبب پر کہ  
 اگر تم نافرمانی کرو گے تو مذاکبے گا اور اگر بندگی کرو گے تو ثواب دے گا اور جانتا ہو دل کی باتوں کو اور چپے کا مونکواراؤ سنے و صدہ اور  
 وعید کیا ہے اور تو نہیں شریعت قبول کرنے کو حکم فرمایا ہے جبکہ یہ باتیں اس کے دل میں نہیں گی تب بچوں میں ڈرے گا کہ میرا کیا حال ہوگا  
 اور اس وقت بہت دین تلامذہ و کلامیہ تلمذ کے وہ خلاصہ ہوئے گا جبکہ نئی راستہ نئے کا تو عقل کندہ سے صنعتی کو دیکھ کر  
 استیلا صانع پر لانے کا تب البتہ اسکو علم اور یقین چھٹی باتوں کا حاصل ہوگا اور معلوم ہوگا کہ یقیناً میرا کوئی پروردگار ہے جسے مجھکو  
 عبادت اور امر و نہی کو فرمایا ہے یہ پہلی دشواری ہے جو بندے کو عبادت میں پیش آتی ہے اور یہ گھائی علم کی ہے پس جب علم کے کوئی صورت  
 نجات کی نہیں تو چارناچار اس کے قطع کرنے میں مصروف ہو اور اس کے دلائل کو غلامی آخرت سے سکھنے کا ارادہ کرے جو کہ راہ نامہ  
 اور چیلغہ است میں شہر چومع از پی علم باید کہ اخت بہ کہ نہ علم تو ان خدا را شناخت بہ شعر و دیگر چاہے شکست جہل تو تحصیل علم کر  
 وابستہ یہ طلسم و لوح کتاب کا تاکہ اس منزل کو اسد تعالیٰ کی مدد سے طے کرے اور اسکو غیب پر یقین حاصل ہو جتے کہ جان لیوے  
 کہ میرا خدا ایک ہے نہ کسی شریک کے جس نے پیدا کیا اور ظاہر اور باطن سے اپنی خدمت اور عبادت کا حکم فرمایا اور کفر و گناہ سے منع کیا ہے اور ارشاد  
 فرمایا کہ جو بندگی کرے اسکو ہمیشہ کو ثواب ہو اور جو نافرمانی کرے اسکو مدام عذاب پس جب اتنی پہچان اسکو ہوگی تو ضرور اپنے مالک کی  
 اطاعت میں جیت سکر عبادت میں متوجہ ہوگا لیکن اتنے جاننے سے اسکو یہ نہ معلوم ہوگا کہ عبادت کے فرائض اور واجب کیا ہیں  
 تب اسکو اور علم کی ضرورت ہوگی جب اس پر مطلع ہوگا یعنی جب یہ جان لیوے کا کہ خداے تعالیٰ ایسا ہی اور عبادت میں منہض  
 واجب ہے میں تعالیٰ عبادت جس میں مصروف ہو نا ضروری اور اسوقت دیکھے گا آپ انواع اقسام کے گناہوں میں ملوث اور کہے گا کہ میرا تو  
 معاصی پر مصروف ہوں دینیات پاک کی حضور میں کس طرح حاضر ہوں اور گناہوں کی حالت میں کہ سراسر صورت ناپاک اور پلیدی کیوں کر  
 عبادت کروں جب نہ توبہ کر کے بالکل گناہوں سے پاک نہوجاؤں اشعار بندگی سے جو کہ ان مقصود ہے حاضر خدی خدمت معبود ہے  
 بندہ جو ناپاک نطفہ بناہ اور غلامت میں گناہوں کی سناہ کس طرح اسکا وہاں ہو و حضور جب تک لیوے توبہ سے ملوڑ  
 عمر نے توبہ ہمہ جان کند نیست مرگ حاضر غائب از حق بود نیست اس صورت میں اسکو گھائی توبہ کی پیش ہوگی جب اسکی عنایت سے  
 اس سے بخوبی گذر جائے گا اور اسکو جیسا چاہیے ویسا ہی قطع کرے گا تو پھر آپ قابل عبادت جا کر ارادہ عبادت کا دل میں ٹھہرے گا تب معلوم  
 ہوگا کہ بہت باتیں مجھکو اس کام سے روکنے والی ہیں جو بوقت اس میں غور و تامل کے دیکھے گا تو چار چیزیں ملج معلوم ہوں گی ایک نیا دوسری خلقت  
 تیسری شیطان چوتھی نفس پس انکے بغیر دفع کئے اس کلمہ میں قہم رکھنا ممکن نہیں اب چارونا چارونکے دفع کرنے میں مصروف ہوگا اور یہ سب  
 گھاٹیوں میں سخت ہوں کو بھی چار چیزوں کے اختیار کرنے سے ہٹانے کا ارادہ کرے گا پہلے دنیا کو چھوڑنا شعر نکست گل کنتی جاتی ہی  
 زبان موج بہ قابل نظارہ رنگ گلشن عالم نہیں دوسرے خلقت سے صلحہ ہوا شعر آگاہ اور جهان سے نہیں غیر بخودا جگا وہی اوھر سے  
 جو مندا نکھہ سو گیاہ تیسرے شیطان سے لڑنا چوتھے نفس کو لذات و خواہات سے بچانا اور ڈرانا شعر نفس شیطان بکرہ مارا مادہ رحمت با دا  
 شفاعت خواہا نہ نہیں شیطان ہی خدی نہیں ہی بد نفس سرکش بھی اپنا ہرن ہی دونوں مخدی بہت سکتا ہیں راہ بے فائدہ بتاتے ہیں

جی نہ تھا  
 فدائی شاکل  
 اور جو کلمہ  
 کی باتیں  
 ہیں نہیں  
 علم  
 تلمذ  
 راہ و گناہ  
 ہیں علم  
 مشورہ ہونی  
 مادہ ہی کہ  
 ہیں جہل  
 سیر  
 ال علم  
 م  
 کچھ تین  
 معنی  
 شہر  
 بنی  
 توبہ کو  
 عبادت  
 سبب  
 کی















اور خدا کے احکام کو بچانے میں پیش اور اس بات پر بھی اعتقاد کیا جس پر پہلے لوگوں نے اعتقاد کیا ہے کہ خدا نے قتل کے  
 آخرت میں دیکھیں گے اور قرآن خدا کا کلام ہے غیر مخلوق اور حرمت و آواز کی بندہ سے نہیں کی کسی فرشتہ یا کسی آدمی کے  
 جی میں کوئی بات ہے اس کے حکم کے نہیں آتی اور بغیر خدا کے نون کے کوئی شیء حرکت نہیں کر سکتا اور اس کی قدرت اور  
 دیوہ و شیت سے متعلق ہیں اور غیر و شرف و نقصان و کفر و ایمان سب اس کی طرف سے ہیں مخلوقات میں سے کسی کیلئے  
 کوئی کلام اور سپر ضروری نہیں یہ جس کسی کو چاہے اپنے فضل سے ثواب دے اور جس کو چاہے اپنے عدل سے عذاب  
 دیوے اور جو کچھ صاحب شریع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زبان مبارک سے آخرت کے باب میں فرمایا ہے مثل قیامت  
 اور نامہ اعمال رعداب قبر اور منکر و نکر کا پوچھنا اور میزان عدل اور طرہ سب سے بڑا پیر پہلے لوگوں کا اعتقاد تھا اور انہیں بڑے  
 اعتقاد کرنے کا حکم ہوا اور پہلے اس سے کہ دین میں کوئی نئی بات ظاہر نہ ہو اس پر سب اجماع بھی کیا ہی بھر آدمی دل کے  
 کاموں کو خیال کیا اور اس کی ضروری چیزوں کو اور باطن کی ممنوع باتوں کو بھی تنگی تفصیل اس کتاب میں آدھے کی دھیان کیا  
 یہاں تک کہ انکا علم حاصل ہو گیا اور پھر جس بات کے کہنے کی حاجت تھی اس کو بھی جان لیا جیسے پاکی اور زورہ اور نماز  
 ثواب علم کی بابت خدا کا فرض ادا کیا اور خدا سے امت محمدی میں داخل ہوا اور اس علم پر جو سکھایا گیا تھا بھی کیا تو علم کی  
 بڑی بڑی اور بڑے اندازہ قدر حاصل ہوئی اور اس وقت یہ کھائی ملی ہوئی اور پیچھے چھوٹی اور بڑے اندازہ ثواب

۱۱  
 اور خدا کے احکام کو بچانے میں پیش اور اس بات پر بھی اعتقاد کیا جس پر پہلے لوگوں نے اعتقاد کیا ہے کہ خدا نے قتل کے  
 آخرت میں دیکھیں گے اور قرآن خدا کا کلام ہے غیر مخلوق اور حرمت و آواز کی بندہ سے نہیں کی کسی فرشتہ یا کسی آدمی کے  
 جی میں کوئی بات ہے اس کے حکم کے نہیں آتی اور بغیر خدا کے نون کے کوئی شیء حرکت نہیں کر سکتا اور اس کی قدرت اور  
 دیوہ و شیت سے متعلق ہیں اور غیر و شرف و نقصان و کفر و ایمان سب اس کی طرف سے ہیں مخلوقات میں سے کسی کیلئے  
 کوئی کلام اور سپر ضروری نہیں یہ جس کسی کو چاہے اپنے فضل سے ثواب دے اور جس کو چاہے اپنے عدل سے عذاب  
 دیوے اور جو کچھ صاحب شریع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زبان مبارک سے آخرت کے باب میں فرمایا ہے مثل قیامت  
 اور نامہ اعمال رعداب قبر اور منکر و نکر کا پوچھنا اور میزان عدل اور طرہ سب سے بڑا پیر پہلے لوگوں کا اعتقاد تھا اور انہیں بڑے  
 اعتقاد کرنے کا حکم ہوا اور پہلے اس سے کہ دین میں کوئی نئی بات ظاہر نہ ہو اس پر سب اجماع بھی کیا ہی بھر آدمی دل کے  
 کاموں کو خیال کیا اور اس کی ضروری چیزوں کو اور باطن کی ممنوع باتوں کو بھی تنگی تفصیل اس کتاب میں آدھے کی دھیان کیا  
 یہاں تک کہ انکا علم حاصل ہو گیا اور پھر جس بات کے کہنے کی حاجت تھی اس کو بھی جان لیا جیسے پاکی اور زورہ اور نماز  
 ثواب علم کی بابت خدا کا فرض ادا کیا اور خدا سے امت محمدی میں داخل ہوا اور اس علم پر جو سکھایا گیا تھا بھی کیا تو علم کی  
 بڑی بڑی اور بڑے اندازہ قدر حاصل ہوئی اور اس وقت یہ کھائی ملی ہوئی اور پیچھے چھوٹی اور بڑے اندازہ ثواب

بسم الله الرحمن الرحيم وَلَا تَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

### دوسری فصل توبہ کی گھائی کا بیان

طالب عبادت کو علم سکھانے کے بعد لازم ہے کہ گناہوں سے توبہ کرے اور توبہ کی ضرورت و چیزوں کے سبب سے اول کہ عبادت  
 کرنے کی توفیق ہووے اس واسطے کہ گناہوں کی ممانعت آدمی کو عبادت محض کرے اور رسوائی اور خواری کا پھل لاتی ہو تو گناہ  
 گناہوں کی یہی عبادت لایفہ نہیں جانتے دیتی اور گناہوں کا کیسے جا اول کی سیانی سے ہوتا ہے سچ ہو کہ واجب  
 سختی اختیار دیا ہی تو گناہ کرنے کی پروا نہیں کرتا اور اگر خدا سے تعالیٰ کی محبت شامل حال نہ ہو تو اناہ آدمی کو نفس ربک  
 پونہ چار دین شہر حقیقت نہ بچا کہ تیری ہر دیا ب ہو پھر تو کون ہمار گناہ کا دیر پس اس طرح توفیق طاعت کی ہو اس  
 شخص کو جو ہر وقت گناہوں اور برائی کی سختی میں رہے اور اسے آدمی کو کب ستم مل سکتا ہی جو گناہ پر مہم کیے جائے  
 اور کس طرح خدا کے قریب ہو سکتا ہی مناجات میں جو گناہوں کی ناپاکی میں بھرا ہو ہی حدیث شریف میں ہے کہ رسول  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس وقت بندہ جھوٹ بولتا ہی تو اس وقت وہ نون فرشتے اس سے جدا ہو جاتے ہیں  
 اس واسطے کہ اس کے منہ سے جو کچھ نکلتی ہے وہی اس کی زبان کو خدا سے تعالیٰ کے ذکر کی صلاحیت کیونکہ پہلے ہی اور گناہ کا  
 یقیناً عبادت کی بھی توفیق کم ہوگی اور اگر شایہ نا دردی و دشواری سے کچھ عبادت کرے گا تو اس میں کچھ حلاوت

اور خدا کے احکام کو بچانے میں پیش اور اس بات پر بھی اعتقاد کیا جس پر پہلے لوگوں نے اعتقاد کیا ہے کہ خدا نے قتل کے  
 آخرت میں دیکھیں گے اور قرآن خدا کا کلام ہے غیر مخلوق اور حرمت و آواز کی بندہ سے نہیں کی کسی فرشتہ یا کسی آدمی کے  
 جی میں کوئی بات ہے اس کے حکم کے نہیں آتی اور بغیر خدا کے نون کے کوئی شیء حرکت نہیں کر سکتا اور اس کی قدرت اور  
 دیوہ و شیت سے متعلق ہیں اور غیر و شرف و نقصان و کفر و ایمان سب اس کی طرف سے ہیں مخلوقات میں سے کسی کیلئے  
 کوئی کلام اور سپر ضروری نہیں یہ جس کسی کو چاہے اپنے فضل سے ثواب دے اور جس کو چاہے اپنے عدل سے عذاب  
 دیوے اور جو کچھ صاحب شریع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زبان مبارک سے آخرت کے باب میں فرمایا ہے مثل قیامت  
 اور نامہ اعمال رعداب قبر اور منکر و نکر کا پوچھنا اور میزان عدل اور طرہ سب سے بڑا پیر پہلے لوگوں کا اعتقاد تھا اور انہیں بڑے  
 اعتقاد کرنے کا حکم ہوا اور پہلے اس سے کہ دین میں کوئی نئی بات ظاہر نہ ہو اس پر سب اجماع بھی کیا ہی بھر آدمی دل کے  
 کاموں کو خیال کیا اور اس کی ضروری چیزوں کو اور باطن کی ممنوع باتوں کو بھی تنگی تفصیل اس کتاب میں آدھے کی دھیان کیا  
 یہاں تک کہ انکا علم حاصل ہو گیا اور پھر جس بات کے کہنے کی حاجت تھی اس کو بھی جان لیا جیسے پاکی اور زورہ اور نماز  
 ثواب علم کی بابت خدا کا فرض ادا کیا اور خدا سے امت محمدی میں داخل ہوا اور اس علم پر جو سکھایا گیا تھا بھی کیا تو علم کی  
 بڑی بڑی اور بڑے اندازہ قدر حاصل ہوئی اور اس وقت یہ کھائی ملی ہوئی اور پیچھے چھوٹی اور بڑے اندازہ ثواب



اور صفائی نہ ہوگی کیونکہ گناہوں کی خرابی اور توبہ نہ کرنے میں یہ باتیں گمان کسی فرد سے کہ اس کی اگر آدمی کو عبادت

دن کو روزہ رکھ سکے تو معلوم کرے کہ گناہوں میں مقید ہی انھوں نے ہی عبادت سے روک رکھا ہے شہر ہو گیا وہاں تر  
 نور حقیقت کو حجاب کس طرح ابر میں غور شدہ نہ پھان ہوگا + ووسر اس وقت کی ضرورت ہے کہ عبادت قبول ہو کہ  
 فرض خواہ و خدا کا تحفہ نہیں لیا کرتا ہو اور توبہ کرنا بنا ہو اور اہل حقوق کا راضی کرنا فرض عین ہو اور اکثر عبادت جتنی کرنا  
 چاہتا ہو وہ فعل ہو پس جبکہ فرض عین وہ ہے تو نفل کو نہ قبول ہوگی اور کیونکر ہو سکتا ہے کہ بیاح اور حلال کو چھو کر حرام سے ہی  
 کیا کہ اس کو کس شے سے بچنا مالک ہے راز و نیاز کرے اور اس سے سب کچھ مانگے جبکہ غلام سے ناراض ہو یہ اور نکاحا حال ہو  
 جو گناہ پر اصرار کیے جاویں با لگہ یہ پوچھو کہ توبہ خالصہ کس طرح ہوتی ہو اور بندے کو کیا کرنا چاہی کہ سب گناہوں سے پاک  
 ہو جاوے تو جانو کہ توبہ ایک عمل ہے دل راعمالوں میں سے اور غرض اس سے یہ کہ دل گناہوں سے پاک ہو جاوے  
 ہمارے مرشد حضرت شیخ ابو المعالی رحمہ فرماتے ہیں کہ توبہ بخدا خوف سے ترک کرنا ایسی گناہ کی اختیار کا  
 ہو کہ اس طرح گناہ پہلے کر چکا ہو اس تعریف سے معلوم ہوا کہ توبہ کرنے کے لیے چار شرطیں ہیں اول یہ کہ گناہ کی اختیار کو  
 پہلے ہی سے چھوڑے یعنی یہ ٹھکانہ کہ کبھی سزا کر دینے پھر دن کا پس اگر کوئی شخص گناہ اس طرح ترک کرے کہ دل میں اس سے  
 یہ ہو کہ شاید پھر یہ گناہ ہو جاوے گا تو وہ تائب نہ ہوگا بلکہ گناہوں کا چھوڑنے والا کھلا دیگا دوسری شرط توبہ کی  
 یہ ہے کہ ایسے گناہ سے توبہ کرے جو پہلے سے کئے ہوئے ہوں اس واسطے کہ اگر دوسرے گناہ کبھی کیے ہی نہیں تو تائب نہیں کہلاوے گا  
 بلکہ توبہ کی کہلاوے گا نظر بریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفر سے تائب نہیں کہہ سکتے ہیں بلکہ متقی کہ کبھی پہلے سے  
 کہ آپ پہلے ہی سے کافر نہ تھے اور حضرت عمرؓ کو تائب کہہ سکتے ہیں کہ وہ پہلے کافر تھے پھر مسلمان ہوئے ہیں تیسری شرط  
 توبہ کی یہ ہے کہ جو گناہ اوڑھنے کیا ہو وہ اس گناہ کو مثل ہو جسکو یہ چھوڑنا چاہتا ہو اور ماضی جہاد و عذاب میں چاہیے  
 ظاہر کی مشابہت کی ضرورت نہیں مثلاً کوئی اپنا حج آدمی جس نے پہلے زنا کیا تھا یا رہنری کی تھی اگر اپنے افعال سے  
 توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول ہوگی اس واسطے کہ توبہ کا دروازہ کھل رہا ہے بند نہیں ہوا یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ اس سے کیا وقت  
 میں اختیار زنا اور رہنری کا چھوڑنا ممکن نہیں اس لیے کہ جو قبل از زنا وغیرہ پر نہیں ہو تو وہ اس کا تارک بھی نہیں ہو بلکہ عاجز  
 تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ وہ زنا اور رہنری پر قدرت نہیں کہتا مگر ان دونوں کی مثل پر قادر ہے یعنی جو گناہ کہ درجہ میں  
 زنا کو برابر یا زیادہ ہیں اس سے تارک ہو سکتا ہے مثلاً زنا کی تمثیل چھوٹی کھانا کہ یہ اگرچہ زنا سے صورت میں علیحدہ ہیں لیکن  
 برائی کی رتہ سے درجے میں برابر ہیں اور گناہ کا درجہ بدعت کے مرتبہ سے کم ہوتا ہے اور بدعت کفر سے کم ہے پس جو آدمی  
 زنا اور رہنری سے اوڑھنا سب گناہوں سے چٹکے کرنے سے بالفعل عاجز ہو توبہ کرے تو درست ہے چوتھی شرط توبہ کی یہ ہے  
 کہ توبہ خدا کے حکم کی تعظیم اور عذاب و ناک کے ڈر سے کرنی چاہیے دنیا کے لیے یا لوگوں کے خوف سے یا تعریف کی  
 خواہش سے یا فقر فاقہ کے ڈر سے توبہ بنو یہ ہیں شرط دار گناہ توبہ کے اگر ان کے بوجہ توبہ ہوگی توبہ درست ہوگی اب جن سب گناہ

اور صفائی نہ ہوگی کیونکہ گناہوں کی خرابی اور توبہ نہ کرنے میں یہ باتیں گمان کسی فرد سے کہ اس کی اگر آدمی کو عبادت  
 دن کو روزہ رکھ سکے تو معلوم کرے کہ گناہوں میں مقید ہی انھوں نے ہی عبادت سے روک رکھا ہے شہر ہو گیا وہاں تر  
 نور حقیقت کو حجاب کس طرح ابر میں غور شدہ نہ پھان ہوگا + ووسر اس وقت کی ضرورت ہے کہ عبادت قبول ہو کہ  
 فرض خواہ و خدا کا تحفہ نہیں لیا کرتا ہو اور توبہ کرنا بنا ہو اور اہل حقوق کا راضی کرنا فرض عین ہو اور اکثر عبادت جتنی کرنا  
 چاہتا ہو وہ فعل ہو پس جبکہ فرض عین وہ ہے تو نفل کو نہ قبول ہوگی اور کیونکر ہو سکتا ہے کہ بیاح اور حلال کو چھو کر حرام سے ہی  
 کیا کہ اس کو کس شے سے بچنا مالک ہے راز و نیاز کرے اور اس سے سب کچھ مانگے جبکہ غلام سے ناراض ہو یہ اور نکاحا حال ہو  
 جو گناہ پر اصرار کیے جاویں با لگہ یہ پوچھو کہ توبہ خالصہ کس طرح ہوتی ہو اور بندے کو کیا کرنا چاہی کہ سب گناہوں سے پاک  
 ہو جاوے تو جانو کہ توبہ ایک عمل ہے دل راعمالوں میں سے اور غرض اس سے یہ کہ دل گناہوں سے پاک ہو جاوے  
 ہمارے مرشد حضرت شیخ ابو المعالی رحمہ فرماتے ہیں کہ توبہ بخدا خوف سے ترک کرنا ایسی گناہ کی اختیار کا  
 ہو کہ اس طرح گناہ پہلے کر چکا ہو اس تعریف سے معلوم ہوا کہ توبہ کرنے کے لیے چار شرطیں ہیں اول یہ کہ گناہ کی اختیار کو  
 پہلے ہی سے چھوڑے یعنی یہ ٹھکانہ کہ کبھی سزا کر دینے پھر دن کا پس اگر کوئی شخص گناہ اس طرح ترک کرے کہ دل میں اس سے  
 یہ ہو کہ شاید پھر یہ گناہ ہو جاوے گا تو وہ تائب نہ ہوگا بلکہ گناہوں کا چھوڑنے والا کھلا دیگا دوسری شرط توبہ کی  
 یہ ہے کہ ایسے گناہ سے توبہ کرے جو پہلے سے کئے ہوئے ہوں اس واسطے کہ اگر دوسرے گناہ کبھی کیے ہی نہیں تو تائب نہیں کہلاوے گا  
 بلکہ توبہ کی کہلاوے گا نظر بریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفر سے تائب نہیں کہہ سکتے ہیں بلکہ متقی کہ کبھی پہلے سے  
 کہ آپ پہلے ہی سے کافر نہ تھے اور حضرت عمرؓ کو تائب کہہ سکتے ہیں کہ وہ پہلے کافر تھے پھر مسلمان ہوئے ہیں تیسری شرط  
 توبہ کی یہ ہے کہ جو گناہ اوڑھنے کیا ہو وہ اس گناہ کو مثل ہو جسکو یہ چھوڑنا چاہتا ہو اور ماضی جہاد و عذاب میں چاہیے  
 ظاہر کی مشابہت کی ضرورت نہیں مثلاً کوئی اپنا حج آدمی جس نے پہلے زنا کیا تھا یا رہنری کی تھی اگر اپنے افعال سے  
 توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول ہوگی اس واسطے کہ توبہ کا دروازہ کھل رہا ہے بند نہیں ہوا یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ اس سے کیا وقت  
 میں اختیار زنا اور رہنری کا چھوڑنا ممکن نہیں اس لیے کہ جو قبل از زنا وغیرہ پر نہیں ہو تو وہ اس کا تارک بھی نہیں ہو بلکہ عاجز  
 تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ وہ زنا اور رہنری پر قدرت نہیں کہتا مگر ان دونوں کی مثل پر قادر ہے یعنی جو گناہ کہ درجہ میں  
 زنا کو برابر یا زیادہ ہیں اس سے تارک ہو سکتا ہے مثلاً زنا کی تمثیل چھوٹی کھانا کہ یہ اگرچہ زنا سے صورت میں علیحدہ ہیں لیکن  
 برائی کی رتہ سے درجے میں برابر ہیں اور گناہ کا درجہ بدعت کے مرتبہ سے کم ہوتا ہے اور بدعت کفر سے کم ہے پس جو آدمی  
 زنا اور رہنری سے اوڑھنا سب گناہوں سے چٹکے کرنے سے بالفعل عاجز ہو توبہ کرے تو درست ہے چوتھی شرط توبہ کی یہ ہے  
 کہ توبہ خدا کے حکم کی تعظیم اور عذاب و ناک کے ڈر سے کرنی چاہیے دنیا کے لیے یا لوگوں کے خوف سے یا تعریف کی  
 خواہش سے یا فقر فاقہ کے ڈر سے توبہ بنو یہ ہیں شرط دار گناہ توبہ کے اگر ان کے بوجہ توبہ ہوگی توبہ درست ہوگی اب جن سب گناہ









فصل در بیان نوعی گمانی که  
 در نزد شیعیان و اهل بیت علیهم السلام  
 در خصوص ائمه و اهل بیت علیهم السلام

مثلاً نماز روزہ زکوٰۃ وغیرہ پس ایسے گناہوں سے نجات کی صورت یہ ہے کہ ایسے چیزیں نہ کر چھوٹ جائیں جن کی طاقت کے معاف اور الٹنی چاہیے۔ دوسرے وہ کہ بندے اور خدا سے تعالے کے درمیان میں جیسا غلبہ پیدا ہو جائے اور سودا گناہ وغیرہ ان سے باہر آنے کی تدبیر ہو کہ نادم ہو کر پکارا وہ کہہ کہ بھی ایسی کام نہ کروں گا قیسم اور گناہ ہو کہ آپس میں بندوں کے درمیان ہو یہ بڑا سخت اور مشکل ہو سکی کہ کسی قسین میں مال میں جان میں آبرو میں نونڈی یا عورتیں یا دین میں پس اگر گناہ مال کا ہو مثلاً کسی کا مال ناحق لئے لیا واجب ہو کہ اوسلو واپس کر دیوے اور نہ ہو سکے تو مالک سے معاف کر اوے اگر مالک موجود نہ ہو تو اولیٰ موع کے لئے صدقہ کرے اور یہ بھی نہ ہو سکے تو بہت سی نیکی کرے اور اللہ تعالے سے عاجزی کرے کہ وہ اپنے کرم سے قیامت کے دن اوسلو خوش کر دے اور اگر گناہ جان میں ہو یعنی کسی کا خون کیا ہو اس کے وارثوں کے پاس جائے تاکہ وہ بدلے لے لیو میں یا معاف کر دیوین اور نہ ہو سکے تو خدا سے تعالے سے عجز و انکسار کے ساتھ عرض کرے تاکہ وہ مدعی کو راضی کر دیوے اور گناہ آبرو کا یعنی کسی کی غیبت کرنی یا بہتان باندھنا اور کالی دینا وغیرہ پس اس کا علاج یہ ہے کہ آپ کہ او سکے سامنے جھوٹا بناوے اور نذر کرے بشرطیکہ اوس سے غصہ نہ کیا نہ ہو اگر یہ نہ ہو کہ یہ سب کث سے اوسلو و زیادہ غصہ ہو گا تو خدا سے تعالے سے اوس کی معذرت کی دعا مانگے اور نونڈی اور عورت کو بابت میں بہتر یہ ہے کہ ظاہر کرے بلکہ خدا سے تعالے سے التجا کرے تاکہ قیامت کے دن اللہ تعالے او کو راضی کر دیوے اور دین کا گناہ یہ ہو کہ مثلاً کسی کا ذریعہ گمراہ کر دیا تو یہ بہت سخت ہے اور وقت چاہیے کہ اوس آدمی کے سامنے اچھوٹا بناوے اور ہوسکے تو معاف کر اوے اور نہیں تو خدا سے تعالے سے بہت سی عاجزی اور ندامت کے ساتھ عرض کرے تاکہ خدا سے تعالے اوس کو راضی کر دیوے غرض اس سے یہ ہے کہ اپنے مقدور مدعیوں کو راضی کرے اور نہ ہو سکے تو راستی اور عاجزی سے خدا کی درگاہ میں عرض کرے کہ وہ اپنے کرم سے قیامت کے دن او کو راضی کر دیوے خدا کے فضل سے امید ہے کہ بندے کا صدق اور تضرع دیکھ کر اپنے خزانہ رحمت سے دشمنوں کو راضی کر دے گا پس جبکہ اس کث کے موافق انسان نے عمل کیا اور گناہ ہون کے چھوڑ دیا ارادہ صمیم کر لیا تو سب گناہ ہون سے باہر ہو گیا اور اگر گناہ چھوڑنے کا ارادہ کرے تو بہ کر لی لیکن جو باتیں فوت ہوئی تھیں او کو ادا کیا اور دعویٰ داروں کو راضی کیا تو وہ بے شک پوچھے جاویں گے اور باقی سب معاف ہو جائیں گے تنبیہ یا یقین کر لو کہ توبہ کی گھائی بہت سخت ہے اور اوس کا درجہ بہت بڑا ہے یہاں تک کہ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ ابو اسحاق اسفرائینی رحمہ کہ بڑے بزرگوں میں سے تھے وہ فرماتے ہیں کہ تینس برس سے میں خدا سے تعالے سے

[illegible][illegible]



فصل دوم میں ہونے کی گمانی کہیں

اسلامی اور غیر اسلامی کے درمیان فرق

اسلامی اور غیر اسلامی کے درمیان فرق

دوسری تاویض ہوئی یا یہ کہ دنیا و آخرت کی مثال شرق و غرب کی سی ہو جتنا ایک کی طرف نزدیک ہوگا اتنا ہی دوسرے سے دور ہو جاوے گا اور دنیا جو ظاہر میں عبادت کو منع کرتی ہے خود ظاہر ہی چنانچہ حضرت ابی ہریرہؓ کی نقل ہے کہ کہتے تھے کہ میں نے عبادت اور تجارت کو جمع کرنا چاہا مگر نہ تو کسی ناچار تجارت کو چھوڑ کر عبادت کی طرف متوجہ ہوا نہ شہر اگر جمعیت دل ہی مجھے منظور قانع ہو کہ اہل حرص کے کلام کا طغوانہ ہوتے ہیں اور حضرت عمرؓ نے فرماتے تھے اگر دنیا و آخرت جمع ہوتی تو مجھ پاس ہوتی اوس قوت کے سبب جو خدا سے تعالیٰ نے مجھ کو عنایت کی ہے جب حال ہو تو فنا ہونے والی شے کا نقصان اور ٹھکانا بہتر ہے اور دل کا دنیا میں بھینسا اس واسطے عبادت سے روکنا ہے کہ جب طلب دنیا میں لگا ہوا ہے تو عبادت میں کیونکر مصروف ہو سکتا ہے ایک لے سے دو غل کا ہونا ممکن نہیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے آخرت کو اختیار کیا اوس کی دنیا گنی اور جس نے دنیا کی محبت اختیار کی اوس کی آخرت میں خسارہ ہوگا پس باقی چیز یعنی آخرت کو فانی دنیا پر اختیار کر اس سے معلوم ہوا کہ جب تک می کا ظاہر دنیا میں پھنسا ہوا اور باطن کا طالب عبادت کی طرف متوجہ ہونا ممکن نہیں البتہ اگر دنیا کو بالفعل چھوڑ دیا جاوے اور ظاہر و باطن میں اس سے علاقا اوٹھا لیا جائے تو عبادت ہو سکتی ہے بلکہ باریت کرنا بہت سناں ہو جاوے مسلمان دنیا سے ہر گز جب بندہ دنیا کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ دنیا سے بے مشغول ہو جاتا ہے اور اس کے سبب عبادت میں اس کے مددگار ہوتے ہیں و سہرا سبب یہ ہے کہ عبادت کا ثواب بہت حاصل ہوا کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو ایک نماز عالم یا ہتھارک دنیا کی خدا کے نزدیک بہت ہے ہر گز عبادت میں جو قیامت کے دن ہے میں میں جس عبادت میں اس نے اس کے کو دنیا کے چھوڑنے سے یہ منہ نہ پھرتا ہے تو ضرور ہو کہ دنیا کو ترک کر دیوے اب یہاں یہاں ہوئے کہ سنا چاہتے کہ سنا کے نزدیک رہدو جو چھوڑا دے ہے ہر بند کا اختیار ہے دوسرا جو بند کی طاقت سے باہر ہو اور جو پہلے بند سے ہے کہ وہ اپنے اپنے چیز میں ایک یہ کہ جو چیز دنیا ہی اپنے پاس اوسکی خواہش ایک دوسری چیز دنیا کی موجود ہو اسکو وررے تیرے دنیا کی خواہش دل میں سے نکال دے اور دوزہر کہ بند کے اختیار میں نہیں ہے کہ دنیا کی رغبت اوسکے لیجئے بالکل اٹل ہو جاوے اور زہد اختیار ہی مقدمہ بدنیہ اختیار ہی کا ہے جس طرح خصل اختیار ہی کو بجا لاوے یعنی یہ موجود کی طلب ہے اور جو کو دور کرے اور دل سے دنیا کا پناہ نکال دے تو غیر اختیار ہی اوسکو آپ حاصل ہو جائے گا یعنی دیا سے دل بالکل سر ہو جائے گا میرے نزدیک حق تعالیٰ کے یہی معنی ہیں ان معنوں میں ہر سخت دنیا کی خواہش کا دل سے نکالنا ہی اس واسطے کہ بہت آدمی دنیا کو ظاہر میں چھوڑ دیتے ہیں اور باطن میں دست رکھتے ہیں اور غرض اصلی یہ ہے کہ دنیا کی خواہش دل میں نہ رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تِلْكَ الدُّنْيَا الْآخِرَةُ فَتَجَاهِلُ الَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا قِسَادًا وَالْعَالَمِينَ السَّافِلِينَ یعنی وہ گھر بچھلا ہی ہم دین گے وہ انکو جو نہیں چاہتے چڑھنا ملک میں اور نہ بگاڑ ڈالنا اور آخر بچھلا ہو ڈرو انکو پس خدا سے تعالیٰ نے سعادت آخرت کو دنیا کی خواہش کرنے پر مشروط فرمایا ہے نہ دنیا کے نہ مٹنے کے ساتھ اس سے معلوم ہوا

اسلامی اور غیر اسلامی کے درمیان فرق

اسلامی اور غیر اسلامی کے درمیان فرق

اسلامی اور غیر اسلامی کے درمیان فرق







صلی اللہ علیہ وسلم کا

میں سے ایک بھی نہ ملی ہیں

خلقت سے پہلے چیزیں طلب کیں یہ ایک بھی نہ ملی ہیں نے اسے عبادت و زہد کے لیے کہا اور انھوں نے کیا ہیں نے  
 کہا کہ اس میں میری مدد کرو وہ بھی نئی تب میں نے کہا اگر میں عبادت و زہد کروں تو مجھ سے نارضمت ہونا بھی  
 راضی نہ ہوں۔ فیہم یومئذین لکھا کہ مجھ کو اس سے روکنا مست انھوں نے منع کیا انھوں نے کہا کہ جس کا ہمت نہ اس  
 تعالیٰ نارضمت ہو اس کے کرنے کو مجھ سے مت کہنا اور اگر میں کروں تو مجھے دشمنی نہ کرنا یہ بھی ناناہ و دشمنی کی اس واسطے  
 میں خلقت کو چھوڑ کر اپنے کام میں مصروف ہوا۔ ائمہ کبوتر باکبوتر کی مثل کس طرح جانیں ملائے گا کہ اپنے جنت الہی میں  
 ملے گی میں نے علاوہ ازین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ نبوت کو بیان کر دیا ہوا و عزالت الیکو جملہ دایا ہوا  
 سے جدا ہوتے کہ فرمایا ہوا اور اس میں شک نہیں ہے کہ حضرت ہمارے لیے ہمیشہ بھلائی چاہتے ہیں وہ ہم سے زیادہ  
 ہمارے ناصر ہیں نہ چاہیے کہ جس وقت آدمی اپنے زمانے کو حضرت کے موافق پادے تو اس کا حکم کو نبی اور  
 اور ان کی نصیحت کو قبول کرے اور چھ شک کرے اور کئی باتوں سے اپنا نقصان نیکرے اس واسطے کہ وہ سب  
 لوگوں سے زیادہ بھلائی آدمی کی خواہ وہ کسی زمانے میں ہو جانتے تھے اور آپ کا قول ہے کہ عبد اللہ ابن عمر و ابن عباس  
 فرماتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہونے سے کہ آپ نے فتنے کا ذکر کیا اور فرمایا کہ جس وقت  
 نہ کوئی نہ ہو۔ بڑا بہت نہ لکھو اور امانت میں خیانت جو وہ فتنے کا زمانہ ہے عبد اللہ ابن عمر و ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس زمانے میں کیا کروں دیا یا کہ اپنے گھر میں بیٹھ رہا اور اپنی زبان کی گھنٹ  
 نہ جو نہ مانا ہوا سپر عمل کر اور جو بخانا ہوا اس کی کٹھ پوڑ اور شے چاہیے کہ اپنا فکر کرے اور دوسرے کا مخصوص  
 اور اپنے سے کیا حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جو چھوٹے کے دن جو ان کے  
 لوگوں نے دیکھا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں فرمایا کہ وہ ایسا نہ ہو کہ لوگ اپنے پاس آج سے خوف  
 نمون آو اور بدیشہ من حدیث ابن مسعود سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ رشتہ بن گیا کہ اگر یہی  
 بڑی عمر جو تو تھپا کر لے آئے گا کہ او میں نے یہ بیچ بھرت کرنے والے بت جو ان کے اور عمل کرنے والے کو اور  
 مانگنے والے یا بد جو ان گئے اور بیٹھے ہائے تمھو سے اوس زمانے میں عالم تابع ہوا اسی نفسانی کے جو ان کے  
 ہر مہر جو نہ فرماتے ہیں کہ میں نے خوش کیا کہ وہ یا نہ کہنے کا حضرت نے فرمایا کہ جن جنوں میں نماز قیام کا ارشاد  
 اور شیوت لیوین اور دین کو تھوڑی سی دولت نیا کے برے لیوین کے خالی بن گئے بخت اور زمانے کے لوگوں سے  
 دور رہے مصنف کتاب فرماتے ہیں کہ جو کچھ اوں حدیثوں میں بیان کیا ہے میں نے اپنی آنکھ سے اپنے سامنے  
 دیکھ لیا چاہے بھر دولت کیا کرنا چاہے پہلے زمانے کے بزرگوں نے اوس زمانے و سامان زمانے کے لوگوں سے  
 دور رہنا پسند کیا اور گوشہ نشینی اختیار کی اور گوشہ نشینی ہی کا سبکو حکم دیا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ لوگ ہم  
 زیادہ مانا تھے اور ان کا زمانہ بھی ہمارے زمانے سے کہیں بہتر تھا اور بعد اوتن کے زمانہ اب یہی ہوتا جاتا ہے چنانچہ

میں سے ایک بھی نہ ملی ہیں نے اسے عبادت و زہد کے لیے کہا اور انھوں نے کیا ہیں نے  
 کہا کہ اس میں میری مدد کرو وہ بھی نئی تب میں نے کہا اگر میں عبادت و زہد کروں تو مجھ سے نارضمت ہونا بھی  
 راضی نہ ہوں۔ فیہم یومئذین لکھا کہ مجھ کو اس سے روکنا مست انھوں نے منع کیا انھوں نے کہا کہ جس کا ہمت نہ اس  
 تعالیٰ نارضمت ہو اس کے کرنے کو مجھ سے مت کہنا اور اگر میں کروں تو مجھے دشمنی نہ کرنا یہ بھی ناناہ و دشمنی کی اس واسطے  
 میں خلقت کو چھوڑ کر اپنے کام میں مصروف ہوا۔ ائمہ کبوتر باکبوتر کی مثل کس طرح جانیں ملائے گا کہ اپنے جنت الہی میں  
 ملے گی میں نے علاوہ ازین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ نبوت کو بیان کر دیا ہوا و عزالت الیکو جملہ دایا ہوا  
 سے جدا ہوتے کہ فرمایا ہوا اور اس میں شک نہیں ہے کہ حضرت ہمارے لیے ہمیشہ بھلائی چاہتے ہیں وہ ہم سے زیادہ  
 ہمارے ناصر ہیں نہ چاہیے کہ جس وقت آدمی اپنے زمانے کو حضرت کے موافق پادے تو اس کا حکم کو نبی اور  
 اور ان کی نصیحت کو قبول کرے اور چھ شک کرے اور کئی باتوں سے اپنا نقصان نیکرے اس واسطے کہ وہ سب  
 لوگوں سے زیادہ بھلائی آدمی کی خواہ وہ کسی زمانے میں ہو جانتے تھے اور آپ کا قول ہے کہ عبد اللہ ابن عمر و ابن عباس  
 فرماتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہونے سے کہ آپ نے فتنے کا ذکر کیا اور فرمایا کہ جس وقت  
 نہ کوئی نہ ہو۔ بڑا بہت نہ لکھو اور امانت میں خیانت جو وہ فتنے کا زمانہ ہے عبد اللہ ابن عمر و ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس زمانے میں کیا کروں دیا یا کہ اپنے گھر میں بیٹھ رہا اور اپنی زبان کی گھنٹ  
 نہ جو نہ مانا ہوا سپر عمل کر اور جو بخانا ہوا اس کی کٹھ پوڑ اور شے چاہیے کہ اپنا فکر کرے اور دوسرے کا مخصوص  
 اور اپنے سے کیا حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جو چھوٹے کے دن جو ان کے  
 لوگوں نے دیکھا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں فرمایا کہ وہ ایسا نہ ہو کہ لوگ اپنے پاس آج سے خوف  
 نمون آو اور بدیشہ من حدیث ابن مسعود سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ رشتہ بن گیا کہ اگر یہی  
 بڑی عمر جو تو تھپا کر لے آئے گا کہ او میں نے یہ بیچ بھرت کرنے والے بت جو ان کے اور عمل کرنے والے کو اور  
 مانگنے والے یا بد جو ان گئے اور بیٹھے ہائے تمھو سے اوس زمانے میں عالم تابع ہوا اسی نفسانی کے جو ان کے  
 ہر مہر جو نہ فرماتے ہیں کہ میں نے خوش کیا کہ وہ یا نہ کہنے کا حضرت نے فرمایا کہ جن جنوں میں نماز قیام کا ارشاد  
 اور شیوت لیوین اور دین کو تھوڑی سی دولت نیا کے برے لیوین کے خالی بن گئے بخت اور زمانے کے لوگوں سے  
 دور رہے مصنف کتاب فرماتے ہیں کہ جو کچھ اوں حدیثوں میں بیان کیا ہے میں نے اپنی آنکھ سے اپنے سامنے  
 دیکھ لیا چاہے بھر دولت کیا کرنا چاہے پہلے زمانے کے بزرگوں نے اوس زمانے و سامان زمانے کے لوگوں سے  
 دور رہنا پسند کیا اور گوشہ نشینی اختیار کی اور گوشہ نشینی ہی کا سبکو حکم دیا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ لوگ ہم  
 زیادہ مانا تھے اور ان کا زمانہ بھی ہمارے زمانے سے کہیں بہتر تھا اور بعد اوتن کے زمانہ اب یہی ہوتا جاتا ہے چنانچہ

یوسف ابن اسباط ہم فرماتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے قسم جو اوس خدا کی کہ جسکی ہوا و سر خدا نہیں اس زمانے میں عزت حلال ہو گئی تھی جس جگہ سفیان ثوری نے نہ گئے تھے نہ میں نے نہ شیعی کہ حلال ہوئی تو ہمارے وقت میں جب اود فرض ہوئی چاہیے تو سفیان ثوری سے روایت کرتے ہیں کہ اود انھوں نے عباد خواص کو خط لکھا کہ تو اوس زمانے میں جو جس اصحاب رسول بعد صلے اللہ علیہ وسلم چاہا مانگتے تھے حالانکہ انکو ہم سے زیادہ علم تھا پس ہمارا کیا حال ہو گا کہ ہم اوس زمانے میں ہیں اور علی کی ہی اور میں بھی اتنا نہیں اور بھلائی کے مددگار تھوڑے ہیں لوگوں کا فساد بہت اور حضرت عمر خطابؓ فرمایا کہ اکیلے ٹٹکے میں بڑے لوگوں کی ہمنشین سے آرام ہو یعنی غلغلہ مٹھ رہنا بڑے لوگوں کے پاس بیٹھنے سے بچنا تاہی اور سفیان ابن عیینہ کہتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری سے کہا کہ مجھ کو کوئی بہتر بات بتلائے فرمایا کہ لوگوں سے بہت شناسائی مت کیجئے کہ کہ حدیث شریف میں تو آیا ہے کہ بہت لوگوں سے ملنا چاہیے اس واسطے کہ ہر ایک ایمان والے کی ایک شفاعت ہوگی سفیان ثوری نے جواب دیا کہ کوئی بُرائی بھر ملنے والے کے اور کسی سے بھی حاصل ہوئی ہے میں نے کہا کوئی نہیں پھر تم مجھے سالہا بعد بیٹے اؤ کو جواب میں دیکھا عرض کیا کہ مجھ کو کوئی وصیت کیجیے یہی جواب دیا کہ لوگوں سے ملاقات کر اس واسطے کہ خلاصہ حق نہایت شواہد شہر ظلمت چہ کہ ظلمت ہے خلق و سرور دان کس کس کے دیارے خلعت اور نفس سے فرمایا ہے کہ یہ زمانہ کہ جس میں بن ہاں کو روکنا چاہیے اور چھپ کر کسی جگہ میں بیٹھ رہتے اور اپنے داک کا خیانت کیجئے اور جوابات دین کی معلوم ہو اؤ لوگوں سے اور جوابات نہی نظر آوے اوسے نہ کرے و اؤ دوطائی یہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں بڑے بڑے کچھ اور آخرت میں اظہار اور لوگوں سے بھاگ جیسا شیر سے اور ابو عبد اللہ رہنے فرمایا ہے کہ مجھ کو سب دانوں نے یہ سخت کی ہے کہ اگر مجھ کو لوگوں کی شناسائی ناپسند ہو تو جان کہ مجھ کو خدا تعالیٰ نے ایک بڑا کام دیا ہے جو دوسرے سب جو عزت اختیار کرنے کا موجب ہے یہ کہ لوگ سے ملوت کی ہوئی کو کھودیتے ہیں کیونکہ انکے سبب سے زیادہ اور بناوٹ آجاتی ہے نتیجہا بہت اور آزی رہنے فرمایا ہے کہ لوگوں کا دیکھنا یا کافر شہر اسی پہلے زمانے کے زایدوں نے ایک دوسرے کی ملاقات بالکل چھوڑ دی تھی بیان کرتے ہیں کہ ہر ملین جہان نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آؤ ایک جگہ رہ کر باہم ملاقات کریں اویس قرنی نے فرمایا کہ دعا بیٹھتے چھو اور خوش ملاقات کی کہنی ایک دوسرے کے ملنے سے بہتر ہوا اس واسطے کہ ملاقات میں ہر سر بناوٹ اور ریا جو اور سلیمان خواہ کی کہا کہ براہم آئے ہیں تم اوکلی ملاقات کو کیوں نہیں جاتے جواب دیا کہ میرے نزدیک شیطان سے ملنا برا اہم اور ہم کی ملاقات سے بہتر ہے اون سے اس بات کا بڑا تعجب لوم ہوا سلیمان نے کہا یہ میں سناس نہ جس سے کہا کہ اگر میں براہم اور ہم کی ملاقات کروں تو مجھے ریا کرنی ہوگی اور شیطان کو دیکھوں تو پرہیز کروں ہمارے مرشد نے ایک عارف سے ملاقات کی پھر دیر تک ایک مجلس میں بیٹھ رہے آخر میں جب مالک کراؤٹھے تو ہمارے مرشد نے کہا کہ مجھے یاد نہیں کہ کسی جگہ اس مجلس میں یہ تراسید واریٹھا ہوں عارف نے کہا کہ میں بھی اس جگہ سے زیادہ خائف کسی مجلس میں نہیں بیٹھا تھا اچھی اچھی باتیں اور حدیثیں اور علموں کی باتیں کرتے تھے اور تمہارے ساتھ میں بھی ایسی ہی باتیں کرتا تھا پس ہم دونوں میں ریا تھی اس بات کے سنتے ہی مرشد صاحب

فصل اول میں ملکی عباد کی ہمت روئے یہاں تک کہ بیہوش ہو گئے اور گر پڑے یہ حال ابدون اور زہدوں کی ملاقات کا ہی جو ہر وقت سبکدوشوں کے تاقربین ہوں لوگوں کا کیا حال ہوگا جو ہر وقت دنیا میں پھنسے اور عبادت میں کابل میں بلکہ خیریت گرفتار اور معصیت سے جاہل ہیں اب ایسا وقت ہی کہ زمانہ بالکل خراب ہو گیا ہے اور لوگ تباہ ہو گئے یہاں تک کہ اگر کوئی عبادت کرے تو اسے ایسا روکین کہ ہرگز نہ کر سکے اور اگر کچھ عبادت کی بھی ہو تو اسکو مضاعف کر دیں اسلئے ضرور ہے کہ اسے گوشہ اختیار کرے اور خدا سے تعالیٰ سے زمانے کی خرابی اور زمانے کے لوگوں کی تباہی سے پناہ چاہے کیونکہ وہی اپنے فضل اور رحمت سے سبکدوشان ہر آب معلوم کرنا چاہیے کہ خلقت سے علیحدہ ہونے اور گوشہ نشینی کا کیا حکم ہے اور اسکا طریقہ کیا ہے اور کتنا ضروری ہے یعنی ہر ایک آدمی کو کتنا پچھنا چاہیے پس اس کلام میں دو طرح کے آدمی ہیں ایک وہ کہ خلقت کو اسے دین میں کوئی تعرض نہیں کہ کوئی علم کی بات سنیں یا کوئی حکم شرعی پوچھیں ایسے لوگوں کو چاہیے کہ جمعہ جماعت اور حج اور عطل کی مجلس حاجت ضروری کے سوا خلقت سے نہ ملیں اس طرح پوشیدہ رہیں کہ کوئی انکو نہ جانے اور نہ وہ کسی کو پہچانیں اور اگر کوئی شخص کسی مصیحت کے سبب سے دین دنیا کے کاموں میں بالکل ملنا چھوڑ دیوے تو جائز نہیں ہے کہ اس طرح کسی ایسی دوریت اختیار کرے کہ وہ ان جموع اور جماعت اسد واجب ہو جیسے پیمانہ و زمانہ وغیرہ عالمہ عابد جو خلقت کو چھوڑ کر دور رہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ یہ یقیناً جانے کہ حاجت اور جمعہ میں مجاہد ہونے سے ثواب کی نسبت وہ ضرور زیادہ ہوگا جو جمعہ وغیرہ کے لیے آمد و شد میں لوگوں کے اختلاط سے اسکو بچھٹکے گا تو اس وقت چھوڑ دینا جمعہ و جماعت کا جائز ہے میں نے کلام عظیمہ میں مشائخ کبار میں سے ایک عالم کو دیکھا کہ نے عذر جمعہ و جماعت کے واسطے حرم شریف میں حاضر نہیں ہوتے تھے اور میں ان سے کچھ حاصل کرنے کو جایا کرتا تھا میں نے اسے اس بات کا سبب پوچھا جواب یہ کہ جمعہ و جماعت کے ثواب سے لوگوں میں ملنے کا گناہ زیادہ ہو حاصل اس سے یہ کہ معذور کے عذر پر کچھ عتاب نہیں جو خدا سے تعالیٰ سب کا حال خوب جانتا ہے پس بہت یہ کہ جمعہ اور جماعت وغیرہ میں لوگوں سے ملے اور ان کے سوا سب کا نہیں علیحدہ رہے اور اگر دوسرے طریقے پر عمل کرنا چاہے یعنی کسی عذر کی توجہ سے جمعہ اور جماعت میں حاضر نہ ہو سکے تو لوگوں سے جدا ہمارے تاکا دوسرے باتیں فرض ہی نہوں اور دوسرے طریقے میں یعنی شہر میں ہر لوگوں کی ملاقات کے عذر سے جمعہ و جماعت کو چھوڑ دیوے یہ بات بڑی ہی عجیب کی ہے اور اس میں غلطی کا بھی ہر ایک پہلے دونوں طریقے صاف ہیں اسد تعالیٰ نے فضل سے مدد کرے اور دوسرے وہ آدمی ہے جو پیشوا ہو اور لوگوں کو دین کے کاموں میں اسکی طرف حاجت نہ لیا وہ جو یعنی علم سکھاوے یا حکم خدا اور حقوق کو بتاوے یا غیہ مذہب والوں کو دے دے یا لوگوں کو کلمہ سنکر نیکی کی طرف بلاوے ایسے آدمی کو خلقت سے جدا ہونا نہیں چاہیے بلکہ اسکو چاہیے کہ خلقت میں رہے اور انکو نصیحت کرے اور احکام آخرت انکو سناوے رسول اسد صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو وقت بدعتیں طلبہ ہوں اور عالم چاہے رہیں تو ایسے عالموں پر خدا سے تعالیٰ کی پھٹکار ہے اگرچہ یہ اس وقت ہے کہ جو وقت خلقت میں

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱



رستا ہوا اور اجالت میں نہ تو بھی رسول جبار نہیں نہ یہ صمد ہوا نہ مجسمہ ہے چنانچہ استوا پر ابرہہ تو کہنے لگا وہ کیا  
 کہ لوگو! میں سے جدا ہو کر یہاں تک میں اسے جنت پر مار دوں میں پھرے ایک از سنی کہے ابابکر حبش خلعت پر  
 خدا سے تعالے کی محبت ہی تو اسے تعالے کے بندوں سے نیوں علیہ ہوا یہ سجدہ میں آئے تو خلعت میں ہے  
 ان لوگوں میں رہنے کا یہی سبب تھا اور انہوں نے جو نے مجھ سے ہوتا وہ اسحاق کا حال بلیں کیا کہ انہوں نے جبل  
 لبنان کے عابدوں سے کہا کہ اے بناس تہی کے کھلنے والو تم نے اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بدعت قرار دیا  
 یہ بخون میں چھوڑ دیا ہے اور آپ کھلس کھلتے میں مصروف ہوئے عابدوں سے جواب دیا کہ مہکوا طاعت ہو کون کی  
 کی نہیں ہے مجھ کو خدا سے تعالے نے اتنی قوت دی ہے کہ میں تو خدا کی خلعت کو نصیحت کرے اسکے پیچھے اپنے تہ جلیغ بھائی  
 تصنیف کی لیکن یاد رہے کہ یہ آدمی خلعت کے طے سے بڑے سخت کاموں کے محتلف ہیں ان سے بڑا اور عظیم اور  
 منظور تھیں اور خدا سے تعالے سے ہمیشہ مدد پاتا ہوا وہ ہے باطن میں سب علیہ وہ ہونا آری وہ تہا بہ تہا وہ سے ملتا ہوا  
 جو وہ اس سے بات کون تو یہ بھی ہو نہ اگر تہا توین تو ہا ایک کے دہتے کے لاکھ تعظیم کی ہے اور یہ کہ یہ رہے  
 اور جو اس سے نکلے اس کو عنایت جانو اگر وہ نشی کرتے ہوں تو او کی مدد کیے اور اگر وہ ہوں تو او کی مدد کیے اور  
 مخالفت کرے اگر جائے کہ قبہ ان کہ یہ گے تو ان کے سب حق بجا رہے اور ان کے کو جاننا اور بیکار ہو رہے اور ان کو  
 کہیں اس کو اپنی طاقت کے موافق کر دینا اور کچھ بدلا دینا اور اگر وہ نہ دے تو کچھ دے دے اور اس سے تعالے سے  
 اور جو کچھ خود دیوں تو جسے اللہ نہ لے لو اور اگر کچھ بیکار دیوں تو کچھ دے دے اور اس سے تعالے سے اور اس سے  
 ظاہر کرے اور اپنی ضروریات کو اداں سے چھپا دے اور جہاں تک ہو سکے اپنی حاجات سانی یا وقت سے بڑے تہا  
 پوری کر لے دے باوجود اسکے آخرت کے لیے بھی ذخیرہ کرے ہمیت کچھ نہ دے کہ کچھ خیال سے دل بچھے یاں پائے  
 گو عریز مصر جو پر یاد کنعان چاہیے چنانچہ حضرت عمر خطابؓ نے فرمایا کہ اگر میں بات کو دہوں تو انہیں عرف ان کہ  
 اور اگر دیں کو سورہوں تو رعیت کی خرابی ہو وہ سے ان چیزوں میں کہ میں نے آوے اور اس طرح ملک کے تہا  
 ملا ہوا ہو اور دل سے دور رہے بہت دشوا آئے ان میں سے کون سے اتنا ملنا چاہیے کہ میں میں میں  
 لیکن مصنف کے نزدیک جب فتنہ اٹھے اور دین کا کام ایسا ہو کہ عالم نو چھپیں تو دین کے کاموں کے حاصل  
 کرنے میں سعی نکلیں اور اس کو ضروری بنائیں ایسے وقت عالم بھی معذور ہو اس کو چاہیے کہ گوشہ اختیار کرے اور  
 لوگوں سے دور رہے اور علم کہ دبا دیوے اور مجھ کو یہ ڈر ہے کہ یہ زمانہ وہی نہ ہو جس کا میں بیان کرتا ہوں یہ میری بہت  
 حکم اور خلعت سے دور رہنے کا اس کو خوب طرح سمجھ لینا چاہیے کہ کو نہ کہ اس میں بڑے ضرر ہیں اور ٹیڑھا رہنے ہر ایک  
 ہو اور مدد کا یہ بیان سے یہ اعتراض نہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو جماعت کا ساتھ لازم ہو  
 اس واسطے کہ خدا سے تعالے کا ہاتھ جماعت پر ہو اور شیطان آدمی کا بھیڑ پائی اس لیے کہ کو بدلتا ہے اور حضرت نے فرمایا ہے

یہ کہ لوگو! میں سے جدا ہو کر یہاں تک میں اسے جنت پر مار دوں میں پھرے ایک از سنی کہے ابابکر حبش خلعت پر  
 خدا سے تعالے کی محبت ہی تو اسے تعالے کے بندوں سے نیوں علیہ ہوا یہ سجدہ میں آئے تو خلعت میں ہے  
 ان لوگوں میں رہنے کا یہی سبب تھا اور انہوں نے جو نے مجھ سے ہوتا وہ اسحاق کا حال بلیں کیا کہ انہوں نے جبل  
 لبنان کے عابدوں سے کہا کہ اے بناس تہی کے کھلنے والو تم نے اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بدعت قرار دیا  
 یہ بخون میں چھوڑ دیا ہے اور آپ کھلس کھلتے میں مصروف ہوئے عابدوں سے جواب دیا کہ مہکوا طاعت ہو کون کی  
 کی نہیں ہے مجھ کو خدا سے تعالے نے اتنی قوت دی ہے کہ میں تو خدا کی خلعت کو نصیحت کرے اسکے پیچھے اپنے تہ جلیغ بھائی  
 تصنیف کی لیکن یاد رہے کہ یہ آدمی خلعت کے طے سے بڑے سخت کاموں کے محتلف ہیں ان سے بڑا اور عظیم اور  
 منظور تھیں اور خدا سے تعالے سے ہمیشہ مدد پاتا ہوا وہ ہے باطن میں سب علیہ وہ ہونا آری وہ تہا بہ تہا وہ سے ملتا ہوا  
 جو وہ اس سے بات کون تو یہ بھی ہو نہ اگر تہا توین تو ہا ایک کے دہتے کے لاکھ تعظیم کی ہے اور یہ کہ یہ رہے  
 اور جو اس سے نکلے اس کو عنایت جانو اگر وہ نشی کرتے ہوں تو او کی مدد کیے اور اگر وہ ہوں تو او کی مدد کیے اور  
 مخالفت کرے اگر جائے کہ قبہ ان کہ یہ گے تو ان کے سب حق بجا رہے اور ان کے کو جاننا اور بیکار ہو رہے اور ان کو  
 کہیں اس کو اپنی طاقت کے موافق کر دینا اور کچھ بدلا دینا اور اگر وہ نہ دے تو کچھ دے دے اور اس سے تعالے سے  
 اور جو کچھ خود دیوں تو جسے اللہ نہ لے لو اور اگر کچھ بیکار دیوں تو کچھ دے دے اور اس سے تعالے سے اور اس سے  
 ظاہر کرے اور اپنی ضروریات کو اداں سے چھپا دے اور جہاں تک ہو سکے اپنی حاجات سانی یا وقت سے بڑے تہا  
 پوری کر لے دے باوجود اسکے آخرت کے لیے بھی ذخیرہ کرے ہمیت کچھ نہ دے کہ کچھ خیال سے دل بچھے یاں پائے  
 گو عریز مصر جو پر یاد کنعان چاہیے چنانچہ حضرت عمر خطابؓ نے فرمایا کہ اگر میں بات کو دہوں تو انہیں عرف ان کہ  
 اور اگر دیں کو سورہوں تو رعیت کی خرابی ہو وہ سے ان چیزوں میں کہ میں نے آوے اور اس طرح ملک کے تہا  
 ملا ہوا ہو اور دل سے دور رہے بہت دشوا آئے ان میں سے کون سے اتنا ملنا چاہیے کہ میں میں میں میں  
 لیکن مصنف کے نزدیک جب فتنہ اٹھے اور دین کا کام ایسا ہو کہ عالم نو چھپیں تو دین کے کاموں کے حاصل  
 کرنے میں سعی نکلیں اور اس کو ضروری بنائیں ایسے وقت عالم بھی معذور ہو اس کو چاہیے کہ گوشہ اختیار کرے اور  
 لوگوں سے دور رہے اور علم کہ دبا دیوے اور مجھ کو یہ ڈر ہے کہ یہ زمانہ وہی نہ ہو جس کا میں بیان کرتا ہوں یہ میری بہت  
 حکم اور خلعت سے دور رہنے کا اس کو خوب طرح سمجھ لینا چاہیے کہ کو نہ کہ اس میں بڑے ضرر ہیں اور ٹیڑھا رہنے ہر ایک  
 ہو اور مدد کا یہ بیان سے یہ اعتراض نہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو جماعت کا ساتھ لازم ہو  
 اس واسطے کہ خدا سے تعالے کا ہاتھ جماعت پر ہو اور شیطان آدمی کا بھیڑ پائی اس لیے کہ کو بدلتا ہے اور حضرت نے فرمایا ہے

یہ کہ لوگو! میں سے جدا ہو کر یہاں تک میں اسے جنت پر مار دوں میں پھرے ایک از سنی کہے ابابکر حبش خلعت پر  
 خدا سے تعالے کی محبت ہی تو اسے تعالے کے بندوں سے نیوں علیہ ہوا یہ سجدہ میں آئے تو خلعت میں ہے  
 ان لوگوں میں رہنے کا یہی سبب تھا اور انہوں نے جو نے مجھ سے ہوتا وہ اسحاق کا حال بلیں کیا کہ انہوں نے جبل  
 لبنان کے عابدوں سے کہا کہ اے بناس تہی کے کھلنے والو تم نے اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بدعت قرار دیا  
 یہ بخون میں چھوڑ دیا ہے اور آپ کھلس کھلتے میں مصروف ہوئے عابدوں سے جواب دیا کہ مہکوا طاعت ہو کون کی  
 کی نہیں ہے مجھ کو خدا سے تعالے نے اتنی قوت دی ہے کہ میں تو خدا کی خلعت کو نصیحت کرے اسکے پیچھے اپنے تہ جلیغ بھائی  
 تصنیف کی لیکن یاد رہے کہ یہ آدمی خلعت کے طے سے بڑے سخت کاموں کے محتلف ہیں ان سے بڑا اور عظیم اور  
 منظور تھیں اور خدا سے تعالے سے ہمیشہ مدد پاتا ہوا وہ ہے باطن میں سب علیہ وہ ہونا آری وہ تہا بہ تہا وہ سے ملتا ہوا  
 جو وہ اس سے بات کون تو یہ بھی ہو نہ اگر تہا توین تو ہا ایک کے دہتے کے لاکھ تعظیم کی ہے اور یہ کہ یہ رہے  
 اور جو اس سے نکلے اس کو عنایت جانو اگر وہ نشی کرتے ہوں تو او کی مدد کیے اور اگر وہ ہوں تو او کی مدد کیے اور  
 مخالفت کرے اگر جائے کہ قبہ ان کہ یہ گے تو ان کے سب حق بجا رہے اور ان کے کو جاننا اور بیکار ہو رہے اور ان کو  
 کہیں اس کو اپنی طاقت کے موافق کر دینا اور کچھ بدلا دینا اور اگر وہ نہ دے تو کچھ دے دے اور اس سے تعالے سے  
 اور جو کچھ خود دیوں تو جسے اللہ نہ لے لو اور اگر کچھ بیکار دیوں تو کچھ دے دے اور اس سے تعالے سے اور اس سے  
 ظاہر کرے اور اپنی ضروریات کو اداں سے چھپا دے اور جہاں تک ہو سکے اپنی حاجات سانی یا وقت سے بڑے تہا  
 پوری کر لے دے باوجود اسکے آخرت کے لیے بھی ذخیرہ کرے ہمیت کچھ نہ دے کہ کچھ خیال سے دل بچھے یاں پائے  
 گو عریز مصر جو پر یاد کنعان چاہیے چنانچہ حضرت عمر خطابؓ نے فرمایا کہ اگر میں بات کو دہوں تو انہیں عرف ان کہ  
 اور اگر دیں کو سورہوں تو رعیت کی خرابی ہو وہ سے ان چیزوں میں کہ میں نے آوے اور اس طرح ملک کے تہا  
 ملا ہوا ہو اور دل سے دور رہے بہت دشوا آئے ان میں سے کون سے اتنا ملنا چاہیے کہ میں میں میں میں  
 لیکن مصنف کے نزدیک جب فتنہ اٹھے اور دین کا کام ایسا ہو کہ عالم نو چھپیں تو دین کے کاموں کے حاصل  
 کرنے میں سعی نکلیں اور اس کو ضروری بنائیں ایسے وقت عالم بھی معذور ہو اس کو چاہیے کہ گوشہ اختیار کرے اور  
 لوگوں سے دور رہے اور علم کہ دبا دیوے اور مجھ کو یہ ڈر ہے کہ یہ زمانہ وہی نہ ہو جس کا میں بیان کرتا ہوں یہ میری بہت  
 حکم اور خلعت سے دور رہنے کا اس کو خوب طرح سمجھ لینا چاہیے کہ کو نہ کہ اس میں بڑے ضرر ہیں اور ٹیڑھا رہنے ہر ایک  
 ہو اور مدد کا یہ بیان سے یہ اعتراض نہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو جماعت کا ساتھ لازم ہو  
 اس واسطے کہ خدا سے تعالے کا ہاتھ جماعت پر ہو اور شیطان آدمی کا بھیڑ پائی اس لیے کہ کو بدلتا ہے اور حضرت نے فرمایا ہے



متروک ہو تو بیرون قیامت کیونکہ ہر لوگ آخرت کی ہول کے چلنے والے ہیں اس کام کے لیے یہ طریقہ بہت پسند فرما  
 اس واسطے کہ ہمیں دونوں فائدے ہیں ایک یہ کہ ایسے مکان میں رہنے سے لوگوں سے علیحدگی ہو جو دوسرے  
 جمعہ اور جماعت اور سب نیک کاموں میں گئے بشیریک ہو یا نہیں ایسے آدمی کو عزت و مالوں کی ہی سلامتی  
 معاہدہ ثواب کے جو منصب ملان کوئی اور حاصل ہوتی ہے بغرض کہ مدرسہ و خانقاہ کا رہنا بہت چھایا ہو اس لیے  
 اکثر عارف لوگوں ہی میں رہتے ہیں تاکہ لوگوں کو ان سے فائدہ حاصل ہو اور ان کا حال ٹھیکہ دہی طریقہ  
 اختیار کیا کہ یہ لوگوں کو لکھنا کہنے سے زیادہ تاثیر و عطا ہے اس طرح سے غلابہ ہوتا ہے حکماء اس بات کا کہ یہ کو پیر  
 و قوت مجاہدہ و ریاضت کے اختیارات دیا جاتے یا نہیں اس طرح کہ اگر چہ لگے مشائخوں کے طریق پر ہو  
 تو مرید کا بڑا مددگار و خدا کے بہتے میں اور دین کا بھائی جو اس سے اعتدال طریقی چاہیے شہر خلوت یا غیا  
 باید سنے تیار ہو ستین بھر دے آدھ نے ہمارے اور اگر اس طریقے پر نہ واد رہے ہر کون کی رسم کا نام کہ ہو تو  
 مرید کو چاہیے کہ یہ کو چھوڑ کر آپ کو شہادت یا کمرے باقی رہی یہ بات کہ گوشہ نشین مدرسہ و خانقاہ کو چھوڑ کر  
 اپنی بہتری کے لیے اور کسی جگہ چاہتے تو ہو سکتا ہے یا نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ مدرسہ و خانقاہ آدمی  
 کے لئے مثل قلعہ کے ہے کہ چوروں اور زہزون سے بچا جاوے اور جو شخص اسے باہر ہو وہ جنگلی ہو یا نہ ہو جائے گا  
 کیونکہ انشا علیہ السلام سوا گروہ اور وہ پھرتے ہیں یہ ذکر ہے کہ وہ پکار کر فدا کر لیوں اور تمام محنت تباہ اور ضائع  
 کر دیں پس ضعیف آدمی کو چاہیے کہ قلعہ چھوڑے اور اگر مرد آدمی اور صاحب بصیرت ہو ایسا کہ دشمنین غالب  
 آسکے تو اس کو قلعہ و زنگن پر رہنا بہتر ہے قلعہ بہتر ہے اور دینی بھائیوں کی ملاقات بھی اس حکم سے  
 مستثنیٰ ہے کیونکہ باور دینی کی ریاست کو عبادت کا جو ہر تو اور خدا سے قلعانے کی نزدیکی کا سبب ہے اور اس کے  
 سوا بہت فائدے ہیں لیکن رہا تو ان کا خیال کھنا چاہیے ایک یہ کہ بہت ملاقات کو بچا دے جیسا کہ صلہ  
 صلہ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کسی بھی ملنا چاہیے کہ محبت زیادہ ہو دوسرے یہ کہ ملاقات کا حق نگاہ  
 رکھے یعنی ریا اور بناوٹ اور لغو اور غیبت سے بچے تاکہ وہ آپ کو گناہ میں نہ ڈالے اب اس بات کو معلوم  
 کرنا چاہیے کہ گوشہ نشینی تین چیزوں کے اختیار کرنے سے آسان ہو جاتی ہے ایک یہ کہ عبادت میں مشغول رہے  
 اس واسطے کہ جو بارہ مشغول ہو نا اور خدا کے ساتھ بہت کراؤ آدمی کو قلعہ کے شے سے باز رکھتا ہے جو گناہ  
 آدمی کے ساتھ اس کی مشائخ ہو جبکہ آدمی اپنے نفس میں لوگوں کی ملاقات کی خواہش رکھتا  
 ہے مجھے مدد دے گی یا نہ ہو سبب یہ جو نفسی غلیظ نہیں رہ سکتا اگر عبادت کا مشغول نہیں ہو تو لوگوں سے  
 شے کا شغل جو دوسو مضمون چاہتا ہے جب کوئی آدمی عبادت میں مشغول ہو جیسا کہ عبادت کا حق ہو تو اس کو  
 مناجات کا مزہ حاصل ہو گا اور خدا سے قلعانے کے ساتھ اور اس کے کلام کے ساتھ انہی اصل حق کا اور

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱







یہ چاروں تہیں خواطر کی ہیں جب تقسیم معلوم ہو چکی تو اب جان لو کہ جو خطرہ کہ پہلے ہی خدا کی طرف سے ہوتا ہے وہ  
 کبھی خیر کی طرف ہوتا ہے واسطے کہ اگر اہل ایمان اور اہل ایمان محبت کے اور کبھی شر کی طرف ہوتا ہے واسطے امتحان اور محنت کے  
 اور ظہم کی طرف سے جو خطرہ ہوتا ہے وہ خیر کے سوا نہیں ہوتا کیونکہ وہ نصیحت اور ارشاد ہی کے لیے مقرر کیا گیا ہے  
 اور شیطانی خطرہ خاص معنی اور گمراہی کے واسطے ہوتا ہے اور جو کبھی خیر کے لیے ہو تو مکر سے خالی ہوگا اور جو خطرہ  
 ہوا ہے نفس کی طرف سے ہوا ہے میں بھی شر کے سوا کبھی خیر نہیں ہوتی اور بعضوں نے سلف میں سے کہا  
 ہو کہ اسکا حال بھی خطرہ شیطانی کا سا ہے یعنی کبھی بظاہر خیر ہوتی ہے مگر حقیقت میں شر ہے اب یہاں میں باؤ  
 اور دریافت کرنا ضرور ہے پہلے خاطر خیر اور خاطر شر میں فرق کرنا دوسرے خاطر شر ابتدائی اور شیطانی اور جو میں  
 فرق کرنا اور بر قسم کے دفع کرنے کی تدبیر جاننا دوسرے خاطر خیر ابتدائی اور الہامی اور شیطانی میں تمیز کرنا تاکہ  
 جو کچھ خدا سے تعالے اور ظہم کی طرف سے ہو اسکا اتباع کر دو اور جو شیطان کی طرف سے ہو اس سے بچو اور یہاں  
 خاطر ہوا میں بھی دونوں لوگوں کے نزدیک جو اس کے کبھی خیر ہونے کے قائل ہیں یعنی تمیز کرنا در میان خاطر خیر ابتدائی  
 والہامی و در میان خاطر ہوائی و دونوں کے نزدیک سب ہو گا جو خاطر ہوائی کو مثل شیطانی کا وہ خیر اور گاہ شر  
 سمجھتے ہیں اور اول یعنی اگر بی نظرو ہو کہ خاطر خیر اور خاطر شر میں فرق معلوم ہو جاوے تو تین ترازوؤں میں سے  
 ایک میں تو لٹا چاہیے تاکہ اہل بات دریافت ہو جاوے اول ترازو تو شرع شریف ہو پس جہات دل میں آئے ہر  
 او کو شرع کے سامنے پیش کر نی چاہیے اگر موافق شرع کے ہو تو اس کو خیر جانے اور اگر کسی طرح کا شرعاً و عیناً ہے  
 یا مخالفت ہو تو ترچھنا چاہیے اور اگر شرع میں اسکا حال معلوم تو دوسری ترازو میں تو لٹا چاہیے یعنی اسکو صلحا  
 اور پیشواؤں کے حال کے مطابق کریں پس اگر اسکا کام میں پیر و بھی صلحا کی ہو تو خیر ہے ورنہ شر ہے اور اگر اس طرح  
 بھی کچھ ظاہر ہو تو اسکو تیسری ترازو میں تو لٹا ضرور ہے یعنی ہوا ہے نفس کے سامنے پیش کرنا پس اگر وہ بات  
 ایسی چیزوں میں سے ہو کہ ان سے نفس کو نفرت ہو خود بخود قطع نظر خوف الہی سے تو جانے کہ یہ خاطر خیر  
 اور اگر ایسی چیزوں میں سے ہو جنکی طرف نفس کو خواہش ہوتی ہو خود بخود بدون اسکے کہ توقع ثواب کی  
 تو جان لے کہ یہ خاطر شر ہے اسواسطے کہ نفس کی خواہش ہمیشہ بدی ہی کی طرف ہے اس میں خیر کبھی نہیں  
 ہوتی پس جب ان تینوں طرح سے دیکھے گا تو اب تہ خیر اور شر میں فرق معلوم ہو جائے گا اور دوم  
 یعنی خاطر شر میں معلوم کرنا کہ ہوا ہے نفس کی طرف سے ہو یا شیطان کی طرف سے ہو یا خدا تعالے  
 کی طرف سے ابتدا ہو اس میں بھی تین طرح سے دیکھنا چاہیے اول یہ کہ اگر اس خاطر کو ایک طرح پر پادے  
 تو جان لے کہ خدا سے تعالے کی طرف سے ہو یا ہوا ہے نفس کی طرف سے ہوا اور اگر متردد ہو تو شیطان  
 کی طرف سے ہو ایک عارف نے کہا ہے کہ ہوا ہے نفس مثل جیسے کے ہوتی ہے کہ تمھوڑی ہی لڑائی

محل میری بیاد حق کی لیاں  
 یہ چاروں تہیں خواطر کی ہیں جب تقسیم معلوم ہو چکی تو اب جان لو کہ جو خطرہ کہ پہلے ہی خدا کی طرف سے ہوتا ہے وہ  
 کبھی خیر کی طرف ہوتا ہے واسطے کہ اگر اہل ایمان اور اہل ایمان محبت کے اور کبھی شر کی طرف ہوتا ہے واسطے امتحان اور محنت کے  
 اور ظہم کی طرف سے جو خطرہ ہوتا ہے وہ خیر کے سوا نہیں ہوتا کیونکہ وہ نصیحت اور ارشاد ہی کے لیے مقرر کیا گیا ہے  
 اور شیطانی خطرہ خاص معنی اور گمراہی کے واسطے ہوتا ہے اور جو کبھی خیر کے لیے ہو تو مکر سے خالی ہوگا اور جو خطرہ  
 ہوا ہے نفس کی طرف سے ہوا ہے میں بھی شر کے سوا کبھی خیر نہیں ہوتی اور بعضوں نے سلف میں سے کہا  
 ہو کہ اسکا حال بھی خطرہ شیطانی کا سا ہے یعنی کبھی بظاہر خیر ہوتی ہے مگر حقیقت میں شر ہے اب یہاں میں باؤ  
 اور دریافت کرنا ضرور ہے پہلے خاطر خیر اور خاطر شر میں فرق کرنا دوسرے خاطر شر ابتدائی اور شیطانی اور جو میں  
 فرق کرنا اور بر قسم کے دفع کرنے کی تدبیر جاننا دوسرے خاطر خیر ابتدائی اور الہامی اور شیطانی میں تمیز کرنا تاکہ  
 جو کچھ خدا سے تعالے اور ظہم کی طرف سے ہو اسکا اتباع کر دو اور جو شیطان کی طرف سے ہو اس سے بچو اور یہاں  
 خاطر ہوا میں بھی دونوں لوگوں کے نزدیک جو اس کے کبھی خیر ہونے کے قائل ہیں یعنی تمیز کرنا در میان خاطر خیر ابتدائی  
 والہامی و در میان خاطر ہوائی و دونوں کے نزدیک سب ہو گا جو خاطر ہوائی کو مثل شیطانی کا وہ خیر اور گاہ شر  
 سمجھتے ہیں اور اول یعنی اگر بی نظرو ہو کہ خاطر خیر اور خاطر شر میں فرق معلوم ہو جاوے تو تین ترازوؤں میں سے  
 ایک میں تو لٹا چاہیے تاکہ اہل بات دریافت ہو جاوے اول ترازو تو شرع شریف ہو پس جہات دل میں آئے ہر  
 او کو شرع کے سامنے پیش کر نی چاہیے اگر موافق شرع کے ہو تو اس کو خیر جانے اور اگر کسی طرح کا شرعاً و عیناً ہے  
 یا مخالفت ہو تو ترچھنا چاہیے اور اگر شرع میں اسکا حال معلوم تو دوسری ترازو میں تو لٹا چاہیے یعنی اسکو صلحا  
 اور پیشواؤں کے حال کے مطابق کریں پس اگر اسکا کام میں پیر و بھی صلحا کی ہو تو خیر ہے ورنہ شر ہے اور اگر اس طرح  
 بھی کچھ ظاہر ہو تو اسکو تیسری ترازو میں تو لٹا ضرور ہے یعنی ہوا ہے نفس کے سامنے پیش کرنا پس اگر وہ بات  
 ایسی چیزوں میں سے ہو کہ ان سے نفس کو نفرت ہو خود بخود قطع نظر خوف الہی سے تو جانے کہ یہ خاطر خیر  
 اور اگر ایسی چیزوں میں سے ہو جنکی طرف نفس کو خواہش ہوتی ہو خود بخود بدون اسکے کہ توقع ثواب کی  
 تو جان لے کہ یہ خاطر شر ہے اسواسطے کہ نفس کی خواہش ہمیشہ بدی ہی کی طرف ہے اس میں خیر کبھی نہیں  
 ہوتی پس جب ان تینوں طرح سے دیکھے گا تو اب تہ خیر اور شر میں فرق معلوم ہو جائے گا اور دوم  
 یعنی خاطر شر میں معلوم کرنا کہ ہوا ہے نفس کی طرف سے ہو یا شیطان کی طرف سے ہو یا خدا تعالے  
 کی طرف سے ابتدا ہو اس میں بھی تین طرح سے دیکھنا چاہیے اول یہ کہ اگر اس خاطر کو ایک طرح پر پادے  
 تو جان لے کہ خدا سے تعالے کی طرف سے ہو یا ہوا ہے نفس کی طرف سے ہوا اور اگر متردد ہو تو شیطان  
 کی طرف سے ہو ایک عارف نے کہا ہے کہ ہوا ہے نفس مثل جیسے کے ہوتی ہے کہ تمھوڑی ہی لڑائی

سویطہ مسکین استغفر سے لڑا جو لڑائی کا مانی ہو غنیمت کے ہیں یہ ہر ایک کو دے دیتا ہے تو بھلا کون نہیں کہتا فصل جو بیاد مران کی گئی تھی

دور نہیں ہوتا اور شیطان کی مثال بھڑٹے کی ہی ہر ایک طرف سے اسکو ہمارے دوسری طرف چلا آوے دوسری  
 لگا کر اس خطرے کو بعد کسی گناہ کے پاوے تو خداے تعالیٰ کی طرف سے ہمارے کیونکا دس گناہ کی ثبات میں غفلت  
 و امانت منہ و ہوا اور غفلت خطروں کی گناہ کے بعد نہیں تو شیطان کی طرف سے ہر اس واسطے کہ شیطان ہر وقت ہمارے  
 بھرتا ہی ہوتا ہے یہ لگا کر اس خطرے کو کسی وقت خداے تعالیٰ کے ذکر سے کم اور دست پناوے تو ہواے  
 نفس کی طرف سے ہوا اور اگر خاطر کو ذکر کرنے میں کمی اورستی دیکھے تو شیطان و وسوسہ ہوا اس واسطے کہ شیطان کی  
 پیچھے چپ جاتا اور غفلت کی حالت میں پھر وسوسہ پیکارتا ہی دوسری باب میں خاطر خیر میں خرق معلوم  
 کرنا کہ خدا کی طرف سے ہوا یا فرشتے کی تو اس میں بھی میں طرح سے دیکھنا چاہیے اول یہ کہ اگر بیکہ یہ خاطر قوی اور  
 یقین کے ساتھ معلوم ہو تو خداے تعالیٰ کی طرف سے ہوا اور اگر متروک ہو یعنی ایک طرح پر نہیں تو فرشتے کی طرف  
 ہوا اس واسطے کہ فرشتہ نصیحت کرنے والے کے طور پر ہو کہ طرح بطرح سے ہر وقت نصیحت کرتا رہتا ہی دوسرے یہ کہ اگر  
 خاطر کسی طاعت کے بعد معلوم ہو تو خداے تعالیٰ کی طرف سے ہی بزرگی اور عورت دینے کے لیے اور اگر کسی  
 عبادت کے بعد نہیں ہو بلکہ ابتدائی ہو تو اکثر فرشتے کی طرف سے ہی ہوتا ہے یہ لگا کر یہ خاطر اصول دین اور علوم باطن میں  
 تو خداے تعالیٰ کی طرف سے ہوا اور اگر فروع اور ظاہر کے اعمال میں ہو تو اکثر فرشتے کی طرف سے ہوا اس واسطے  
 کہ فرشتے کو بندے کے باطن کی خبر نہیں اور جو خاطر خیر ہو مگر اور دھوکے کے لیے شیطان کی طرف سے ہیں  
 تو انکو اس طرح خیال کیے دیکھئے کہ جو کام خاطر میں گذرنا ہی اگر فرشتے کو اس میں خوش پاوے نہ خوفناک اور اس میں  
 جلدی کرتا ہی آہستگی نہیں کرتا اور اس میں ہر ڈرتا نہیں اور دل میں اندھیرا پاوے کمال کار پر نظر نہیں کرتا تو شیطان کی  
 طرف سے اس سے بچنا چاہیے اور اگر نفس کو اس کے مخالف پاوے یعنی خوفناک ہو خوش نہیں اور آہستگی سے کام کرتا ہی  
 جلدی نہیں کرتا اور ڈرتا ہی نہ خوف نہیں اور آل کار پر نظر کرتا ہی اندھا ہو کہ کام نہیں کرتا تو وہ خداے تعالیٰ یا فرشتے  
 کی طرف سے ہوا یا خوشی اور آہستگی وغیرہ الفاظ جو غرض ہوا سو سننا چاہیے کہ ملاو خوشی سے یہ کہ بدون توقع  
 کسی فائدے کے اس کے کرنے میں نفس کو آسانی ہو اور ڈھیل چند جگہ کے سوا سب جگہ بہتر ہی مثلاً اول جہوت  
 بالغ ہو تو جلد نکل کر دنیا چاہیے اور قرض کے ادا کرنے میں جلدی کرنا ضروری ہو اور مردے کو جلد دفن کرنا لازم ہو  
 اور مہمان کو کھانا کھلانے میں دیر نہ کرے اور توبہ کرنے میں ڈھیل کرنا اچھا نہیں ان کاموں کے سوا کسی جگہ جلدی  
 کرنی مناسب نہیں اور خوف سے جو ملاو ہو اس میں دباتوں کا احتمال ہو یا تو اس بات کا خوف ہو کہ جیسا چاہیے  
 ویسا مجھے پورا دانا ہو گا یا یہ کہ دیکھیے خداے تعالیٰ قبول فرماتا ہی یا رد کرتا ہی اور آل کار پر نظر کرتا ہی ہر کام اس  
 فصل کو خوب دیکھ کر یقین کر لیوے کہ اس میں بہتری اور ہدایت ہو اور قیامت کے دن اس میں ثواب کی امید ہو  
 خواطر کی پہچان کے لیے ان تینوں باتوں کا جاننا ضروری ہو اور ان باتوں میں خوب غور کرنی چاہیے کہ ان میں

[illegible]



سراج المکرمین

نہایت ہرگز باتیں اور عمدہ اسرار ہیں اسد ہی ہے اپنے فضل سے توفیق دینے والا اب شیطان کے مکر و ن کو  
معلوم کرنا چاہیے کہ شیطان آدمی سے سات طرح پر مکر کرتا ہے پہلے یہ کہ خود عبادت ہی سے روکتا ہو اور سوقت  
مگر خدا سے تعالے توفیق دے تو دل کو یہ سمجھا کہ شیطان کو ہٹا دو گے کہ مجھ کو عبادت کرنا ضروری ہے اس واسطے  
کہ مجھ کو آخرت کے توشے بغیر چارہ نہیں اور دنیا میں آخرت کا توشہ عبادت ہی سے ہو سکتا ہے شہر طویل اور ہر کوئی  
نہیں نہیں رفیق بہتر و مغرب ہو جو اس ماہ میں نہ تو توشہ بہ آب و سر حال پھیلاتا ہو اور آخرت کے توشے کے لیے  
وہیل کرنے کو گھٹتا ہو یعنی کہتا ہو کہ پھر کر لیجو اور سوقت بھی اگر خدا سے تعالے توفیق دے تو کم دیوے کہ میری  
موت میرے اختیار پر نہیں ہو نہیں علوم اتنی دینت نہ رہیں نہ ہوں اور اگر آج کے کام میں کل تک توفیق کروں  
تو کل کا کام کب کروں گا کیونکہ ہر روز کے لیے ایک کام مقرر ہو شہر کوئی دم فرصت جسے مل جائے مجھے مفتیہ ہو گیا  
بس جسے رکھا کام کل آج کا بہت تیزی سے مکر کرنا ہو اور عبادت میں جلدی کرنے کو کہتا ہو تاکہ جیسا حق عبادت  
ہو دیا اور نہ اور سمجھانا ہو کہ جلدی فارغ ہو فلاں فلاں کام کرنے کو ہو پھر اگر خدا سے تعالے توفیق دے تو کیا کر  
او سکورو کہ دیوے کہ تمھواری عبادت احتیاط اور آہستگی کے ساتھ نہ ہو تو بہت کام بیکار ہونے سے شہر  
پالا کر لی بغایت خود بہتر بزرگلاہ دوزی بد بچہ چھوٹی طرح سے کہتا ہو کہ لوگوں کے دکھلانے کو خوب عبادت  
کر فی چاہیے اور غرض اسکی یہ ہوتی ہو کہ یہاں میں نال کر خراب کرے پس اسد تعالے کا فضل شامل ہو تو کم دیوے  
کہ لوگوں کا دیکھنا یہ کہ کس کام آئے گا خدا کا دکھنا کافی ہو شہر جو روی پر ستیہ دت و خدہ است ہو اگر جیہلت  
نہ میند رفاست پانچویں طرح سے یوں سامنے آتا ہو اور غیب کی باتیں سکھاتا ہو کہتا ہو کہ آج تجھے جیسا کون سا  
دوستدار بندہ ہو تیرے علم اور تیری شب بیداری کی کون برابر ہی کر سکتا ہو اور سوقت خدا تعالے اگر توفیق دے تو بیدار ہو  
کہ خدا سے تعالے کا شکر و احسان ہو جو مجھ کو ایسا پیدا کیا اور اسکی توفیق شامل ہو تو تیری اور میری عبادت کی کیا قدر  
ہوتی شہر گراؤ میں نہ توفیق خیری رسد ہو کہ از بندہ خیرے بغیر رسد ہو چھٹی ایسی طرح ہو کہ اسکی سیکوئے نہیں جاتی  
مگر جو عالم کہ دانا اور بیدار ہوں وہ یہ کہ کسے عبادت کو خوب چسپا کراد اگر خدا سے تعالے بند و پیرہ حال آپ ظاہر  
کر دے گا اور اسکی غرض اس سے یا خفی میں ڈالنے کی ہوتی ہو اسد تعالے کی مدد سے اسکو اس طرح ہٹا دیوے  
کہ اسے ملھوں اور سوقت تک تو عبادت فاسد کرنے کے لیے پیش آتا انتخاب و دستی کے طور پر فاسد اور تباہ کرنے کو  
سامنے آیا ہو مجھ کو عبادت کے ظاہر ہونے سے کیا کام ہو میں تو بندہ ہوں بندگی کرنا میرا کام ہو خدا سے تعالے  
اختیار ہو خواہ ظاہر کہ کیا پوشیدہ کے شہر اگر مہر بخواند مزید الطافست ہو و کہ بقرہ پر بند و درون ماصافست ہو  
خلقت کے اختیار میں کیا ہو جو انکے آگے عبادت ظاہر کرنے سے مجھ کو محال ہو گا ساتویں طرح و دلیل یوں  
کہتا ہو کہ تجھے غل کی کیا ضرورت ہے اسواسطے ڈاکر تجھ کو ازل سے سعید اور نیک بخت بنایا ہو تو غل کی مجھے حاجت نہیں

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين  
الذين هم خلائفهم في الأرض بعد الأنبياء والمرسلين



روح مساکین  
غالب  
عمر کو  
موت کو  
فریادوں کو  
دشمن کو  
تجارت کو  
دشمن کو  
نقدی کو  
کامیابی کو  
خوشحالی کو  
خوشحالی کو

[illegible]

اور اگر بد بخت اور تنہی پیدا کیا ہو تو عمل کرنے سے کچھ فائدہ نہیں اگر خدا سے تعالے بچاؤ سے تو وہ سو وقت خدا کی توفیق سے اوس سے کہے کہ اے ملعون میں بندہ ہوں بندے پر فرمانبرداری ہو ورنہ کار کی لازمہ جو حکم کہ سعادت و شقاوت کا اور نہ کیا ہو وہ جیسے مجھ کو اوس سے کچھ کام نہیں شمع نہیں بندے کو کوئی چیز غیر از بندگی لازمہ سعادت و شقاوت دونوں قبضے میں ہیں خالق کے ہر طرف سے عمل کا محتاج ہوں اگر بد بخت ہوں تو ثواب کی زیادتی چاہتا ہوں اور اگر نعوذ باللہ بد بخت ہوں تو بھی محتاج ہوں کیونکہ اپنے نفس کو ملاست کرنے سے باز رہنا یعنی یہ نہ کہوں کہ یہ بد بختی تیرے سبب سے ہوئی ہو سوائے اسکے آگ میں فرمانبرداری ہو کر جانا نافرمانی کر کے جاتے سے بہتر ہی یا وجود سے کہ میں جانتا ہوں کہ خدا سے تعالے کسی کو عبادت پر عذاب نہیں کرے گا بلکہ ثواب وعدہ فرمایا ہو اور اس کا وعدہ خلاف نہیں ہو گا شمع رقیب گذر و پیش ازین کہن نخوت کہ ساکنانِ دہشتِ خاکسا مانند چوتھا روکنے والا نفس ہی طالبِ عبادت کو نفس سے بھی بچنا لازم ہے جو ہر وقت خدائی کی طرف تائب ہو اور نفس سببِ شمنوں سے زیادہ ہو اور اس کی بلا بھی تمام بلاؤں سے سخت ہو اور اس کی دوا اور علاج بھی بہت مشکل ہے دو سبب سے اولیٰ کہ یہ دشمن اپنے اندر کا ہو اور گھر کے چور کا دفع کرنا بہت دشوار ہے شمع ہی ہمیشہ سے روایت جان توجہ بین جنبہ نگاہ اگر اعدا وعدہ دوسرا سبب یہ ہے کہ یہ دشمن آدمی کا محبوب ہو اور محبوب کا عیب معلوم نہیں ہوا کرتا اپنے نفس کی سبب خرابیاں بہتر معلوم ہوتی ہیں اسکے سوا نفس آدمی سے بہت نزدیک ہے اس لیے اس کا عیب معلوم نہیں ہوتا کیونکہ سرے کی سلامتی جب تک دور ہوتی ہو تو نظر اتنی تیز اور جب آنکھ میں ڈالتے ہیں تو دیکھ نہیں سکتے پس جبکہ نفس کا یہ حال ہو تو کیا عجب ہو کہ بہت جلد آدمی کو فضاحت اور ہلاکت میں ڈالے اور اس کو خبر تک نہ ہو مگر یہ کہ خدا سے تعالے اپنے فضل سے رحم فرماوے یہاں اپنی لطیف بات سننی چاہیے کہ اگر خوب غور کیا جاوے تو سب فتنوں کی اصل ہی نفس ہے اگر معلوم ہوتا تو اور عقلی آفتیں خلقت کو پیش آتی ہیں یا قیامت پیش آتی ہیں سب کا سبب ہی نفس ہے جو کوئی کسی بلا میں گرفتار ہوا ہی یا تنہا نفس کے سبب سے ہوا ہی یا نفس اور شیطان دونوں کے سبب کیونکہ پہلے نافرمانی خدا سے تعالے کی شیطان سے ہوئی ہو اور سبب اس کا بعد تقدیر الہی کے جو سبب پہلے ہو ہوا ہے نفس تھی بعد اسی ہزار برس کی عبادت کے کبر و جسد نے اس کو دیر یا بے ضلالت میں گرا دیا چنانچہ ہمیشہ کو غرق ہو اوہان پر شیطان تھا نہ خلق بلکہ نفس کے تگ و دو و حسد نے اس کے ساتھ یہ کچھ معاملہ کیا بعد کے گناہ حضرت آدم سے سرزد ہوا ہی اور اس کا سبب شہوت اور نفس تھا کیونکہ نفس نے اپنی ہمیشہ کی زندگی کے لالچ سے اونکو بلا میں ڈالا یہاں تک کہ شیطان کے بہکانے سے اور نفس کی خواہش کے سبب سے خدا سے تعالے کے ہمسایہ اور بہشت سے نکل کر دنیا میں آئے اوس دن سے اون کی اولاد پر کیا کیا خرابیاں گذرتی ہیں اور ہمیشہ گذرین گی بعد اسکے بائبل و تائیل کی حکایت کو دیکھنا چاہیے کہ خدا اور محفل کے سبب سے نافرمانی کی

[illegible][illegible]

فصل دوم در بیان عقاید و معانی  
عقاید و معانی

[illegible][illegible][illegible][illegible]







اے تعالیٰ سے اس بات پر آمین چاہیے کہ جس بزرگوں کے کہنے کے موافق تو تقویٰ کے معنی دل کا پاک کرنا ہوں  
 گناہوں سے جو بند نہیں ہیں تاکہ اس طاعت حاصل ہو جاوے کہ اس گناہ کے کرنے کا پکاراوارہ کر سکے  
 اور گناہ میں ازبستی میں یہ وہ پڑ جاوے اور قرآن شریف میں تقویٰ کو بین معنوں میں ارشاد فرمایا ہے اَلْاِخْلَاصُ  
 خوف اور سبب جیسا فرمایا ہے وَ اِيَّاكَ يَتَّقُونَ یعنی مجھ ہی سے ڈرو دوسرے طاعت و عبادت معنوں  
 جیسے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تَقَاتِهِۦٓ اِنَّ عِبَادَ اللّٰهِ لَهٗ رُجُوعٌ  
 کہ اے ایمان والو خدا سے تعالیٰ کی اطاعت کرو جیسا اس کا حق ہے تیسرے معنی دل کا پاک کرنا گناہوں سے اور تقویٰ  
 کے اصلی اور حقیقی معنی یہ ہیں وہ دونوں پہلے نہیں ہیں کیونکہ خدا سے تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ يُطِيعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ  
 وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهُ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ یعنی جو لوگ خدا سے تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی اطاعت  
 کرتے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور تقویٰ کرتے وہی ہیں نیکو والے اس آیت میں پہلے طاعت اور خوف کا  
 ذکر کیا بعد تقویٰ کا ارشاد فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ تقویٰ طاعت اور خوف کے سوا اور وہ دل کا پاک کرنا ہی  
 جیسا کہ پہلے کہا ہے اور بزرگوں نے کہا ہے کہ تقویٰ کہن درجہ تقویٰ شرک سے اور تقویٰ بدعت سے اور تقویٰ گناہوں وغیرہ  
 ان تینوں اور خدا سے تعالیٰ نے ایک آیت میں ذکر کیا ہے وَلَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ  
 جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوْا اِذَا مَا اَتَقَوْا وَاٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ شَعْرًا اَنۡ يَقُوْا وَاٰمَنُوا وَاَحْسَنُوْا  
 وَاَسْلَمُوْا يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ یعنی جو زمین ہوں لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک کام کیے ان چیزوں میں کہ کھائیں  
 جبکہ تقویٰ کریں اور ایمان لائے میں اور نیک کام کیے اور تقویٰ کیا اور ایمان لائے اور تقویٰ  
 کیا اور نیک کی خدا سے تعالیٰ نیک کام والوں کو دوست رکھتا ہے پس پہلی جگہ تقویٰ شرک سے اور ایمان  
 کہ اس کے ساتھ ذکر کیا ہے اور اس سے توحید اور دوسری جگہ تقویٰ بدعت سے مراد ہے اور اس کے ساتھ ایمان جو ذکر کیا ہے  
 سنت اور جماعت کے اقرار کرنے سے غرض جو تیسری جگہ تقویٰ گناہوں وغیرہ سے مقصود ہے چونکہ تقیات  
 اس پر مشوار تھی اس لیے اس کو احسان کے مقابل کیا اور احسان کے معنی طاعت کرنا اور ٹھہرنا ہی تقویٰ پر معامی  
 فرعیہ سے اس ایک آیت میں تینوں مرتبہ کیے مرتبہ ایمان کا اور مرتبہ سنت کا اور مرتبہ تقیات کا طاعت  
 علماء نے جو تفسیر کے معنی بیان کیے ہیں وہ تو یہی ہیں لیکن تقویٰ کے معنی پہنچنا فضول حلال سے بھی شرع  
 میں متعل جو جیسا کہ حدیث شریف میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے مشہور ہے کہ متبتون کو متبتی اس لیے کہتے ہیں  
 کہ وہ مباح کو چھوڑتے ہیں یعنی جن چیزوں میں کچھ ڈنہیں ان کو اسو سطر چھوڑ دیتے ہیں کہ کہیں ڈال چیزوں میں  
 نہ پڑ جاوے اس لیے محکوم ہوتا ہے کہ تقویٰ کے ایسے معنی بیان کروں جس میں علماء کے قول کے بموجب  
 بھی معنی پائے جاوے اور حدیث شریف کے بموجب بھی تاکہ تعریف جامع اور مانع ہو جاوے اور وہ معنی ہیں

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱

کہ تقوے بچنا ہر ایک شے سے جس سے دین میں خیر کا خوف ہو اس واسطے کہ جو بیمار پر مہر کرنا ہو اس کو محاورہ عرب میں  
 متقی کہتے ہیں اس لیے کہ وہ ہر ایک مضر چیز سے خواہ کھانے کی ہو یا پینے کی بچتا رہے جس جو چیز میں بکریوں میں مضر دین  
 دو طرح ہیں ایک تو مضر منہ حرام اور گناہ ہیں دوسرے فضول حلال اس واسطے کہ فضول حلال میں شغل ہونا تو گناہ  
 اور حرام تک پہنچا دیتا ہو جو کوئی دین کے مضرات اور بڑے گناہوں سے پرہیز کرنا چاہے تو وہ فضول حلال کو محذور  
 غرض سے کی تعریف جامع اور مانع یہ ہے کہ ہر ایک شے میں مضر سے بچے اور مضر دین کی فضول حلال اور گناہ میں  
 تفصیل یہ تقوے کی اب جاننا چاہیے کہ تقوے حرام سے فرض جو ایسا کرے گا تو لائن عذاب کے ہوگا اور  
 اور فضول حلال میں تقوے کرنا بہت بڑا کام ہے جس کے چھوڑنے سے قیامت میں حساب سلامت اور جنت سے  
 روکے رہنے کی سزا کے قابل ہوگا جو آدمی کہ حرام سے تقوے کرے وہ تقوے کے نیچے والے درجے میں ہے اور فضول  
 حلال سے تقوے کرنے والے کا بڑا مرتبہ ہو اور جو شخص دونوں کو جمع کرے یعنی فضول حلال اور گناہ سے بچے اور  
 تقویٰ پوئے جیسا چاہیے تقویٰ کرے اور اس کا بیان ہر اس کو جو طبعی سمجھ جو جمع لینا چاہیے اب ماننی یہ کہ ان کو نہ کہ اصل کرین  
 اور ان معنوں کی رو سے نفسی تقویٰ کا لکھام طرح دیا جاوے تو اس کی تفصیل نفس میں اس طرح ہے کہ اپنی تمام طاقت کے موافق ہر کام کو  
 سب گناہوں سے روکے اور فضول حلال سے بچاوے اور جب یہ عمل اگلا اور کان اور زبان دل و ظہر و باطن  
 عضو و ن میں ملحوظ رکھا تو تقوے کر لیا اور نفس کو تقوے کا لکھام دیا لیکن بیان یاد رکھنے اور جاننے کی یہ بات ہے  
 کہ جو کہ فی تقوے کرنا چاہے ہے تو ان پانچوں عضو و ن کو جو چیز میں یعنی آنکھ کان زبان لہجہ اور کوا دس چیز سے  
 بچاوے کہ میں نے نقصان لاتی ہے جیسے گناہ اور حرام اور فضول حلال جب سے ملحوظ رہیں گے تو یہ سب  
 کہ سب عضو و ن میں گے اور تقوے جامع اور مانع پر قیام حاصل ہوگا اب ان پانچوں عضو و ن کو جدا جدا لکھنا  
 ضرور ہو اور ہر ایک کے بیان میں حرام اور فضول جو ہر ایک سے متعلق ہے اس کتاب کے لائن بیان کیا جاوے گا  
**انکھ کی حفاظت و بیان** آنکھ کی حفاظت کرنا لازم ہے کیونکہ وہ بہت آفتوں اور فتنوں کی سبب ہے  
 اور آنکھ کے کام میں یہ تین باتیں خیال رکھنی چاہئیں جو اول میں پہلے ملتی ہیں کہ خدا سے تقا کے فرمایا ہو  
 قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ كَيْفُ مَوَازِيْنٍ اَصْحَابُ اَعْيُنٍ يَّحْفَظُوْنَ اَفْئِدَتَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لِّكُمْ شَآءَ اللّٰهِ حَسْبُ عِلْمٍ  
 یہ لکھنا متعون یعنی خاص معنوں کو کہدو کہ آنکھوں کو بچیں ہر شے کا ہوں کو حفاظت کریں یہ بات اگلا یاد رکھ  
 کرنے والی ہو اور جو کام وہ کرتے ہیں خدا سے تقا لے اس کو جانتا ہے اس آیت میں غور کیا تو اگر چہ چھوٹی سی آیت  
 ہو مگر تین بڑے معنی دریافت ہوئے اول کہنا اور خبردار کرنا اور دھمکانا اور بکراتوان الفاظ سے ہر قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ  
 یَعْمَلُوْنَ اَمِنْ اَبْصَارِهِمْ غُرُضُ اس سے اطاعت ہے اگر اطاعت نہ ہوئی تو نے ادب ہوگا اور نے ادب  
 مجلس سے نکال دیتے ہیں اس واسطے کہ وہ اس لائن میں نہیں کہ مجلس میں کھڑا ہو اس نکتے کو خوب سمجھ لو اس میں

یہ لکھنا متعون یعنی خاص معنوں کو کہدو کہ آنکھوں کو بچیں ہر شے کا ہوں کو حفاظت کریں یہ بات اگلا یاد رکھ  
 کرنے والی ہو اور جو کام وہ کرتے ہیں خدا سے تقا لے اس کو جانتا ہے اس آیت میں غور کیا تو اگر چہ چھوٹی سی آیت  
 ہو مگر تین بڑے معنی دریافت ہوئے اول کہنا اور خبردار کرنا اور دھمکانا اور بکراتوان الفاظ سے ہر قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ  
 یَعْمَلُوْنَ اَمِنْ اَبْصَارِهِمْ غُرُضُ اس سے اطاعت ہے اگر اطاعت نہ ہوئی تو نے ادب ہوگا اور نے ادب  
 مجلس سے نکال دیتے ہیں اس واسطے کہ وہ اس لائن میں نہیں کہ مجلس میں کھڑا ہو اس نکتے کو خوب سمجھ لو اس میں

یہ لکھنا متعون یعنی خاص معنوں کو کہدو کہ آنکھوں کو بچیں ہر شے کا ہوں کو حفاظت کریں یہ بات اگلا یاد رکھ

قائم رہی اور خبردار کرنا اس طرح ہو کہ فرمایا ہو پا کر کرنے والی زیادہ ہو گو یعنی اونکے لوگوں کو اس واسطے کہ جب تم کلمہ  
 بند کرو گے تو سب طرف دیکھو گے پس طرف دیکھنے سے کبھی نظر حرام پر بھی جائے گی پھر اگر قصداً حرام کو دیکھو گے  
 تو کبیرہ گناہ ہو اور کبھی ایسا بھی اتفاق ہو گا کہ دل اسکی طرف متعلق ہو جائے گا اور اس وجہ سے ہلاک ہو جاؤ گے  
 اور اگر شریع پر نگاہ پڑے تو اکثر دل و دھن مشغول ہو گا اور دوسو سے دل میں آمین گے اور پھر وہ شاید ہاتھ نہ آوے  
 تو پریشان ہو اور دھلائی سے جدا ہو جاؤ لیکن اگر انگٹھ بند کر لو تو ان بلاؤں سے آرام میں ہو جاوے گا جس سے حضرت  
 عیسیٰ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نظر سے ڈراؤ بیچ کیونکہ نظر شہوت کو دل میں بتاتی ہے اور عاقل کو اپنی  
 کافی ہر ذوالنون نے فرمایا ہے کہ انگٹھ بند کر لینا آرزو کے لیے اچھا پردہ ہے پس جبکہ انگٹھ کو بند کر لو اور بے فائدہ دیکھنے  
 سے بچاؤ تو سب مومن سے آرام میں فارغ دل ہو اور تمہید یہ ہے کہ فرمایا ہے کہ خداے تعالیٰ جانتا ہے جو کام  
 کرتے ہیں جو کوئی خداے تعالیٰ کے سامنے ہونے سے ڈرے اور سکو گناہوں کے بچنے کے لیے سیات کافی ہے  
 یہاں تو کتاب اللہ سے تھی دوسری اصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورت کی خوبون کو نہ کھنا  
 شیطان کے تیرون میں سے ایک ہے کہ بچھا ہوا تیر ہے جو کوئی اسکو چھوڑ دے خداے تعالیٰ اسکو عبادت کا  
 مزہ چکھا دے تاکہ جسکے سبب سے وہ خوش ہو جائے اور عبادت کا مزہ اور مناجات کی لذت پاتی بہت بڑی نعمت ہے  
 اور سیات درست درو نہیں ہے جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے آزمایا ہو وہ اسکا مزہ جانتا ہے  
 کہ نظر کار کو نہ کھانے فائدہ چیزوں سے عبادت کی لذت اور صلاحات اور دل کی صفائی پیدا کرتا ہے کیسے کا قول ہے  
 مصرعے ٹھیلے اچھے ہیں جو ہووے نہ حیا آنکھوں میں تیسری اصل یہ ہے کہ اپنے غضب و دل کو دھیان کرے کہ  
 ہر ایک کو کیلئے پیدا کیا ہے اسی کلام کے لیے اسکو بسے مثلاً پاؤں بہشت کے باغوں اور محلوں میں جانے کیلئے  
 پیدا کیا ہے اور ہاتھ شراب کے پیالے اور میوہ بہشت کے لینے کے لیے پیدا کیے ہیں اس طرح ہر عضو و دل کو  
 خیال کرے اور اسی طرح انگٹھ کو سمجھے کہ پروردگار عالم کے دیدار کے لیے پیدا کیا ہے کہ وہ دونوں جہان میں اس سے  
 بہتر کوئی بزرگی نہیں جیسا کہ مولانا روم فرماتے ہیں شہر آدمی دیدار سے باپوست دیدار کے دیدار کے دیدار سے  
 پس اپنی انگٹھ کا بچانا ایسی بزرگی کے حاصل کرنے میں بہت ضروری ہے جس میں ان تینوں اصولوں میں خوشی  
 کرو تو انگٹھ کی حفاظت کے لیے کافی ہے کان کی حفاظت کا بیان فحش اور فحش سے کان کی  
 حفاظت کرنا ضروری ہے وہ چیزوں کے سبب سے ایک یہ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ میں  
 کہ سننے والا کہنے والے کا سامنے ہر دوسرے یہ کہ سننے سے دل میں خطرے اور دوسو سے پیدا ہوتے ہیں  
 اور ترن اور دل کو اور طرف مشغول کرتے ہیں یہاں تک کہ دل میں عبادت کا کچھ خیال بھی نہیں رہتا اور جو بات  
 دل میں کان کے دھیلے سے جاتی ہو مثل کھانے کے ہو کہ میٹ میں جاتا ہے کہ کوئی کھانا منہ پر کوئی نمٹ

یہ سہولت کاغذ میں لکھ کر وزیر اعلیٰ

1651



اور کوئی غذا کوئی زہر قابل ٹھیک کھانے کی نسبت بات دل میں یاد نہ تھی کہ کھانا کھانے میں سوچنے کے سبب  
 یا کسی اور سبب سے جانا رہتا ہو یا بات کا اثر دل میں لکڑیسا ہوتا ہو کہ مدت تک متا ہو بلکہ تمام عمر ہمیں جانا پس اس  
 بدتر کون سی چیز ہوگی کہ تمام عمر کا رنج دل سے دور نہ ہو اور ہمیشہ اس کے سبب بلا میں گرفتار رہے اور اس کے  
 سبب سے دل میں مہموم پیدا ہو کر اس کو بلا میں لے لے پس اگر کئی باتوں کے سننے سے کان کی حفاظت کریں  
 تو سب بلا اور رنج محفوظ رہیں البتہ مددگار توحید باری کی حفاظت کا بیان زبان کا نگاہ رکھنا اور دیکھنا  
 لازم ہے کہ یہ سب حضود میں زیادہ تا فرمان ہو اور اس کا فساد بہت ہے شیطان بن عبد اللہ نے  
 فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے حق میں کونسی چیز زیادہ خوفناک ہو  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک پر فرمایا کہ یہ ہے جو دوس ابن عبد اللہ نے فرمایا کہ میرا  
 گرمی کی شدت میں بصرے میں زہر رکھ سکتا ہو یا ایک کلمہ نے فائدہ نہیں چھوڑ سکتا پس جبکہ نفس کا حال  
 اس باب میں ایسا ہو تو آدمی کو لازم ہو کہ زبان کی نگہبانی میں جس طرح ہو سکے گوشہ نشین رہے اور ان پانچ اصل کو  
 غور کر کے دیکھے پہلی اصل یہ ہو کہ ابوسعید خدری نے بیان کیا کہ جب میں صبح کو سوٹا اوٹھتا ہوں تو غصہ رہا ہے  
 کہتے ہیں کہ تجھ کو خدا کی قسم دیتے ہیں اور آرزو کرتے ہیں کہ تو سیدھی رہیو کیونکہ جب سیدھی رہے گی تو ہم سب  
 سیدھے رہیں گے اور اگر تجھ میں کسی طرح کی کجی ہوگی تو ہم میں بھی خرابی ظاہر ہوگی یعنی زبان کا بول غصے و  
 توفیق اور خرابی کا اثر کرتا ہے اور اسی قول کے وفاق مالک نے بیان کیا کہ جب دل میں سختی اور تن میں سستی اور  
 رزق میں کمی معلوم ہو تو جان لے کہ کوئی کلمہ نے فائدہ زبان سے نہ نکلے جو دوسری اصل زبان کی نگہبانی میں وقت کی  
 حفاظت ہے اس واسطے کہ اکثر جو بات کہ خدا سے تعالیٰ کے ذکر سے سوز زبان پلانا ہو لغو ہو آئیں نے فائدہ وقت ضائع  
 ہوتا ہے حسان ابن سنان نے جھروکے کے پاس گزرتے اور کہا یہ جھروکا کتنے بنا ہوا ہے اس کے بعد اپنے نفس کی طرف متوجہ ہوئے  
 اور کہا کہ اگر نفس مغرور و جبر بات سے کچھ حاصل نہیں او سیکو پوچھنے سے کیا فائدہ ہے پس ایک سال کے روزوں کی اس کو  
 سنوئی واقعی وہ کیا اچھے لوگ ہیں جنہوں نے دین کے باب میں اتنا بندوبست کیا ہے اور افسوس ہے ان مخلص الہی  
 جنہوں نے نفس کی باگانی چھوڑ دی ہے جس میں چاہے چلا جاوے تیسری اصل زبان کی حفاظت میں نیک عمل کی  
 حفاظت ہے اس واسطے کہ جو کوئی زبان کو نہ بچا دے اور بہت باتیں کیا کرے تو نہ شک لوگوں کی غیبت میں گرفتار  
 ہوگا جیسا کہ کسی نے کہا ہے کہ جو کوئی بہت باتیں کرے غلطی بہت کرے گا اور غیبت مثل بجلی کے ہے سب طاعتوں کو  
 جلا کر خاک سیاہ کر دیتی ہے جیسا کہ کسی بزرگ کا قول ہے جو کوئی غیبت کرتا ہو اس کی مثل ایسی ہے کہ درختی سے کاٹ کر سب  
 اپنی نیکیوں کو پورب بچھم پھاوے میں پھینکتا ہے جیسا کہ کرتے ہیں کہ ابوسعید کہ کہا کہ کسی شخص نے مقاری غیبت کی  
 ابوسعید نے ایک طباط خرمے کا اس کے پاس بھیجا اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تم نے اپنی نیکیاں جلا کر ختم کر دی ہیں

اور کوئی غذا کوئی زہر قابل ٹھیک کھانے کی نسبت بات دل میں یاد نہ تھی کہ کھانا کھانے میں سوچنے کے سبب  
 یا کسی اور سبب سے جانا رہتا ہو یا بات کا اثر دل میں لکڑیسا ہوتا ہو کہ مدت تک متا ہو بلکہ تمام عمر ہمیں جانا پس اس  
 بدتر کون سی چیز ہوگی کہ تمام عمر کا رنج دل سے دور نہ ہو اور ہمیشہ اس کے سبب بلا میں گرفتار رہے اور اس کے  
 سبب سے دل میں مہموم پیدا ہو کر اس کو بلا میں لے لے پس اگر کئی باتوں کے سننے سے کان کی حفاظت کریں  
 تو سب بلا اور رنج محفوظ رہیں البتہ مددگار توحید باری کی حفاظت کا بیان زبان کا نگاہ رکھنا اور دیکھنا  
 لازم ہے کہ یہ سب حضود میں زیادہ تا فرمان ہو اور اس کا فساد بہت ہے شیطان بن عبد اللہ نے  
 فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے حق میں کونسی چیز زیادہ خوفناک ہو  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک پر فرمایا کہ یہ ہے جو دوس ابن عبد اللہ نے فرمایا کہ میرا  
 گرمی کی شدت میں بصرے میں زہر رکھ سکتا ہو یا ایک کلمہ نے فائدہ نہیں چھوڑ سکتا پس جبکہ نفس کا حال  
 اس باب میں ایسا ہو تو آدمی کو لازم ہو کہ زبان کی نگہبانی میں جس طرح ہو سکے گوشہ نشین رہے اور ان پانچ اصل کو  
 غور کر کے دیکھے پہلی اصل یہ ہو کہ ابوسعید خدری نے بیان کیا کہ جب میں صبح کو سوٹا اوٹھتا ہوں تو غصہ رہا ہے  
 کہتے ہیں کہ تجھ کو خدا کی قسم دیتے ہیں اور آرزو کرتے ہیں کہ تو سیدھی رہیو کیونکہ جب سیدھی رہے گی تو ہم سب  
 سیدھے رہیں گے اور اگر تجھ میں کسی طرح کی کجی ہوگی تو ہم میں بھی خرابی ظاہر ہوگی یعنی زبان کا بول غصے و  
 توفیق اور خرابی کا اثر کرتا ہے اور اسی قول کے وفاق مالک نے بیان کیا کہ جب دل میں سختی اور تن میں سستی اور  
 رزق میں کمی معلوم ہو تو جان لے کہ کوئی کلمہ نے فائدہ زبان سے نہ نکلے جو دوسری اصل زبان کی نگہبانی میں وقت کی  
 حفاظت ہے اس واسطے کہ اکثر جو بات کہ خدا سے تعالیٰ کے ذکر سے سوز زبان پلانا ہو لغو ہو آئیں نے فائدہ وقت ضائع  
 ہوتا ہے حسان ابن سنان نے جھروکے کے پاس گزرتے اور کہا یہ جھروکا کتنے بنا ہوا ہے اس کے بعد اپنے نفس کی طرف متوجہ ہوئے  
 اور کہا کہ اگر نفس مغرور و جبر بات سے کچھ حاصل نہیں او سیکو پوچھنے سے کیا فائدہ ہے پس ایک سال کے روزوں کی اس کو  
 سنوئی واقعی وہ کیا اچھے لوگ ہیں جنہوں نے دین کے باب میں اتنا بندوبست کیا ہے اور افسوس ہے ان مخلص الہی  
 جنہوں نے نفس کی باگانی چھوڑ دی ہے جس میں چاہے چلا جاوے تیسری اصل زبان کی حفاظت میں نیک عمل کی  
 حفاظت ہے اس واسطے کہ جو کوئی زبان کو نہ بچا دے اور بہت باتیں کیا کرے تو نہ شک لوگوں کی غیبت میں گرفتار  
 ہوگا جیسا کہ کسی نے کہا ہے کہ جو کوئی بہت باتیں کرے غلطی بہت کرے گا اور غیبت مثل بجلی کے ہے سب طاعتوں کو  
 جلا کر خاک سیاہ کر دیتی ہے جیسا کہ کسی بزرگ کا قول ہے جو کوئی غیبت کرتا ہو اس کی مثل ایسی ہے کہ درختی سے کاٹ کر سب  
 اپنی نیکیوں کو پورب بچھم پھاوے میں پھینکتا ہے جیسا کہ کرتے ہیں کہ ابوسعید کہ کہا کہ کسی شخص نے مقاری غیبت کی  
 ابوسعید نے ایک طباط خرمے کا اس کے پاس بھیجا اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تم نے اپنی نیکیاں جلا کر ختم کر دی ہیں

اور کوئی غذا کوئی زہر قابل ٹھیک کھانے کی نسبت بات دل میں یاد نہ تھی کہ کھانا کھانے میں سوچنے کے سبب



اس واسطے اسکا بدلہ یہ فرما کا طباق تمہارے پاس بھیجا ہو اور میں مہارک کی مجلس میں شہید کے لئے کا ذکر آیا میں مبارک  
کہا کہ اگر میں جہت کروں تو میں باہر کی طرف سے اسکا بدلہ کیلئے کے لئے باہر ہی سفر اور میں قیام مصر میں ایک  
رات عبادت میں مصروف تھا ہوئی ہوئی حریف نے تعزیت کی حاتم نے جواب دیا کہ ایک جماعت نے رات کو عبادت کر کے  
صبح کو سری شہید کی اولیٰ نماز قیامت کے دن میری ترانہ پڑھائی جو حق میں ہے کہ سفیان ثوری رحم نے فرمایا کہ وہ  
بات مذاہن سے تھی کہ جو میرے ماتم کو توڑے اور کسی اور بزرگ نے کہا ہے کہ زبان کو مت کھولے کہ کام نہ پھرنگ  
نہ کرے شل ہر کہ بہت سے گلے اپنے کئے والوں کو کہتے ہیں کہ ہم سے بانا دینی مت کہو کچھ ہمارے  
کئے میں فائدہ نہیں نقصان ہی ہو پانچمین اہل یہ کہ آخرت کی فتن میں بادرے اور اسکی غواہی خیال کرے اور امین  
ایک اور نکتہ ہے کہ دو حال سے خالی نہیں کہ جو بات کہے گا وہ حرام ہے یا حلال: فصول اگر حرام ہو تو اس میں ایسا  
عذاب ہے جسکی آدمی کو طاقت نہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ معراج کی رات میں سے ایک عتیکو  
دونوں زمین دیکھا کہ عمار کھاتے تھے میں نے کہا کہ ایسی جبریل یہ کون ہیں جواب دیا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ انہوں نے  
گوشت کھاتے تھے یعنی غیبت کیا کرتے تھے اور اگر وہ بات مباح ہو تو امین چار فتن میں ایک کہ لانا کا تہیہ  
کونے فائدہ کام میں مصروف کیا حالانکہ آدمی کو ضرور ہی کہ لانا کا تہیہ کو رنجیدہ کرے اور ان سے شہا کرے  
دوسرے یہ کہ بہت باتیں کرنی کو یا خدا سے تعالیٰ کی درگاہ میں لغو ہزل کا خط لکھنا ہے پس سنات سے بچنا  
ضرور ہو اور سوچنا چاہیے کہ اسکا آل کیا ہے بزرگوں میں سے ایک نے کہا کہ می کو دیکھا کہ فرش بکتا تھا اس  
بزرگ نے کہا کہ او آدمی تو دوتا نہیں کہ خدا سے تعالیٰ خطاب میں کیسا خط لکھتا ہے اور خوف کر کہ کل کو ندامت اور  
حشر ہو تیرے یہ کہ جو تو لکھتا ہے قیامت کے دن بادشاہ جبار کی درگاہ میں تمام عالم کے روبرو پڑھا جاوے گا چوتھے  
کہ قیامت میں عیوب سلامت کوں گے کہ تہ نے کس واسطے کہا اور اپنے پروردگار سے شرم نہ کی اور اسوقت کوئی  
دلیل چلی گی آخر دوزخ میں ڈال دیں گے شہر یہ جنتی میں ای سودا نہیں مول سخن لانہم خط غاے کے سرکٹائے کی  
ایسی زبان لاتی جو کوئی غور کرے اسکو ایصول کافی ہیں اسدنیک توفیق دینے والا اصول کی حفاظت بیان  
دل کی حفاظت اور اعضا کی حفاظت سے دشمن اور اسکا ڈر بھی بڑھا اور اسکی حفاظت کا طریق بھی بہت سخت  
اور ہر ایک ہی اسکام میں بھی مانع اصل کافی کو یاد رکھنا چاہیے اصل پہلی قول اللہ تعالیٰ کا تعلیم **حَاشَا لَنَا الْاَعْيُنُ**  
**وَمَا كُنْجِي الْعُتْدُو** یعنی جانتا ہوں کہ میں کی چوری اور جو کچھ بیخون میں پوشیدہ ہو اور فرمایا **وَاللّٰهُ يَتَعْلَمُ مَا فِيْ**  
**قُلُوْبِكُمْ** یعنی خدا تمہارے دلوں کی بات جانتا ہے اور فرمایا **اِنَّكُمْ عَلَیْكُمْ بِذٰلِكَ الْعُدُو** یعنی حقیقت میں  
وہ سب ہیادہ دلوں کی بات جانتا ہے دیکھو کتنی جگہ اسکا ذکر خدا سے تعالیٰ نے فرمایا ہے اور پھر مکرر بیان فرمایا  
میں انصاف سے دیکھو تو سی ایک بات یعنی خدا کا علم و اطلاع ہونا اسودلی پر حفاظت دل کے لیے کافی ہے

[illegible]







## فصل تیسری بیان عداوت کی گماٹی کا

سیرتِ اسماعیلیین

توبہ کر دین کا اور جو ان ہی امر مجاہدے اور بڑھاپے کی نوبت بھی نہ پونچھے تیسرے سال کے جمعہ کا لالچ کرنا اور دنیا میں مشغول ہونا اور آخرت کی تیاری نہ کرنا مثلاً یہ سوچنا کہ آخر عمر میں مغلسی سے ڈتا ہوں کہ اس وقت کوئی پیشہ نہ کر سکوں گا اور کھانے پینے سے عاجز رہوں گا اس لیے کچھ جمع کر لینا ضرور ہے تاکہ بیماری غیر دلچسپت میں میرے کام آوے اور اسی طرح کی اور باتیں دنیا کی رغبت دلاتی ہیں اور لالچ کو زیادہ کر دیتی ہیں یہاں تک کہ خیال آتا ہے کہ جاؤں میں کیا کھاؤں گا اور گرمیوں میں کیا پہنوں گا شاید بڑی عمر ہو اور غیر دن کا محتاج ہوں بڑھاپے کی احتیاج بہت سخت ہے چوتھے دل کا سخت ہو جانا اور آخرت کو بھول جانا اس واسطے کہ جب امید راز ہوئی تو موت اور گور کو کیونکر یاد کرے گا اور دل کی صفائی اور نرمی موت اور گور کے یاد کرنے سے ہوتی ہے یا عذاب ثواب اور آخرت کے احوال یاد کرنے سے اور جس دل میں ان باتوں میں سے کوئی نہ ہو تو صفائی اور نرمی دل کی کہاں سے ہو تو لہ تعالیٰ فطال علیکم الہکم اذکم فقسقست قالو ھم ھم یعنی دراز ہوئی اور پیر مدت پس سخت ہو گئے اونکے دل اس سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی اصل دراز کرے تو طاعت تھوڑی ہوگی اور توبہ میں تاخیر ہوگی اور گناہ بہت ہوگا اور حرص اور غفلت بہت ہوگی بلکہ اس بات کا بھی ڈر ہے کہ آخرت برباد کرے یہ سب طلال کی بدولت ہو گا پس اس سے بزرگوں سے اس عمل پر اور کون سی آفت اس سے زیادہ ہے اور اگر اہل کو تیرے اور موت کو قریب بنا اور بھائیوں اور بہنو کا حال یاد کرے کہ اونکو اچانک ایسے وقت موت آدبا یا کہ گمان بھی نہ تھا شاید تیرا بھی حال ایسا ہی ہو شعر خواب غفلت سے ہو بیدار کتنی پیری نہیں مہتاب یہ نور شنی صبح حیل میں پس لے غافل خبر دار ہو اور یاد کر کہ جو کچھ عوف بن عبد اللہ نے لکھا ہے کہ اکثر شخص جنکو دن بھر کی امید تھی اونکو رات آنے تک کی نوبت نہ پونچھی اور جو کل کے منتظر رہے اونھوں نے کل کی صورت بھی نہ دیکھی اگر تم موت اور اوسکے آنے کا دھیان کھو تو کبھی طول ال کو بھلا سناؤ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ دنیا میں تین دن ہیں ایک گز گز گیا اور سینے سے تو آدمی کے ہاتھ میں کچھ نہ ہو ایک آنے والا اوسکا حال معلوم نہیں کہ پاؤں کا یا نہیں تیسرا دن ہے جس میں کہ آدمی موجود ہے وہ البتہ اختیار میں ہے پس جس وقت میں موجود ہے اوسکو غنیمت جانے اور خوشی کرنی چھو کر لے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی کچھ فرمایا ہے کہ دنیا میں سات سے زیادہ نہیں سات گذشتہ میں سے بندے کے پاس کچھ نہیں رہتا اور آئندہ سات کا کچھ حال معلوم نہیں کہ ملے یا نہ ملے تیسری ساعت ہے جس میں جو ہے وہی حقیقت میں دنیا ایک ساعت سے زیادہ نہیں رہے ہمارے مرشد نے ان دنوں قولوں سے یہ حکم فرمایا ہے کہ دنیا تین سانس ہے ایک دم وہ کہ بچکا اور تین تو جو کیا سو کیا وہ تو اب قابو میں نہیں ہے جو دوسرا دم وہ جو لے گا اوسکا حال معلوم نہیں کہ آؤں یا نہیں کیونکہ اکثر لوگ ایک سانس سے دوسری تک نہیں پونچھے ہیں تیسرا دم وہ جو لے رہا ہے حقیقت میں ایک دست زیادہ پر اختیار نہیں چاہیے کہ وہی تم توبہ اور طاعت کرے دوسرے دم تک زندگی کا بھر دے لیا تاکہ اور رزق کا

[illegible][illegible]



سوچ کر ناچا ہے کیونکہ جس نے نہایت بڑے فکر و شایہ جب زندہ رہے یا نہ رہے اور کیا نادانی کی بات ہو کہ مٹی ایک  
 ساعت و ایک لمحہ کا غم کرے اور دوسرے کو یہ چاہے یا نہ چاہے۔ واسطے اللہ علیہ وسلم نے اساتذہ کے حق میں  
 کیا فرمایا تھا جبکہ انہیں نے ایسا مٹی کو نہایت ایک مہینے کے خریدی تھی کہ اسامہ بڑا طول اٹھ کر تجھ کو تعجب نہیں آتا  
 اس ایک مہینے کے طول اٹھ سے قسم ہو خدا کی مہینے کوئی قدم نہیں کھانگا اس کی ہر قدم و ہر قدم کا یا نہیں  
 اور کوئی رقم نہیں اور شہا کہ گمان کیا ہو کہ کھلو گنا یا نہیں ہر حال ہر لمحہ تا تو ان کی مرغ و غنم کی ٹپٹ ہر قدم پر ہر گمان  
 یاں گیا و ان گنا یا نہیں اگر کوئی طالب عبادت اس میان پر خیال کرے اور ذرات سوچا کرے تو البتہ اس کی طرف متوجہ  
 کی عنایت سے کو تاہ ہو جائے اور پھر دیکھے کہ اس کا نفس عبادت میں کیسی جلدی کرتا ہو اور کیا زہد و توبہ میں کھلے رہا اور دل  
 خدا سے تعالیٰ سے خائف ہوتا ہو اور امید بہت ہو کہ آخرت میں بھلائی ملے یہ سب باتیں خدا کے فضل سے ایک ہی  
 کے سبب ہیں و اہل کی کوتاہی ہر کسے میں کہ زرارۃ بن ابی اونی کو بعد مرنے کے خواب میں دیکھا ہو چھٹا ہمارے نزدیک  
 کہین علی ہر جواب کہ رضا بقضائے خدا سے تعالیٰ اور کوتاہی اٹھ کر خیال کرو اور اپنی تمام کوشش میں اہل ہر گ  
 میں صرف کرو کیونکہ یہ دل کی اصلاح کے لیے بہت ضرور اور اسد و دگر ہر حسد کا بیان بیان لکھ عبادت کا منہ  
 اور گناہوں کی سبب ہو اور یہ اسامہ رضی اللہ عنہ کہ جس میں عمامہ اور جالبون کا ذکر کیا ہے یہ میرے عابد اور عالم گرفتار میں یہاں تک کہ  
 اس کے سبب دوزخ میں جاوے گا چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہ آدمی جہ چیزوں کی سبب دوزخ میں جاوے گا  
 عرب کے لوگ تشریف عداوت کے سبب سے یعنی ظلم پر اپنی قوم کی۔ داری نے سے اور حال ظلم کی وجہ سے اور گناہوں کی وجہ سے  
 کی جہت اور سودا گرد غابازی کی باعث اور روستائی یعنی عوام ہل کے سبب اور عالم حسد کی جہت پسینا کہ عالمونکو  
 دوزخ میں دلاؤ اس سے بچنا واجب ہے اور یہ اسی باب کہ اسکی بدولت پانچ خرابیاں پیدا ہوتی ہیں ایک خرابی عبادتوں کی  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسد میکون کو اس طرح کھا لیتی ہے جیسے آگ مالدی کو تو دوسرے بڑے کام سرزد ہونے  
 جیسے وہ بٹنے لگا کہ حاسد کی تین علامتیں ہیں چاند ہو تو حشا کہ دے اور غائب ہو تو نہایت کرے اور مصیبت میں نہ گھے  
 تو خوش ہو علاوہ ازین خدا سے تعالیٰ کا حکم کرنا حاسد کے شر سے پناہ مانگنے کے لیے حسد کی مذمت میں کافی ہے جیسا کہ فرمایا  
 و من بعد حاکم صلی اللہ علیہ وسلم اذ احسد یعنی حسد کرنے والی کی بُرائی سے جو قوت مدد و جس طرح شیطان اور سار کے  
 شر سے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا ہے اسی طرح حاسد سے پناہ مانگنے کا حکم کیا ہے سری خرابی ہر پناہ کا غم و اندوہ مع بوجہ گناہ  
 کے جیسا کہ ہر گناہ کوئی ظالم کسی مظلوم کی صورت پر نہیں کیا سوا حاسد کے کہ وہ اپنی عقلی سے برابر غم اور  
 مصیبت میں ہر گناہ کوئی ظالم کسی مظلوم کی صورت پر نہیں کیا سوا حاسد کے کہ وہ اپنی عقلی سے برابر غم اور  
 اندھا ہونا یہاں تک کہ خدا سے تعالیٰ کے حکم کو سمجھ نہ سکے تنہا فرمے کہ پناہ مانگنے کے لیے حسد کی مذمت میں کافی ہے جیسا کہ فرمایا  
 تاکہ تقوے ہاتھ آوے و نیک کی طرف سے نہ چاہیے کہ جو بات سے ڈرے یا دہشت اور کسی کو طعن نہ کرنا چاہیے کہ لوگوں کی زبان سے

چھٹی ہو اور کسی پر حسد مکر و تاک جہد سمجھنے لگو یا چونکہ خرد و ذوق و سوالی کہ عاصدہ کسی اور پر غالب آوے اور نہ دین پر اسکی کوئی مدد کرے جیسا کہ حاتم صمد نے فرمایا ہے جس کی کوئی نہ ہو وہ دے دین ہر اور جو کوئی غیبت کرے وہ عابد نہیں اور جو کوئی جھگلی کھاوے وہ امانت دار نہیں اور جو کوئی حسد کرے اسکی کوئی مدد نہیں کرتا اور سچ تو یہی عاصد کی گویا مکر مراد حاصل ہو کیونکہ اسکی غرض تو یہ ہوتی ہے کہ خدا کی نعمت ایک مسلمان سے زائل ہو جائے اور دشمنوں پر اسکو کس طرح مدد دیں اور اسکے دشمن تو مسلمان خدا کے بندے ہیں ابو یعقوب کہتے ہیں کہ اے خدا ہکو میرے اسیر کہ تیری نعمتیں پوٹتی ہوں تیرے بند و پیرواروں کے احوال نیک ہوں اور یہ تو معلوم ہو چکا ہے کہ حسد ایسی بیماری ہے کہ طاعت و کربانہ کرے اور گناہوں کی خزانہ زیادہ کرے اور یہاں کے آرام سے روک رکھے اور روشنی دل کو زائل کر دے اور دشمنوں پر فتح پانے اور کسی مراد کے حاصل ہونے سے محروم کرے پس گونا گوار اس سے زیادہ دردناک ہے اسی لیے آدمی کو لازم ہے کہ شعلہ طاعت کرے اور اسکو اس درد سے بچاوے شعلہ عقبتہ زین جعبتہ در راہ نیست اسے خشک آنکس حسد ہمراہ نیست یہ عجلت کا بیان عجلت ایسی خصلت ہے کہ تمام مقصد و کمزور کبھی تھی ہر اور کو لگو گناہوں میں گرفتار کر دیتی ہے اس صفت میں چار آفتیں ہیں ایک یہ کہ عبادت میں کسی کو کچھ کمال ملے یا ہر اور اس میں کوشش نہ کیا یا تہرہ رانہ ایسا ہوتا ہے کہ اس کے ملنے میں جلدی کرے یا تہرہ رانہ ایسا ہوتا ہے کہ اس کا وقت نہیں دے اور آخر عجلت کے سبب سے فوری ہو کر عبادت کو چھوڑ دیتا ہے اور اس سبب سے اس سے تبت سے محروم ہوتا ہے اور یہاں حاصل کرنے میں اس قدر مبالغہ اور مجاہدہ ہے کہ اسکی عجلت کے سبب سے خشک رہنے کا پس عجلت میں افراط و تفریط یعنی زیادتی و کمی دونوں بری ہیں سوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا دین محکم اور ہمیں نبی اور اس کی کلمات اور مشعل ہر دو پر چلے نہ اوکھڑے نہ اوکھڑے جو وہ ہے یہ لگا کر عباد کو کوئی حاجت پیش آوے اور خدا سے تقاے سے تبت کوشش کے ساتھ دعا مانگے اور قبولیت میں جلدی کرے اور وقت سے پہلے بچاوے اس سبب اسکی غیبت کم ہو دعا کو ترک کر کے غرضت محروم رہے یا تہرہ رانہ یہ کہ کوئی اس پر ظلم کرے اور وہ بد دعا کرنے میں جلدی کرے یہاں تک کہ کوئی مسلمان اسکی بد دعائے ہلاک ہو جاوے اور اکثر بد دعا کرنے میں جس سے گزر جاوے اور یہ خود گناہ ہے جو سمجھے کہ عبادت کی اصل تقویٰ کی اصل چیزوں کو احتیاط سے رکھنا پس جو کوئی کہ کاموں میں جلدی کرے وہ کھانے اور پینے اور لباس اور کھانا اور ہر کام میں تامل اور غور نہ کرے گا اس لیے جلدی نہ کرے ہی میں گرفتار ہوگا اور بغیر میں پڑے گا خلاصہ یہ کہ شعلہ صوری کند ہر کرادین بودہ است عجل کا رشتیا طین بودہ کبر کا بیان ان خصلت کو مہلک کہتے ہیں کیونکہ خدا سے تقاے فرمایا ہے کہ آنی واستکبار و کان من ال کے فریت یعنی نافرمانی کی اور تکبر کیا اور کافروں کے گروہ سے ہو گیا پس معلوم ہوا کہ یہ خصلت اور خصلتوں کی طرح نہیں ہے جسکا نقصان ظاہر کے اعمال میں ہو بلکہ ان خصلت میں اصل ایمان کا نقصان ہے جو نعوذ باللہ منہ اگر مستحکم ہو اور غالب

یہاں سے لے کر اس کے بعد کے الفاظ تک اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص عجلت سے کام لے گا وہ اپنے مقصد سے محروم ہوگا اور جو شخص احتیاط سے کام لے گا وہ اپنے مقصد کو حاصل کرے گا۔  
 اور یہاں سے لے کر اس کے بعد کے الفاظ تک اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص کبر سے کام لے گا وہ اپنے مقصد سے محروم ہوگا اور جو شخص تواضع سے کام لے گا وہ اپنے مقصد کو حاصل کرے گا۔  
 اور یہاں سے لے کر اس کے بعد کے الفاظ تک اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص غیبت سے کام لے گا وہ اپنے مقصد سے محروم ہوگا اور جو شخص سچائی سے کام لے گا وہ اپنے مقصد کو حاصل کرے گا۔  
 اور یہاں سے لے کر اس کے بعد کے الفاظ تک اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص حسد سے کام لے گا وہ اپنے مقصد سے محروم ہوگا اور جو شخص بردباری سے کام لے گا وہ اپنے مقصد کو حاصل کرے گا۔  
 اور یہاں سے لے کر اس کے بعد کے الفاظ تک اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص عجلت سے کام لے گا وہ اپنے مقصد سے محروم ہوگا اور جو شخص احتیاط سے کام لے گا وہ اپنے مقصد کو حاصل کرے گا۔  
 اور یہاں سے لے کر اس کے بعد کے الفاظ تک اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص کبر سے کام لے گا وہ اپنے مقصد سے محروم ہوگا اور جو شخص تواضع سے کام لے گا وہ اپنے مقصد کو حاصل کرے گا۔  
 اور یہاں سے لے کر اس کے بعد کے الفاظ تک اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص غیبت سے کام لے گا وہ اپنے مقصد سے محروم ہوگا اور جو شخص سچائی سے کام لے گا وہ اپنے مقصد کو حاصل کرے گا۔  
 اور یہاں سے لے کر اس کے بعد کے الفاظ تک اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص حسد سے کام لے گا وہ اپنے مقصد سے محروم ہوگا اور جو شخص بردباری سے کام لے گا وہ اپنے مقصد کو حاصل کرے گا۔

یہاں سے لے کر اس کے بعد کے الفاظ تک اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص عجلت سے کام لے گا وہ اپنے مقصد سے محروم ہوگا اور جو شخص احتیاط سے کام لے گا وہ اپنے مقصد کو حاصل کرے گا۔

[illegible][illegible][illegible]





دنیا میں دوستوں سے حاصل ہونے والی چیزیں اور مددگاری نیک کاموں میں اور امید شفاعت کی آخرت میں  
 اچھا یا کرنا یا جو اس طرح کی باتیں ہوں مسلمانوں کی خیر خواہی کرنے میں اور خدا کی دی ہوئی نعمتوں کی حسد  
 کرنے میں بہت غیہ جو تیسری اصل عجلت کے بیان میں عجلت کے یہ معنی ہیں کہ دلائل  
 کوئی ایسی بات ٹھہر جاوے کہ پہلے ہی خطرے پر نہ تو توفیق اور سوچ کر کسی کام کا ارادہ کرنا بلکہ جلد اس کے رہنے ہو کر  
 اوس میں مشغول ہو جانا اور او کی خدا ہستی پر جس کے یہ معنی ہیں کہ ان میں ایسی بات جس سے جتنی  
 سبک دلی میں کرنی اور ان میں فکر کرنا تب درپے اون کاموں کے ہونا اور ان کو انجام کرنا اور توفیق کی نعمت سے  
 ہمارے مشرک نے فرمایا ہے کہ تہنگی اور توفیق میں یہ فرق ہے کہ توفیق کسی کام میں عرصہ وقف ہونے سے پہلے ہوتا ہے  
 جب تک کہ اوس کام کو عرصہ کا وقت بخوبی آجاوے اور آہستگی اور کاموں میں مصروف ہونے کے بعد جس سے  
 ہر ایک حصہ کا بخوبی ادا ہو جاوے اور تہنگی کی یہ ہے کہ جو خطرے ہر کام میں جلدی کرنے سے پیدا ہوتا ہے  
 اور کا وہ بیان کرے اور جو بیان آہستگی بہت سے ہر کام میں پیش آتی ہیں اور کو خیال کرے اور اس طرح کی باتوں کے  
 خیال کرنے سے آج کی کوتاہی اور توفیق کا حوصلہ ہو جاتا ہے اور تعمیل سے ان کاموں میں رک جاتا ہے جو تہنگی  
 کبر کے بیان میں کبر ایک خطرہ ہے کہ آدمی کے دلیں اپنی بڑائی اور عظمت وغیرہ کو خوار سمجھنے کا یا کرتا ہے  
 اور کبر کرنا اور سکا تاج ہر ایک خطرہ ہے جسے ضعف یعنی فروتنی کہتے ہیں کہ جس سے آدمی اپنے نفس کو کم کرے اور خوار  
 جائے اور اس کے تابع تواضع ہر عوام اور خواص کی تواضع اور تاجہ جدا جدا ہی علم لوگوں کی تواضع یہ ہے کہ کتر لباس پہننا  
 اور کھانا اور گھر اور سواری بھی ایسی ہی رکھنا اور تکرار و عکاسی یہ ہے کہ بہت لباس ہو اور کھانا اور گھر اور سواری عمدہ ہو بلکہ ہر  
 بہتر سے بہتر طلب کرے اور خاص لوگوں کی تواضع قبول کرنا حق بات کا ہے جس کسی سے ہو خواہ چھوٹا ہو یا بڑا تواضع  
 ہو یا شریف اور خاصو کا کبر یہ ہے کہ حق بات نہ سننے اور یہ بڑا سخت گناہ ہے اور علاج عام لوگوں کی تواضع کا یہ ہے کہ ان کی  
 حال کو اور درمیان کے اور آخر کے حال کو سوچ کر دیکھنے کہ اول میں تو وہ ایک پانی ناپاک تھا اور درمیان میں اپنے اندر  
 نجاست کو اوٹھائے پھر تیار اور آخر کو ایک شراب ہوا اور ہوا جانے لگا اور علاج تواضع خواص کا یہ ہے کہ عذاب خدا  
 عوجل کا اور لوگوں کو جو حق چھوڑیں اور باطل میں مصروف ہو دیں یا دکرنا چاہیے شکم کی حفاظت کا  
 بیان حفاظت شکم کی اور اس کی اصلاح لازم ہے اور رستی شکم کی دشواری اور سالک کے لیے بہت بڑی تہمت ہے  
 اور اس کا ضرر بہت ہے اور اثر قوی اس واسطے کہ پیٹ سب گناہوں کا چشمہ و رکھان ہے سب اعضا میں قوت اور ضعف  
 اور عصبیت اس عصبیت شکم ہی سے پیدا ہوتی ہے پس اگر بہت عبادت کی ہو تو لازم ہے کہ شکم کی حفاظت کرے اور حرام اور حرام  
 حرام سے اوقیر فضول حلال سے اور بچنا حرام اور شبہ حرام سے تین چیزوں کے سبب ضرر رہی اول کہ خدا تعالیٰ  
 نے فرمایا ہوا لڈین یا کلاؤن آموال الی ثنی ظلمنا انما کیا کلاؤن فی بطونہم ناراً و سیصلاؤن

تعبیراً یعنی چو لو کہ یہ تیوں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں وہ حقیقت میں اپنے پیٹ میں آگ کھاتے ہیں آخر کار  
 دوزخ میں جاویں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو گوشت حرام سے پیدا ہوا اسکے لینے تک سب  
 بہتر ہے دوسرے یہ کہ حرام یا شبہ کا کھانے والا درگاہ خدا سے نکالا ہوا ہے اور اسکو عبادت کی توفیق حاصل نہیں ہوتی  
 کیونکہ خدا سے تعالے کی درگاہ کے لائق نہیں جب تک کہ پاک نہ ہو میں کہتا ہوں کہ جبکہ خدا و تعالے کی حالت  
 جنابت میں مسجد میں آنے سے منع فرمایا ہوا اور نے نبی و قرآن شریف کو چھوٹے سے روکا ہو حال آنکہ یہ دونوں  
 مباح سے ہو کر تھے ہیں تو جو شخص حرام اور شبہ کی نجاست میں غرق ہوگا اسکو کیونکر اپنی بارگاہ میں بالیو گیا  
 اور جو زبان کہ حرام یا شبہ سے آلودہ ہو اسکو خدا سے تعالے کے ذکر کی توفیق کیونکر ہوگی سچے بن معاذری بہتے  
 فرمایا کہ عبادت خدا سے تعالے کی خیرا نے کے اندر ہوا میں و از سے کی کبھی دساری اور دنا سے کنجی کے سابل  
 کھانا ہا پس جس کنجی کے دنا سے نہوں ہ دروازہ نہیں کھول سکتی اور نے دروازہ کے کھولے خزانے کے اندر  
 عبادت کا ہاتھ آنا دشوار تو یہ ہے کہ حرام اور شبہ کا کھانے والا نیک کاموں سے محروم رہتا ہے اور اگر اتفاقاً کوئی  
 نیکی کرے تو قبول نہیں ہوتی بلکہ اونٹی اسی کے سرمایہ جاتی ہے جس سے اسے فعل سے محنت سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت سے شب بیدار میں جنگو جاکنے کے سوا کچھ فائدہ نہیں بہت  
 ایسے روزہ دار ہیں جنکو محوک پیاس کے سوا کچھ حاصل نہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ جسکے پیٹ میں حرام کا کھانا  
 اللہ تعالے کی نماز میں قبول فرماتا ہے حرام کا حال ہے اب فضول حلال کو معلوم کرو کہ فضول حلال  
 عابدوں کے لیے آفت ہے اور مجاہدہ کرنے والوں کے واسطے بلا اور ہم نے فضول حلال کھانے کی بابت میں  
 فکر کیا تو دو مسئلے فہمیں ایسی پائیں کہ جو عبادت کی خرابی میں اصل میں پہلے یہ کہ زیادہ کھانے سے دل سخت ہو جاتا ہے  
 اور نور او سکا زائل ہو جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لو کہ زیادہ کھانے پینے سے مت مایوس  
 کیونکہ دل مثل زراعت کے ہے اور کھیتی زیادہ پانی سے بگڑ جاتی ہے شجر اندرون طعام خالی رہتا ہے اور نور و قدرت  
 یعنی یہ دوسرے یہ کہ بہت کھانا حسب اعضاؤں کے لیے خرابی لاتا ہے جب آدمی کا پیٹ بھر جاوے تو اسکی  
 آنکھوں کو واہیات دیکھنے کی آرزو ہوگی اور کانوں کو فضول سننے کی خواہش ہوگی اور زبان کو یہودہ بکھنے کی طاقت  
 ہوگی اسی طرح ہاتھ پاؤں شہر مگاہ وغیرہ کا حال ہوگا اور اگر بھوکا رہے گا تو سب عضو ٹھکانے سے ٹھہرے  
 رہیں گے اور استاد ابو جعفر نے فرمایا ہے کہ شکم ایسا عضو ہے کہ اگر بھوکا رہے تو سب عضو گناہ کی طرف سیر ہوں  
 اور اگر یہ بھر جاوے تو سب عضو گناہ کے بھوکے رہیں غرض یہ کہ سب قول و فعل آدمی کے اسکے کھانے اور پینے  
 کے موافق ہوتے ہیں اگر آدمی کے پیٹ میں حرام کا کھانا ہوگا تو قول اور فعل حرام پیدا ہوں گے اور اگر کھانا  
 فضول حلال کھاوے گا تو قول اور فعل سب لغو صادر ہوں گے گویا کہ کھانا سب افعال کا تخم ہے اور

یہ کلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اسکو چھوٹے سے روکا ہو حال آنکہ یہ دونوں مباح سے ہو کر تھے ہیں تو جو شخص حرام اور شبہ کی نجاست میں غرق ہوگا اسکو کیونکر اپنی بارگاہ میں بالیو گیا اور جو زبان کہ حرام یا شبہ سے آلودہ ہو اسکو خدا سے تعالے کے ذکر کی توفیق کیونکر ہوگی سچے بن معاذری بہتے فرمایا کہ عبادت خدا سے تعالے کی خیرا نے کے اندر ہوا میں و از سے کی کبھی دساری اور دنا سے کنجی کے سابل کھانا ہا پس جس کنجی کے دنا سے نہوں ہ دروازہ نہیں کھول سکتی اور نے دروازہ کے کھولے خزانے کے اندر عبادت کا ہاتھ آنا دشوار تو یہ ہے کہ حرام اور شبہ کا کھانے والا نیک کاموں سے محروم رہتا ہے اور اگر اتفاقاً کوئی نیکی کرے تو قبول نہیں ہوتی بلکہ اونٹی اسی کے سرمایہ جاتی ہے جس سے اسے فعل سے محنت سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت سے شب بیدار میں جنگو جاکنے کے سوا کچھ فائدہ نہیں بہت ایسے روزہ دار ہیں جنکو محوک پیاس کے سوا کچھ حاصل نہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ جسکے پیٹ میں حرام کا کھانا اللہ تعالے کی نماز میں قبول فرماتا ہے حرام کا حال ہے اب فضول حلال کو معلوم کرو کہ فضول حلال عابدوں کے لیے آفت ہے اور مجاہدہ کرنے والوں کے واسطے بلا اور ہم نے فضول حلال کھانے کی بابت میں فکر کیا تو دو مسئلے فہمیں ایسی پائیں کہ جو عبادت کی خرابی میں اصل میں پہلے یہ کہ زیادہ کھانے سے دل سخت ہو جاتا ہے اور نور او سکا زائل ہو جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لو کہ زیادہ کھانے پینے سے مت مایوس کیونکہ دل مثل زراعت کے ہے اور کھیتی زیادہ پانی سے بگڑ جاتی ہے شجر اندرون طعام خالی رہتا ہے اور نور و قدرت یعنی یہ دوسرے یہ کہ بہت کھانا حسب اعضاؤں کے لیے خرابی لاتا ہے جب آدمی کا پیٹ بھر جاوے تو اسکی آنکھوں کو واہیات دیکھنے کی آرزو ہوگی اور کانوں کو فضول سننے کی خواہش ہوگی اور زبان کو یہودہ بکھنے کی طاقت ہوگی اسی طرح ہاتھ پاؤں شہر مگاہ وغیرہ کا حال ہوگا اور اگر بھوکا رہے گا تو سب عضو ٹھکانے سے ٹھہرے رہیں گے اور استاد ابو جعفر نے فرمایا ہے کہ شکم ایسا عضو ہے کہ اگر بھوکا رہے تو سب عضو گناہ کی طرف سیر ہوں اور اگر یہ بھر جاوے تو سب عضو گناہ کے بھوکے رہیں غرض یہ کہ سب قول و فعل آدمی کے اسکے کھانے اور پینے کے موافق ہوتے ہیں اگر آدمی کے پیٹ میں حرام کا کھانا ہوگا تو قول اور فعل حرام پیدا ہوں گے اور اگر کھانا فضول حلال کھاوے گا تو قول اور فعل سب لغو صادر ہوں گے گویا کہ کھانا سب افعال کا تخم ہے اور

صفحہ سہا جہان کی کائنات

اقوال اور افعال اس کے پورے ہیں جو ہمیں سے نکلتے ہیں تیسرے یہ کہ بہت کھانے سے مجھ کو عقل کم ہو جاتی  
ہی کہو کہ پوٹ بھرے کے سبب زیر کی جاتی رہتی ہر شیخ سعدی فرماتے ہیں شہر تہی از چمکتی بعلت آن کہ پری  
از طعام نامہنی ابو سلیمان دارانی نے فرمایا ہے کہ اگر دین دنیا کے کسی کام میں مصروف ہونا چاہتے ہو تو کھانا  
مت کھاؤ جب تک اس کا کام نہ کر لو کہ وہ کھانے سے عقل نائل ہو جاتی ہو اور حقیقت میں بھی ایسا ہی ہے  
جیسا انھوں نے فرمایا ہے جس نے آنا یا ہو وہ اس کا حال خوب جانتا ہی چوتھے یہ کہ بہت کھانے سے عبادت بھی  
کم ہوتی ہو اس واسطے کہ جب آدمی بہت کھاوے گا تو تمام بدن سست ہو جاوے گا اور بند غلبہ کرنے کی پھر کتنی  
ہی کوشش عبادت میں کرے ہرگز نکل سکے گا دین میں مردے کے مانند پڑا رہے گا اور کبھی اتفاقاً عبادت کی بھی  
توصلات اور لذت حاصل نہو گی کسی بزرگ نے کہا ہے جس وقت آدمی کا پیٹ بھرے تو آپ کو اپانچ جانے  
حضرت یحییٰ نے شیطان کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں پھنسے ہیں انھوں نے پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے شیطان  
نے کہا کہ یہ ہوتوں کے پھنسے ہیں چمکے سبب میں آویسوں کا شکا کر رہا ہوں حضرت یحییٰ نے فرمایا کہ انہیں  
کوئی ایسا پھندہ بھی ہو جس سے مجھ کو پھنسا لیوے اس نے امانتیں لڑائیاں تم یاد رکھا کر سست ہو گئے  
تھے اس وقت میں نے نماز سے روک رکھا تھا حضرت یحییٰ نے فرمایا کہ اب ہرگز پوٹ بھر کے نکھاؤ گے شیطان  
کہا کہ میں بھی اب کبھی سچ نہ کہوں گا اور کیونکہ نصیحت کی بات کہوں گا یہ ان کا حال ہے جنھوں نے تمام عمر میں  
ایک سٹت یادہ کھایا تھا بلا ان کا کیا حال ہو گا جو تمام عمر میں ایک سٹت بھوکا نہ سکیں اور عبادت کرنے کی طمع کھین  
سٹیان ثوری رہنے فرمایا ہے کہ عبادت ایک پیشہ ہے اور اس کی دکان گوشہ اور اسکے اوزار بھوک پانچوین یہ کہ بہت سی  
کھانے سے حلاوت عبادت کی جاتی رہتی ہو ابو کر ضی نے فرمایا ہے کہ جسدن سے میں سلیمان ہوا ہوں پوٹ بھر کر  
کھانا نہیں کھایا تاکہ عبادت کی حلاوت حاصل ہو اور اپنے پروردگار کے شوق کے سبب پانی سیر ہو کر نہیں بہا  
اور ابو سلیمان انی رہنے فرمایا کہ میرے نزدیک عبادت با حلاوت اس وقت ہے کہ میرا پیٹ پیٹھ سے ملا ہوا ہو  
چھٹے بہت کھانے سے حرام اور شہر میں گرفتار ہونے کا ڈر ہو اس واسطے کہ حدیث شریف میں آیا ہے حلال تو  
سے زیادہ حاصل نہیں ہوتا اور حرام بہت ملتا ہے ساتوین یہ کہ بہت کھانے سے دل اور ترک مشغول کرنا ہی پہلے تو  
حاصل کرنے میں بعد تیار کرنے میں بعد اسکے کھانے میں بعد اسکے پانچا نہ جانے میں آٹھوین یکہ سکران  
موت کی سختی زندگی کی لذت کے موافق ہوتی ہے جس کیلئے زندگی میں مزہ بہت حاصل ہوگا اور سپر موت کی  
سختی بہت آوے گی نوین یہ کہ کھانے کی زیادتی سے ثواب کا نقصان ہو یعنی بہت کھانے سے آخرت میں  
ثواب کم ہو جائے جیسا کہ خداے تعالیٰ ارشاد فرما تاہر اذہبتمہ طیبتم کفر فی حیونکم اللہ تبارک و استمعتم  
ہا کا لیکوم تحرقون عذاب الھون بما کنتم تستکبرون فی الارض یغیر الھون و بما کنتم

بہت کھانے سے عقل کم ہوتی ہے  
بہت کھانے سے عبادت میں کمی آتی ہے  
بہت کھانے سے دل مشغول ہو جاتا ہے  
بہت کھانے سے زندگی کی لذت کم ہوتی ہے  
بہت کھانے سے آخرت میں ثواب کم ہوتا ہے  
بہت کھانے سے دل اور ترک مشغول کرنا ہی پہلے تو حاصل کرنے میں بعد تیار کرنے میں بعد اسکے کھانے میں بعد اسکے پانچا نہ جانے میں آٹھوین یکہ سکران موت کی سختی زندگی کی لذت کے موافق ہوتی ہے جس کیلئے زندگی میں مزہ بہت حاصل ہوگا اور سپر موت کی سختی بہت آوے گی نوین یہ کہ کھانے کی زیادتی سے ثواب کا نقصان ہو یعنی بہت کھانے سے آخرت میں ثواب کم ہو جائے جیسا کہ خداے تعالیٰ ارشاد فرما تاہر اذہبتمہ طیبتم کفر فی حیونکم اللہ تبارک و استمعتم ہا کا لیکوم تحرقون عذاب الھون بما کنتم تستکبرون فی الارض یغیر الھون و بما کنتم



نفسی جان و ان کی گمانی کا  
 یعنی تم نے اپنی آئندہ و نکو دنیا میں پورا کیا اور ان سے نفع اٹھا چکے اس سبب سخت ایک بد لا  
 پاؤ گے کیونکہ تم زمین میں ناسحق کے تکر کرتے تھے اور تم غافرائی کیا کرتے تھے مہی و جہ سے جب سوال سے صلہ ہر  
 علیہ وسلم کے ساتھ دنیا کو پیش کیا اور فرمایا کہ اس شرط سے قبول کر لو کہ آخرت میں نقصان نہ آوے پس آپ نے تب ہی  
 فقر کو اختیار کیا یہ بات اور لوگوں کی بڑی دلیل ہے کہ دنیا کے سبب سے آخرت میں نقصان ہوتا ہی حضرت عمرؓ کا حال  
 بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ پیاس کے وقت باقی طلب کیا ایک شخص نے اپنے برتن میں سے پانی دیا کہیل و سپین خرمی  
 بھلے کے تھے جب حضرت عمرؓ نے پانی پیا تو میٹھا اور ٹھنڈا پایا اسی وقت منہ میں سے الٹ گیا اور آہ طبعی اوس  
 شخص نے کہا کہ پانی تو میٹھا اور سرد ہو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اسی سبب میں نے نہیں پیا نہ بھگت اگر بھگت آخرت کا ڈر نہ ہوتا  
 تو میں بھی تمہارے کھانے پیئے میں شکر کرتے تا ڈسویں یہ کہ بہت کھانے کے سبب قیامت میں حساب بنا اور ملاستینا  
 اور رکا رہنا اور عتاب الہی سننا ہوگا اس سبب کہ فضول حلال اور خواہشوں کی طلب میں ان کا لحاظ نہ رکھا کیونکہ دنیا کے  
 حلال حاصل کرنے میں حساب نہ ہوتا ہے اور حرام میں عذاب ٹھکانا یہ وہ دس چیزیں ہیں جو کہ بہت سا حلال کھانے سے پیش  
 آتی ہیں آدمی دیندار اور پرہیزگار کو ان میں کی ایک بھی بہت برآب حرام اور شبہ کا حکم اور ہر ایک کی تعریف معلوم  
 کرنی چاہیے بعض عالموں نے تو کہا ہے کہ جس چیز کو آدمی یقیناً جانے کہ یہ دوسرے کی ملک ہے اور شرع میں اس کا لینا  
 منع ہو وہ بالکل حرام ہو اور جس چیز کا حال یقیناً معلوم ہو بلکہ ظن غالب ہے کہ وہ دوسرے کی ملک ہے وہ شبہ میں داخل ہے اور  
 بعض علماء نے کہا ہے کہ حرام وہ ہے جس کا حال یقینی یا ظن غالب سے معلوم ہو کہ شرعاً ممنوع ہو اور جس کا حال معلوم ہو کہ حلال ہے  
 یا حرام اور دونوں طرف میں برابر معلوم ہوتی ہوں تو وہ شبہ ہے پھر حرام سے چھٹا واجب ہے اور شبہ سے پرہیز کرنا تقویٰ اور روح  
 اور دونوں قولوں میں ہمارے نزدیک یہی اولیٰ ہے اور یہ جو ہمارے زمانے کے پادشاہ صلیہ اور انعام دیتے ہیں اس میں  
 علماء نے اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ جس چیز کے حرام ہونے کا آدمی کو یقین نہ ہو اس کا لینا جائز ہے اور بعض کہتے ہیں  
 کہ روانہ میں جب تک یقیناً نہ جانے کہ یہ حلال ہے اس واسطے کہ ہمارے زمانے کے پادشاہوں کا مال اکثر حرام کا ہے بلکہ حلال  
 بہت نادر ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ پادشاہوں کا صلہ لینا غنی فقیر سکو درست ہے کیونکہ اس کے حرام ہونے کا یقین کا بل  
 نہیں اس کا گناہ یہ خواہے کے سر پر ہو اور وہ دلیل لیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحفہ مقوقس پادشاہ ہند کا  
 قبول فرمایا ہے اور یہودیوں سے قرض لیا ہے حال آنکہ یہودیوں کے حق میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اَکَا لُوْا  
 اَللّٰھُ حَتّٰی یُخْرِجَکُمْ مِنْ دِیْنِکُمْ لَیْسَ بِکُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَقْرَؤُوْا فِیْہِمْ اَلْکُتُبَ لَیْسَ بِکُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَعْلَمُوْا اَلَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَکُمْ مِنْ دِیْنِکُمْ  
 صحابہ نے ظالم پادشاہوں کا زمانہ دیکھا ہے اور اس وقت میں ان کا صلہ لے لیا ہے جیسا حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابن عمرؓ  
 اور حضرت ابن عباسؓ نے اور بعض کہتے ہیں کہ پادشاہوں کا دیا ہو کسی غنی فقیر کو لینا درست نہیں اس واسطے کہ وہ ظالم ہیں  
 اور اکثر ان کا مال ظلم اور حرام کا ہے اور حکم اکثر یہی اس کے مال سے چھٹا ضروری ہے اور بعض متاخرین سے کہا ہے کہ جس کا

سابقہ اساتذہ  
 یعنی تم نے اپنی آئندہ و نکو دنیا میں پورا کیا اور ان سے نفع اٹھا چکے اس سبب سخت ایک بد لا  
 پاؤ گے کیونکہ تم زمین میں ناسحق کے تکر کرتے تھے اور تم غافرائی کیا کرتے تھے مہی و جہ سے جب سوال سے صلہ ہر  
 علیہ وسلم کے ساتھ دنیا کو پیش کیا اور فرمایا کہ اس شرط سے قبول کر لو کہ آخرت میں نقصان نہ آوے پس آپ نے تب ہی  
 فقر کو اختیار کیا یہ بات اور لوگوں کی بڑی دلیل ہے کہ دنیا کے سبب سے آخرت میں نقصان ہوتا ہی حضرت عمرؓ کا حال  
 بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ پیاس کے وقت باقی طلب کیا ایک شخص نے اپنے برتن میں سے پانی دیا کہیل و سپین خرمی  
 بھلے کے تھے جب حضرت عمرؓ نے پانی پیا تو میٹھا اور ٹھنڈا پایا اسی وقت منہ میں سے الٹ گیا اور آہ طبعی اوس  
 شخص نے کہا کہ پانی تو میٹھا اور سرد ہو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اسی سبب میں نے نہیں پیا نہ بھگت اگر بھگت آخرت کا ڈر نہ ہوتا  
 تو میں بھی تمہارے کھانے پیئے میں شکر کرتے تا ڈسویں یہ کہ بہت کھانے کے سبب قیامت میں حساب بنا اور ملاستینا  
 اور رکا رہنا اور عتاب الہی سننا ہوگا اس سبب کہ فضول حلال اور خواہشوں کی طلب میں ان کا لحاظ نہ رکھا کیونکہ دنیا کے  
 حلال حاصل کرنے میں حساب نہ ہوتا ہے اور حرام میں عذاب ٹھکانا یہ وہ دس چیزیں ہیں جو کہ بہت سا حلال کھانے سے پیش  
 آتی ہیں آدمی دیندار اور پرہیزگار کو ان میں کی ایک بھی بہت برآب حرام اور شبہ کا حکم اور ہر ایک کی تعریف معلوم  
 کرنی چاہیے بعض عالموں نے تو کہا ہے کہ جس چیز کو آدمی یقیناً جانے کہ یہ دوسرے کی ملک ہے اور شرع میں اس کا لینا  
 منع ہو وہ بالکل حرام ہو اور جس چیز کا حال یقیناً معلوم ہو بلکہ ظن غالب ہے کہ وہ دوسرے کی ملک ہے وہ شبہ میں داخل ہے اور  
 بعض علماء نے کہا ہے کہ حرام وہ ہے جس کا حال یقینی یا ظن غالب سے معلوم ہو کہ شرعاً ممنوع ہو اور جس کا حال معلوم ہو کہ حلال ہے  
 یا حرام اور دونوں طرف میں برابر معلوم ہوتی ہوں تو وہ شبہ ہے پھر حرام سے چھٹا واجب ہے اور شبہ سے پرہیز کرنا تقویٰ اور روح  
 اور دونوں قولوں میں ہمارے نزدیک یہی اولیٰ ہے اور یہ جو ہمارے زمانے کے پادشاہ صلیہ اور انعام دیتے ہیں اس میں  
 علماء نے اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ جس چیز کے حرام ہونے کا آدمی کو یقین نہ ہو اس کا لینا جائز ہے اور بعض کہتے ہیں  
 کہ روانہ میں جب تک یقیناً نہ جانے کہ یہ حلال ہے اس واسطے کہ ہمارے زمانے کے پادشاہوں کا مال اکثر حرام کا ہے بلکہ حلال  
 بہت نادر ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ پادشاہوں کا صلہ لینا غنی فقیر سکو درست ہے کیونکہ اس کے حرام ہونے کا یقین کا بل  
 نہیں اس کا گناہ یہ خواہے کے سر پر ہو اور وہ دلیل لیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحفہ مقوقس پادشاہ ہند کا  
 قبول فرمایا ہے اور یہودیوں سے قرض لیا ہے حال آنکہ یہودیوں کے حق میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اَکَا لُوْا  
 اَللّٰھُ حَتّٰی یُخْرِجَکُمْ مِنْ دِیْنِکُمْ لَیْسَ بِکُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَقْرَؤُوْا فِیْہِمْ اَلْکُتُبَ لَیْسَ بِکُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَعْلَمُوْا اَلَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَکُمْ مِنْ دِیْنِکُمْ  
 صحابہ نے ظالم پادشاہوں کا زمانہ دیکھا ہے اور اس وقت میں ان کا صلہ لے لیا ہے جیسا حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابن عمرؓ  
 اور حضرت ابن عباسؓ نے اور بعض کہتے ہیں کہ پادشاہوں کا دیا ہو کسی غنی فقیر کو لینا درست نہیں اس واسطے کہ وہ ظالم ہیں  
 اور اکثر ان کا مال ظلم اور حرام کا ہے اور حکم اکثر یہی اس کے مال سے چھٹا ضروری ہے اور بعض متاخرین سے کہا ہے کہ جس کا

یعنی تم نے اپنی آئندہ و نکو دنیا میں پورا کیا اور ان سے نفع اٹھا چکے اس سبب سخت ایک بد لا  
 پاؤ گے کیونکہ تم زمین میں ناسحق کے تکر کرتے تھے اور تم غافرائی کیا کرتے تھے مہی و جہ سے جب سوال سے صلہ ہر  
 علیہ وسلم کے ساتھ دنیا کو پیش کیا اور فرمایا کہ اس شرط سے قبول کر لو کہ آخرت میں نقصان نہ آوے پس آپ نے تب ہی  
 فقر کو اختیار کیا یہ بات اور لوگوں کی بڑی دلیل ہے کہ دنیا کے سبب سے آخرت میں نقصان ہوتا ہی حضرت عمرؓ کا حال  
 بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ پیاس کے وقت باقی طلب کیا ایک شخص نے اپنے برتن میں سے پانی دیا کہیل و سپین خرمی  
 بھلے کے تھے جب حضرت عمرؓ نے پانی پیا تو میٹھا اور ٹھنڈا پایا اسی وقت منہ میں سے الٹ گیا اور آہ طبعی اوس  
 شخص نے کہا کہ پانی تو میٹھا اور سرد ہو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اسی سبب میں نے نہیں پیا نہ بھگت اگر بھگت آخرت کا ڈر نہ ہوتا  
 تو میں بھی تمہارے کھانے پیئے میں شکر کرتے تا ڈسویں یہ کہ بہت کھانے کے سبب قیامت میں حساب بنا اور ملاستینا  
 اور رکا رہنا اور عتاب الہی سننا ہوگا اس سبب کہ فضول حلال اور خواہشوں کی طلب میں ان کا لحاظ نہ رکھا کیونکہ دنیا کے  
 حلال حاصل کرنے میں حساب نہ ہوتا ہے اور حرام میں عذاب ٹھکانا یہ وہ دس چیزیں ہیں جو کہ بہت سا حلال کھانے سے پیش  
 آتی ہیں آدمی دیندار اور پرہیزگار کو ان میں کی ایک بھی بہت برآب حرام اور شبہ کا حکم اور ہر ایک کی تعریف معلوم  
 کرنی چاہیے بعض عالموں نے تو کہا ہے کہ جس چیز کو آدمی یقیناً جانے کہ یہ دوسرے کی ملک ہے اور شرع میں اس کا لینا  
 منع ہو وہ بالکل حرام ہو اور جس چیز کا حال یقیناً معلوم ہو بلکہ ظن غالب ہے کہ وہ دوسرے کی ملک ہے وہ شبہ میں داخل ہے اور  
 بعض علماء نے کہا ہے کہ حرام وہ ہے جس کا حال یقینی یا ظن غالب سے معلوم ہو کہ شرعاً ممنوع ہو اور جس کا حال معلوم ہو کہ حلال ہے  
 یا حرام اور دونوں طرف میں برابر معلوم ہوتی ہوں تو وہ شبہ ہے پھر حرام سے چھٹا واجب ہے اور شبہ سے پرہیز کرنا تقویٰ اور روح  
 اور دونوں قولوں میں ہمارے نزدیک یہی اولیٰ ہے اور یہ جو ہمارے زمانے کے پادشاہ صلیہ اور انعام دیتے ہیں اس میں  
 علماء نے اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ جس چیز کے حرام ہونے کا آدمی کو یقین نہ ہو اس کا لینا جائز ہے اور بعض کہتے ہیں  
 کہ روانہ میں جب تک یقیناً نہ جانے کہ یہ حلال ہے اس واسطے کہ ہمارے زمانے کے پادشاہوں کا مال اکثر حرام کا ہے بلکہ حلال  
 بہت نادر ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ پادشاہوں کا صلہ لینا غنی فقیر سکو درست ہے کیونکہ اس کے حرام ہونے کا یقین کا بل  
 نہیں اس کا گناہ یہ خواہے کے سر پر ہو اور وہ دلیل لیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحفہ مقوقس پادشاہ ہند کا  
 قبول فرمایا ہے اور یہودیوں سے قرض لیا ہے حال آنکہ یہودیوں کے حق میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اَکَا لُوْا  
 اَللّٰھُ حَتّٰی یُخْرِجَکُمْ مِنْ دِیْنِکُمْ لَیْسَ بِکُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَقْرَؤُوْا فِیْہِمْ اَلْکُتُبَ لَیْسَ بِکُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَعْلَمُوْا اَلَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَکُمْ مِنْ دِیْنِکُمْ  
 صحابہ نے ظالم پادشاہوں کا زمانہ دیکھا ہے اور اس وقت میں ان کا صلہ لے لیا ہے جیسا حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابن عمرؓ  
 اور حضرت ابن عباسؓ نے اور بعض کہتے ہیں کہ پادشاہوں کا دیا ہو کسی غنی فقیر کو لینا درست نہیں اس واسطے کہ وہ ظالم ہیں  
 اور اکثر ان کا مال ظلم اور حرام کا ہے اور حکم اکثر یہی اس کے مال سے چھٹا ضروری ہے اور بعض متاخرین سے کہا ہے کہ جس کا



نصرت سیر علی بن ابی طالب کی گمان

نصرت سیر علی بن ابی طالب کی گمان

نصرت سیر علی بن ابی طالب کی گمان

حال فقیری معلوم نہیں اس کا لینا فقیر کو جائز ہے یعنی کو درست نہیں البتہ اگر فقیر کو بھی یعنی معلوم ہو کہ یہ مال غصب کا ہے تو اس کو بھی لینا درست نہیں اور اگر لیکر مالک سال کو دیدے تو جائز ہے اور فقیر کو پادشاہوں سے لینے میں کچھ ہرج نہیں اس واسطے کہ اگر وہ پادشاہ کا مال ہے تو مالک کے ہاتھ سے فقیر کو ملا اور اگر مال غنیمت یا عشر یا خراج ہے تو اس میں فقیر کا حق ہے اور اسی طرح عالم کو بھی جائز ہے حضرت علی ابن ابی طالب نے فرمایا ہے کہ شخص اپنی خواہش سے مسلمان ہو اور ظاہر میں قرآن پڑھے مسلمانوں کے بیت المال میں اس کا حق وہ دس سو سالانہ ہے اور بعضی روایت میں دس سو سالانہ ہیں اگر دنیا میں نہ ملے گا تو آخرت میں پاوے گا جب یہ حال ہے تو کو یا فقیر اور عالم اپنا حق ہی لیتے ہیں اور کچھ لینے میں جرح نہیں ہے اور یہ ایسے مسئلے ہیں کہ ان میں بغیر ہستی تلاش اور تحقیق کے فتویٰ نہیں ہو سکتا اور تحقیق میں مطالبہ جائے گا اور اگر کسی کو ان مسائل میں کما تحقیق حاصل کرنا منظور ہو تو کتاب حیا و علوم میں کتاب احوال اور حرام کے بیان کو دیکھنا چاہیے رہی یہ بات کہ بازاری لوگ یا بھائی برادر کچھ ہر بھیجیں تو کیا کرنا چاہیے کیونکہ بازاریوں کا حال جھوٹ بولنے اور معاملات کے باب میں بے پروائی کرنے کا معلوم ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب کسی شخص کا ظاہر درست اور نیک ہو تو اس کا ہر پے لینے میں ضمانتہ نہیں اور زیادہ تلاش کرنی اور یہ کہنا کہ زمانہ خراب ہے واجب نہیں کیونکہ یہ مسلمان ہے بگمائی کرنی ہے اور ہکونیک گمان کرنے کا حکم ہے اور اصل اس باب میں یہ ہے کہ یہاں و چیزیں ہیں ایک حکم شرع اور اس کا ظاہر دوسرے حکم تقویٰ اور اس کا حق شرع کا یہ حکم کہ جب آدمی کو کوئی چیز دیوے جو بظاہر نیک ہے تو اس کو لے لے اور یہ نہ پوچھے کہ کیسی ہے اور کہاں سے آئی ہے جہتک اس کو یقینانہ معلوم ہو کہ چیز چھینی ہوئی ہے یا زری حرام ہے اور تقویٰ کا حکم یہ ہے کہ کسی کچھ نہ لیوے جب تک اس کو خوب یافت نہ کرے جب معلوم ہو جاوے کہ ہمیں کچھ شبہ نہیں تو لیوے گا و نہیں تو ہٹا دیوے مصنف نے اربعین میں کہا ہے یہاں ایک باریک قیقہ ہے جس سے اہل روع غافل ہیں یہ ہے کہ جب فی نیا آدمی جبکا حال معلوم ہو کوئی چیز دیوے اگر تو اب اسے پوچھے کہ کہاں سے لایا ہے تو وہ رنجیدہ ہوگا اور بدگمانی ہوگی اور یہ دونوں حرام ہیں اور اگر کسی دوسرے سے تحقیق کرے گا تو یہ بدگمانی اور مسلمان کے عیب کا ٹھونڈنا ہے اور یہ بھی حرام ہے اور ترک شرع کا حرام نہیں ایسی جگہ اگر کسی لطیف طرح سے بچا جائے تو بچے اور نہیں تو قبول کرے اور رکھائے اس واسطے کہ دل خوش کرنا کسی مسلمان کا ایک عادت ہے اس طرح سے فضل ہو بیان کرتے ہیں کہ ابو بکر صدیق کا ایک غلام اس کے دستے دو دھلا لیا جب پی لیا تو غلام نے کہا کہ اگر آپ کے پاس سے پہلے مجھ کو آتا تھا تو آپ اس کا حال مجھے پوچھتے تھے یہ کیا بات ہے کہ دو دھ کا حال مجھے نہ پوچھا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کا حال کس طرح ہے تو غلام نے کہا کہ میں نے ایک قوم کے لیے زائہ جاہلیت کے منتر پڑھے تھے اسکے بد سے میں بچ گیا یہ دو دھ ملا تھا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ منکر گلے میں لے لیا اور سب ذکر دیا اور فرمایا کہ یا رب اتنی بات میرے اختیار میں تھی جو کچھ گوشت پوست میں بہت ہو گیا ہے اس کو تو کافی ہے لیکن اس بیان سے ایسا نہ سمجھنا چاہیے کہ شاید تقویٰ شرع کے مخالف ہے کیونکہ شریعت آسانی ہے

نصرت سیر علی بن ابی طالب کی گمان

نصرت سیر علی بن ابی طالب کی گمان

نصرت سیر علی بن ابی طالب کی گمان

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱

[illegible][illegible]

زیادہ حاصل کرے یہ قسم نیک اور ادب کے موافق ہے اس پر کچھ حساب اور عتاب نہیں بلکہ مدح اور ثناء کے لائق ہے جیسا کہ  
 مولوی دعوہ فرماتے ہیں ہر زاید اذقمہ حلال اندر وہاں یہ میل خدمت عہد رفتہ آنجہاں ہے اور اس طرح کمال حلال  
 حاصل کرنے کی دو شرطیں ہیں ایک حال تو مرقعہ حلال ہے کہ حلال کو نہی صورت میں لیوے کہ نہ لینے کی صورت  
 میں مواخذے کے قابل ہو یعنی اگر یہ مال نلیوے گا تو مثلاً فرض یا سنت یا نفل ترک ہو جاوے گی اور حال آنکہ  
 یہ چیزیں مہل کے ترک کرنے سے افضل ہیں اس واسطے کہ دنیا کے مباح کا ترک کرنا صرف فضیلت میں داخل ہے کچھ  
 واجب و سنت نہیں پس ایسی حالت میں لیوے گا تو معذور ہوگا اور تصدیق ہے کہ اس کے لینے سے تقویت عبادت کی  
 غرض ہو اور یہ اس طرح سے دریافت ہو کہ دل میں خیال کرے کہ اگر میرا ارادہ تقویت کا نہوتا تو میں ہرگز حاصل نہ کرتا  
 ان دونوں شرطوں کے ساتھ حاصل کرنے میں خیر اور نیکی اور ادب ہی اگر ان دونوں میں سے ایک بھی نہ کرے گا  
 تو وہ خوبون میں داخل نہوگا اب اگر کوئی کہے کہ دنیا کی خواہش کے لیے حلال حاصل کرنے میں گناہ ہے  
 یا نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ عذری حالت میں لینا تو فضیلت ہے اور اس کو خیر اور حسنہ بولتے ہیں اور خواہش اور  
 شہوت کے واسطے لینا شہوت ہے جو حیرت و حساب اور ملامت اور عیب لائے گا مگر آتا ہے ایسا گناہ نہیں کہ دوزخ کی آگ کی قابل ہو  
 اب صبر و حساب کو معلوم کرنا چاہیے کہ حساب وہ ہے کہ قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ تو نے کہاں سے حاصل  
 کیا اور کس جگہ صرف کیا اور حاصل کرنے کی وقت کیا غرض تھی کہ کیوں لینا ہوں اور کس جگہ صرف کروں گا اور اس کو  
 کہتے ہیں کہ ایک مدت تک قیامت کے مہیاں میں بہشت کے جانے سے خوف اور سختیوں کے ساتھ بھوکا اور پیاسا اور تنگ  
 روگا رہے گا پھر اگر کوئی کہے کہ جب اسے تعالیٰ نے حلال کر دیا تو ملامت اور عیب کرنے کا کیا سبب ہے  
 اس کا جواب یہ ہے کہ ملامت اور عیب کرنے کا سبب یہ کہ اس سے مثلاً کسی شخص کو یا بادشاہ کے دسترخوان پر بٹھلا دین اور وہ  
 قواعد اور ادب کا کچھ بگاڑ پاس کرے تو ضرور قابل عیب و ملامت کے ہوگا اگرچہ اس کو کھانے کی اجازت ہے  
 اور سبب میں اصل یہ ہے کہ خیال کر لیوے کہ بندے کو عبادت کے لیے پیدا کیا ہی پس بندہ کو ضرور ہو کہ وہ  
 اپنا ہر ایک کام اس طرح کرے کہ وہ کسی کسی جہ سے عبادت میں شامل ہو اور ہر طرح سے اس کی عبادت کی طرف متوجہ  
 ہو اور جو ایسا کرے بلکہ نفس کی پیروی کرے جسے بہت پروردگار کی عبادت سے رہ جاوے تو بہتہ تخی ملامت  
 اور عیب کا ہوگا اس واسطے کہ دنیا خدمت بجالانے کے لیے ہو نہ نعمتیں اور رائے کو شہرہ اور تواریخ سے لایا ہو فانی باط  
 تو چالی سچو و سکر اساطیر اسی کے موافق شیخ سعدی ہم فرماتے ہیں شہر خوردن سرا زبستان ذکر کر بونہت او معتقد  
 کہ زبستان بہر خوردنست + یہ بات کا بیان تھا کہ نفس کو تقویٰ کا کام دینا چاہیے اس کو خوب سمجھو اور اس پر عمل کرو تاکہ  
 دنیا و آخرت میں نیک حال ہو انشاء اللہ تعالیٰ اور اسد توفیق دینے والا ہو اب ان عوائل یعنی دنیا اور خلق اور شیطان  
 اور نفس کے علل کا بیان ہوتا ہے علل ج عوائل طالب عبادت کو لازم ہو کہ اس کا مٹی کے علاج میں بہت توجہ

میں ہر ایک کام اس طرح کرے کہ وہ کسی کسی جہ سے عبادت میں شامل ہو اور ہر طرح سے اس کی عبادت کی طرف متوجہ ہو اور جو ایسا کرے بلکہ نفس کی پیروی کرے جسے بہت پروردگار کی عبادت سے رہ جاوے تو بہتہ تخی ملامت اور عیب کا ہوگا اس واسطے کہ دنیا خدمت بجالانے کے لیے ہو نہ نعمتیں اور رائے کو شہرہ اور تواریخ سے لایا ہو فانی باط تو چالی سچو و سکر اساطیر اسی کے موافق شیخ سعدی ہم فرماتے ہیں شہر خوردن سرا زبستان ذکر کر بونہت او معتقد کہ زبستان بہر خوردنست + یہ بات کا بیان تھا کہ نفس کو تقویٰ کا کام دینا چاہیے اس کو خوب سمجھو اور اس پر عمل کرو تاکہ دنیا و آخرت میں نیک حال ہو انشاء اللہ تعالیٰ اور اسد توفیق دینے والا ہو اب ان عوائل یعنی دنیا اور خلق اور شیطان اور نفس کے علل کا بیان ہوتا ہے علل ج عوائل طالب عبادت کو لازم ہو کہ اس کا مٹی کے علاج میں بہت توجہ

میں ہر ایک کام اس طرح کرے کہ وہ کسی کسی جہ سے عبادت میں شامل ہو اور ہر طرح سے اس کی عبادت کی طرف متوجہ ہو اور جو ایسا کرے بلکہ نفس کی پیروی کرے جسے بہت پروردگار کی عبادت سے رہ جاوے تو بہتہ تخی ملامت اور عیب کا ہوگا اس واسطے کہ دنیا خدمت بجالانے کے لیے ہو نہ نعمتیں اور رائے کو شہرہ اور تواریخ سے لایا ہو فانی باط تو چالی سچو و سکر اساطیر اسی کے موافق شیخ سعدی ہم فرماتے ہیں شہر خوردن سرا زبستان ذکر کر بونہت او معتقد کہ زبستان بہر خوردنست + یہ بات کا بیان تھا کہ نفس کو تقویٰ کا کام دینا چاہیے اس کو خوب سمجھو اور اس پر عمل کرو تاکہ دنیا و آخرت میں نیک حال ہو انشاء اللہ تعالیٰ اور اسد توفیق دینے والا ہو اب ان عوائل یعنی دنیا اور خلق اور شیطان اور نفس کے علل کا بیان ہوتا ہے علل ج عوائل طالب عبادت کو لازم ہو کہ اس کا مٹی کے علاج میں بہت توجہ

و کوشش کرے اور پس کھائی کو جو سب سے بڑی اور سخت ہوا و جس سے گداز بہت شواہد اور رفتہ بھی بہت ہی قطع کرے  
 اس واسطے کہ جو کوئی ہلاک ہوا اور خدا کی پونچل یا دنیا کے سبب سے یا غفلت کے باعث یا شیطان کی نصیحت سے یا بھروسے  
 ہلاک ہوا اور خدا کے راستے میں یہ چاروں بلج ہیں اب ایک میں یک بات باریک بینی بیان کی جاتی ہے دنیا سے خوفنا  
 اور بچنا ضروری ہے اس واسطے کہ عابدین حال سے خالی نہیں یا عبادت کے باب میں بصیرت والوں میں یہاں ہمت والوں  
 میں یا غفلت والوں میں اگر اہل بصیرت ہیں تو اور کو تانا بانا کافی نہ کر دینا خدا کی دشمنی ہے اور خدا سے تعالیٰ اور کامر دست ہو  
 پس مسکند و شمس سے دوستی کھانا گویا دوست کے ساتھ دشمنی کرنا ہے اور دنیا غفلت کو کم کرتی ہے اور اسی عقل کو سب سے کچھ قدر  
 ہوتی ہے پس دنیا سے یہ بھی ایک نفرت کا باعث ہونا چاہیے اور اگر اہل ہمت میں سے ہو تو یہ جانے کہ دنیا کی خرابی  
 یہاں تک ہے کہ عبادت سے بالکل روک دیتی ہے اور یہ بہت بُرا ہے اور اگر اہل غفلت میں سے ہے تو یہ خیال کرنا چاہیے کہ  
 دنیا جانے والی ہے یعنی یا وہ جدا ہو جائیگی یا میں وہ علیحدہ ہو جاؤں گا پس ایسی شے کے طلب کرنے سے بھر عمر  
 ضائع کرنے کے کیا فائدہ ہے شہر عمرت کھو جائے دنیا سے کہہ لو تھی اس بیوفا سے ایک نفل بہت بچتا ہے گا  
 اور شیطان سے بچنے کے لیے خدا سے تعالیٰ کا قول کافی ہے جو اپنے نبی سے اس علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرمایا  
 قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا ۚ فَاعْبُدْنِي وَأَعْبُدُوا بِلَدِي ۚ قُلْ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۚ  
 کہ اگر پروردگار میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے شیطان کے وسوسوں سے اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے اگر پروردگار۔  
 اس سے کہ حاضر ہوں میرے پاس شیطان پس جبکہ سب زیادہ ناقص اور فاضل اور سب عالم اور مخلوقات پر غیبت و  
 بہتر کا یہ حال ہے کہ وہ خدا سے تعالیٰ سے پناہ مانگنے کے محتاج ہیں تو اور روں کا حال باوجود کمال نادانی اور نقصان  
 عقل و غفلت کے کیا ہوگا شہر پیش صلابت غمش و منطق نصیرند و از ہر اصرعہ کہ پس تو نواچیزنی ہو لانا  
 فرماتے ہیں شہر و زمانہ آب بردہ ز عین ہرچو عینیں نبی مطاہرین اُچو آب یہ جست از جو وحش با چنان  
 اجلال و اقبال مہربان چون چنان چشم اشک افستون بودہ اشک بادی کہ صد جیون بودہ او خلق کے مقدر بنا  
 یہ پس ہے کہ اگر او بکے ساتھ اختلاف کروا گے اور خود ہر نفس میں وہی موافقت کرو گے تو لنگہ کار ہو گے اور آخرت کو  
 ضائع کرو گے اور اگر او بکے ساتھ مخالفت کرو گے تو دین دنیا کے کاروبار کو وہی خراب کرے گا اور نہ بھی دین کے اور  
 تم بھی اونکی عداوت میں مبتلا ہو جاؤ گے اور تعریف اور تعظیم کریں گے تو فتنے اور عجب کا ڈر ہو اور سوا اسکے اور کا  
 حال اپنے ساتھ مرنے کے بعد خیال کرو کہ جب ہم دے کو او میں لکھ آتے ہیں تو کچھ دنوں کے بعد جس طریقت  
 بحول جاتے ہیں کہ ذکر تک بھی زبان پر نہیں لاتے گویا کہ او کو کبھی نہ لکھا تھا اور نہ اسنے او کو کبھی نہ لکھا تھا شہر  
 نہ پایا جو کیا اس باغ سے ہرگز سرخ اسکا بہ نہ پٹی پھر صبا نہ ہر نہ پھر آئی نظر شہر ہمہ اور کو میں خدا سے تعالیٰ کے سوا  
 کوئی ساتھ ہوگا پس افسانہ غور ہے کہ یہ کتاب انقصان ہے کہ اپنا ایسا اچھا نام اس بیوفا غفلت کے ساتھ

۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰



نصرت سیری بیان عارف کی گمانی کا  
ہونے والا غلط سمجھ دھوکا دہی کا  
نہایت پریشانی دہی کا

صانع کیا جاوے اور خداے تعالیٰ کی خدمت کو جسلی طرف آخر کار جانا ضروری ہے چھوڑ دیا جاوے اور جس کا یہ حال ہے کہ نفس کی بڑی خواہشوں اور حالات پر نظر کرنا کافی ہے یعنی شہوت کے وقت چوپایہ ہو جاتا ہے اور غصے کی حالت میں درندہ بن جاتا ہے اور گناہ کی حالت میں لڑکا بن جاتا ہے اور غصت کے وقت خرعون ہو جاتا ہے اور بھوک میں دیوانہ ہو اور پیٹ بھرے پرستانہ جب اسکا پیٹ بھرے تو نے قابو ہو جاوے اور بھوکا دھیں تو یہودہ چلاوے پس اسکا حال کہ شے کا سا ہے کہ دانا پاوے تو لوگوں کو ستاوے اور بھوکا دے تو غلج چاوی۔ کسی بزرگ نے فرمایا ہے کہ نفس کی خرابی اور جہل یہ کچھ ہے کہ اگر گناہ یا کوئی اپنی آرزو حاصل کرنا چاہے تو پھر مگر کوئی خدا کے واسطے دیوے اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور سب نبیا اور کتابوں اور اگلے بزرگوں کو تشیع لاوے اور اسکو موت اور گور اور قیامت ربشت اور دوزخ کا حال یاد دلاوے ہرگز بڑا نواداروں گناہ اور خواہش سے باز نہ رہے بلکہ روٹی نہ دو تو البتہ شہوت چھوڑ دے یہ کس جہل کا حال ہے بلکہ آدمی اس سے غافل ہے اسکا حال جو خداے تعالیٰ نے فرمایا ہے وہی حق ہے تو خداے تعالیٰ ان النفس کا حکم بالکشف یعنی البتہ نفس ہی کا بہت حکم کرتا ہے جس کی کو سمجھ ہو اسکو یہ نصیحت کافی ہے شہوت کا کام کہ دنیا ہی بڑا بھرا گئے کوئی مافویا مانوہ بعضے صاحبوں سے روایت ہے جنکا نام احمد رقم بلخی ہے اور انھوں نے فرمایا کہ میرے نفس میرے ساتھ جھگڑنے لگا کہ جاو کو چل میں نے کہا سبحان اللہ خدا ہی تعالیٰ تو فرمایا ان النفس کا حکم بالکشف یعنی او یہ مجھ کو نکلے کہ لکھتا ہے نہیں ہو سکتا ہے میں نے نفس سے کہا کہ تو تنہائی سے گھبرا کر لکھتا ہے کہ اس ہلنے سے لوگوں کی ملاقات کون تاکہ لوگ میری بڑائی اور عظمت کے میں خیال سے میں نے نفس سے کہا کہ میں ہرگز آبادی میں جاؤں گا اور سننے قبول کیا پھر اس سے میں بدگمان ہوا اور سوچنے لگا کہ خداے تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے اور اپنے نفس سے کہا کہ میں دشمنوں سے بغیر ہتھیاروں کے اردوں گا تاکہ جو شخص ملے جاوے سب پہلا میں ہوں اور سننے یہ بھی مان لیا پس جس پر میں نے اسکو بہت باتیں کہیں اور سننے سب قبول کیں آخر میں نے خدا ہی تعالیٰ سے عرض کیا کیا رب مجھ کو نفس کے مکر پر خبردار کر دے میں جانتا ہوں تو نے سچ فرمایا ہے اور نفس جھوٹا ہے آخر میں نے اپنے کاشفات میں دیکھا کہ گویا میرا نفس لکھتا ہے کہ اے احمد تو مجھ کو ہر روز میری آرزو و وسوسوں سے روک کر سنئے طور سے ملتا ہے اور کوئی اسپر خبردار نہیں اگر میں دشمن سے لڑ کر جاؤں تو اس ہر روز کی بلا سے نجات پاؤں اور لوگوں میں میرا بڑا مرتبہ ہو سب کہیں کہ احمد شہید ہوا جب مجھ کو یہ حال معلوم ہوا میں اس سال غزا سے بیٹھ کر آئی طالب عبادت نفس کے فریبوں کو کچھ کہہ مرنے کے بعد لوگوں سے تعظیم کرنا چاہتا ہے جیسا بعض لوگوں کا حال ہے کہ بعد مرنے کے جنازہ کی آرائش کی تہذیبوں اور اونچا مقبرہ بنوانے اور نوح وغیرہ کی وصیت کو میں اور نام آوری کے لیے عمارتیں اور سرسرا وغیرہ بنوانے یہ سب نفس کے فریب ہیں جان لے کہ بیان پر ایک بڑی آہل ہے کہ عبادت کے دو بڑے حصے ہیں ایک عبادت

[illegible]

یہ سب نفس کے فریب ہیں جان لے کہ یہاں پر ایک بڑی مہل یہ جو کہ عبادت کے دو بڑے حصے ہیں ایک عبادتِ کلامی







مفتوح السطح

وہاں سے سالانہ طور پر پینشن بنانے کا فیصلہ ہوا۔

۵۹  
 یہ تو کسی لکڑی کے ٹکڑے کی طرح ہے  
 جو ہر حال میں اسلام مخالف ہوگا  
 ہم دوزخ میں جہنم کی آگ میں  
 آجودانوں کے جہنم میں  
 سے خراب است کہ انہوں نے  
 جوستان کی عالم برہنہ کی  
 پس سے خراب است کہ انہوں نے  
 میں یہ کہیں جہنم کی آگ میں  
 کی یہ کہیں جہنم کی آگ میں  
 میں یہ کہیں جہنم کی آگ میں  
 اسلام کے لئے جو کچھ لازم ہے  
 کی تباہی یہ جہنم کی آگ میں  
 جویت سے خراب است کہ انہوں نے  
 عالم ختم عالم میں جہنم کی آگ میں

ایمان دین من خون

[illegible]



مستحق حق و حقوق کی گنتی کا  
 دلوں میں ہر ایک کی گنتی کا  
 ہر ایک کی گنتی کا

فانی رات کو پڑھ کر لوگوں سے اتنا کبر کرتے ہیں گویا وہ پیرا حسان کہتے ہیں یا خداے تعالیٰ کے یہاں سے اونکو  
میں بنے یا دروغ کی آگ سے بچنے کی خوشخبری ملی ہو یا شاید آپ کی نیک نعت ٹھہرا یا ہو اور دوسروں کو بد نعت باوجود  
ان سب باتوں کے فقیر کی کا لباس پہنتے ہیں اور اس لباس سے اپنی پارسائی جتاتی ہیں شعر غافل صمد کی یاد پر مست حل  
زینہار اپنے تئیں بھلا دے مگر تو بھلا سکے بیان کرتے ہیں کہ فرقہ بنی رحمن بھری رح کے پاس کل پہنے  
ہوئے آئے اور حسن بہ لباس فخر وہ پہنے تھے تھے مقدم ۲ حسن رح کے لباس کو اٹھ میں لے کر دیکھا حسن نے  
کہا کیا دیکھتے ہو میرا کپڑا ہشتیوں کا سا ہے اور تمہارا دوزخیوں کا سا میں نے حدیث شریف سنی ہے کہ بدعت خیر کا  
لباس کل کا ہوگا اور چھ فرمایا کہ زبد کپڑوں میں کھاہی اور تکبر ٹیشنوں میں خدا کی قسم تمہارا تکبر گلوں میں یا وہی  
نرم کپڑا پہننے والوں سے پسے طالب ان چاروں آفتوں سے بچ خاص کر تکبر سے کیونکہ اون تینوں سے گناہ ہوتا  
اور تکبر سے کفر ابلیس کی حکایت مست بھول او سکون کبر ہی کے سبب کفر حاصل ہوا ہے اور خداے تعالیٰ کی طرف  
مستوجہ ہوتا کہ وہ ان سب اپنے فضل سے بچا وے اب یہاں سے عوائق اربعہ یعنی دنیا و خلق و شیطان و نفس کے  
دور کرنے کی تدبیر مبنی چاہیے کہ جب آدمی سوچ بھکر دیکھے تو جانے کہ دنیا کو ہمیشگی نہیں اور نقصان اس کا نفع سے زیادہ ہے  
اور اس کے نتیجے یہ ہیں کہ طلب دنیا میں بدن کا رخ اور دل کا شغل ہو اور آخرت میں عذاب دردناک اور صاب زہری  
پس ضرور ہوا کہ دنیا کی زیادتی سے بچنا چاہیے اور او میں سے صرف بقدر ضرورت لیو یعنی جسکے بغیر خدا تعالیٰ  
کی عبادت نہ کر سکے اور اسکی نعمت اور لذت کو بہشت کے واسطے چھوڑ دے شعر کار دنیا کس تلام کدو ہر گیمہ بد مختصر گیمہ بد  
اور خلعت کو منے وفا جانے اور اسی سبب لوگوں سے ملنا ترک کرے مگر جس میں ضرورت ہو یعنی جمعہ جامع غم  
یہ ضابطہ نہیں اور ان لوگوں سے ملنا چاہیے جنکی ملاقات سے نقصان نہ ہو اور شیطان کو جان لے کہ ہر وقت جیت  
ہو اور ہمیشہ عداوت میں مصروف ہو اپنے پروردگار سے اوس سبب عین سے پناہ مانگے اور اوسکے حیلوں سے  
غافل نہ رہے اور سکون خدا کے ذکر سے دور کرے اور اوسکا خوف نہ کرے کیونکہ جب اوسکے دور کرنے کا پختہ ارادہ کرے گا  
تو خدا کے فضل سے یہ امر بہت آسان ہو جائے گا چنانچہ خداے تعالیٰ نے ارشاد فرمایا **وَإِن تَابَ إِلَيْكُمْ فَابْغُوا إِلَيْهِمْ**  
**عَلَىٰ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ كَلٌّ** یعنی نہیں ہر قدرت شیطان کو اور ان لوگوں پر کہ ایمان لائے ہیں  
اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں ابو حازم رحم سے سچ فرمایا ہے کہ دنیا اور شیطان کیا چیز ہیں جو دنیا گذر گئی خوب  
تھی اور جو باقی ہے وہ خواہشیں ہیں اور شیطان کا یہ حال ہے کہ اگر متابعت کرے تو کچھ نفع نہ کرے اور اگر ناگزیر  
تو کچھ نقصان نہیں کر سکتا اور جمل نفس کو کسی چیز مضرب ملک کی طلب میں نہ کیے نا چاہیے عقلا کی طرح سے جو انجام کلام  
نظر کرتے ہیں نہ ان کو ان کی طرح سے کہ او کا خیال شمع کا مہر ہو یا ہر اور انجام کے نقصان کو دھیان نہیں کرتے  
اور کئی کے سبب سے دوا کھانا چھوڑ دیتے ہیں اس چاہیے کہ نفس کو تقویٰ کا لگام دیوے اور سب خواہیوں اور

[illegible]

فصل چوتھو میان عہدہ کی گمانی کا

سراج مساکین

فصول باتوں سے اسکو منع کرے مثلاً غیر کھڑن سے سنبٹ لینا اور زیادہ بولنا یا زیادہ کھڑا ہینا اسی طے پر حسب احوال کاموں سے روکے سوا سوا فصول کے لینے کی ضرورت نہیں جو ضروری چیزیں آدمی کی زندگی کے واسطے ہیں اور انکو خدا سے تقاضے نے خود فراخ کر دیا ہی مثلاً پانی ہو یا زرق جن چیزوں کے ساتھ زندگی پر وہ کثرت سے موجود ہیں اور جسکی طرف احتیاج نہیں اسکو کم پیدا کیا ہی یعنی جو انکو دین کے کام میں ضرور ہیں ان سے انکو مستغنی کر دیا پھر فصول کے لینے کی کیا ضرورت ہے پس جبکہ آدمی نے دنیا کو ترک کیا اور زہاد ہوا تو یا کہ ہزاروں نام بہتر حاصل کر لیے اور خدا کی درگاہ میں تالیں جنیا میں داخل ہوا اور ان لوگوں میں ہو گیا جو خدا تعالیٰ کی محبت سے کھلا تے ہیں اور جب شیطان سے لڑائی کی تو خدا ہی تھا کہ راستے میں مجاہدین میں شامل ہوا اور ان لوگوں میں داخل ہوا جنکی شان میں خدا تعالیٰ نے شیطان کو فرمایا اِیْرَاقِ عِبَادِیْ نَلِیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطٰنٌ یعنی تجھکو میرے بند و پیروں میں نہیں ہے اور جبکہ تقویٰ کیا تو متقیوں میں شامل ہوا جنکے واسطے دنیا و آخرت کی بھلائی ہی اور بہت ملاکہ مقربین سے بڑھ گیا جب یہ کام کر لیے تو بڑی سخت گھائی کو قطع کیا اور جو چیزیں مانع تھیں انکو بچھپے والا اور یاد رہے کہ یہ گھائی جب ہی تک سخت ہے کہ سالک کو خوف ہو اور بزدل ہو جائے لیکن اگر بزدل نہ ہو اور ڈرے نہیں تو خدا تعالیٰ کی عنایت سے آسان ہو جاوے فقہر حال و سلوک میں جو بزدلی ہو گیا۔

اس آیت میں تو بہت مدد دیا ہے یہ بھی داخل چاروں احوال کے بیان سے یہ بھی جو کہ سنائی دلا حوالہ اللہ العالی العظیم فصل چوتھی عوارض کی گھائی کا بیان غرض اسکو کہتے ہیں جو پیش آپ سالک کو لازم ہے کہ ایسے عوارض کو دفع کرے جو عبادت سے مانع رہتے ہیں اور بہتے چلے میان کیا ہی کہ عوارض ہیں ایک ان میں سے نفس کا مطالبہ رہتا ہے جسے جو اسکو دفع کرنا خدا سے تقاضے پر توکل کرنے سے ہو گا اور توکل کی ضرورت کے دو سبب ہیں ایک یہ کہ عبادت ایسے سے لینا نہ تھا کہ ہو جاوے سوا سوا سے توکل کے عبادت میں مانع نہ ہوتا اور عبادت میں دل گرفتہ نہ ہوتا اور زوخت دل بوجہ توکل کے سوا کسی کو نہیں ہوتی کیونکہ اگر توکل نہ ہو گا تو ناہر میں زرق کی طلب میں مشغول ہو گا اور دل میں بھی اویسی کارا رہے گا جو ابوجا بلا میرے نزدیک جس شیعہ والیسا ضعیف ہو کہ جھٹک کہنی چیز ہو قدر پر پڑے تو ایسے لوگوں کو کوئی بڑا کام دنیا و آخرت کا کہ یہ سہ ہوتا ہوا اپنے مرشد سے میں بے سنا کر کہ دو آدمیوں کے سوا حسب خواہ اسی کو کوئی کام میں نہیں ہوتا ایک متوکل کو دوسرے ولی کو واقعی یہ ظلم بہت جلتا ہے اس واسطے کہ جو بڑا کام نہ شروع کرتا ہی تو بہت قوت سے شروع کرتا ہے اور کسی چیز سے روکنے سے کام لیتا ہے جبکہ دوسرا کام بہت اولیٰ ملکہ کے موافق ہوتا ہے اور طلب پہنچ جاتا ہے اور جو شخص متوکل ہو اور وہ کسی کام کو شروع نہ کرنا چاہے تو خدا تعالیٰ کے وعدے پر یقین کرے بڑی قوت سے شروع کرتا ہے اور اسکو خدا سے تقاضے کی توفیق دے گی بالکل ہر دیا

[illegible]

[illegible]

کمال فاضل  
 بہ ہوشیار کی یاد  
 دوستوں کی یاد  
 جو جو ہی اور کیا  
 اپنی کی چیزیں  
 کہ جسے معلوم کرو  
 غرض کہ جو کیا کرو  
 تو اسے یاد کرو  
 اپنی ہی زیادہ دلچسپی  
 ہوا اور شوق  
 حاصل کر لیا اور  
 اس قدر ہی چھی  
 کو کل کیا اور  
 پوچھو اور معلوم  
 ہوئی کافی ہے













[illegible]

آدمیوں کا سامنا کر کے خدا سے تقابلے بھی اس کے ساتھ وزی کی ذمہ داری میں آدمیوں کا سامنا کرنا ہوا اور  
 بات بہت اچھی ہو سوچنے والے کو اس میں بہت فائدہ ہے میں نے یہ جملہ بتا دیا کہ وہ تو قرآن مجید  
 الزاد التقویٰ یعنی توشہ و تحقیق اچھا توشہ تقویٰ اس سے توشے کا لینا ضروری معلوم ہوتا ہے تو اس کی دلیل میں  
 دو قول ہیں نیک یہ کہ توشے سے ملو آخرت کا توشہ ہو اسی واسطے ان خیر الزاد التقویٰ فرمایا اور  
 ان خیر الزاد حکام الدنیا و الدنیا انہما نہیں فرمایا دوسرے یہ کہ ایک قوم حج کے راستے میں توشہ نہیں لیجاتے تھے  
 اور آدمیوں سے ملنے کے لئے تھکاؤ و تکلیف دیتے تھے اس واسطے توشہ لینے کا حکم بتیہا فرمایا یعنی اپنے مال میں سے  
 توشہ لینا لوگوں کے پاس سے مانگنے اور اونپر بھروسہ کرنے سے بترہا اب اگر کوئی کہے کہ متوکل بھی تو سفر میں شملہ کیا کرے  
 تو اوہ اس کا حال یہ کہ متوکل اکثر سفروں میں توشہ لیتے ہیں مگر اونکا دل متعلق بہ توشہ نہیں ہوتا بلکہ تعلق دل اور اعتماد  
 صرف خدا پر رہتا ہے علاوہ ان میں توشہ سے نیت کسی مسلمان کی اعانت وغیرہ کی کر لیتے ہیں خلاصہ یہ کہ طلب  
 توشہ کے لینے اور نہ لینے سے نہیں بلکہ غرض دل سے ہے کہ دل ہوا سے وعدہ اور ضمانت خدا کے تقابلے کے کسی طرف  
 متعلق نہ ہو اس واسطے کہ اکثر آدمی جو توشہ لیتے ہیں اونکا دل خدا کی طرف رہتا ہے اور اکثر نہیں لیتے اور اونکا دل توشے  
 سے متعلق ہوتا ہے ان کی طرف توجہ نہیں ہوتا علاوہ اس کے بعض صلے اللہ علیہ آلاء و کرم اور ان کے اصحاب اور  
 پہلے یہ کہ توشہ لینا ہر اس سے صاف مباح ہے جو توشہ لینا مباح ہے ہر حرام  
 نہیں بلکہ دل کا متعلق ہونا توشے کے ساتھ اور توکل خدا سے تقابلے پر چھوڑ دینا حرام ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 آلاء و کرم کے توشہ لینے سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اون کا دل کھانے پینے کی طرف داخل تھا حاشا و کلام یہ بات ہرگز  
 نہیں ہو سکتی بلکہ اونکا دل خدا کی طرف تھا اور خدا ہی بڑا و نکاح توکل تھا وہ تو وہ ہیں کہ سب نیا اون کے سامنے  
 پیش کی اور تمام روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں اون کے پاس لائے اور اونھوں نے قبول کی لیکن توشہ نیت خیر  
 سبب سے لیتے تھے نہ دل کی رغبت کے سبب اور معتبر نیت ہو ظاہر کا اعتبار نہیں رہی سیات کہ سفین  
 توشہ لینا بہتر ہے یا نہ لینا تو یہ حکم اختلاف حال کے سبب مختلف ہو جاتا ہے یعنی اگر مسافر مقتدر ہو اور بیان آجائے  
 کہ توشہ لینا مباح ہے یا خود کوئی نیک کام کی نیت کرنا چاہتا ہے تو ایسے آدمی کو توشہ لینا بہتر ہے اور اگر تنہا اور زحمت  
 ساتھ قویٰ ہو اور جانتا ہو کہ توشہ خدا کی عبادت سے مانع ہوگا تو ایسے آدمی کو توشے سے باز رہ کر بہتر ہے اس کو  
 خوب سمجھ لینا چاہیے اور اسد توفیق دینے والا ہو دوسرا عارض انجام کار کا رہی ہو اور اس کا علاج یہ ہے  
 کہ سب کاموں کو خدا سے تقابلے کے سپرد کرنا چاہیے دو سبب کی نیت کہ دل اس وقت ساکن ہو جاوے اس واسطے  
 کہ جب صلاح انجام کار میں معلوم نہیں تو البتہ دل پریشان ہے گا اور جو وقت کہ کام کو خدا سے تقابلے کے سپرد کرنا  
 اور جان لیا کہ وہ خیر اور صلاح کے لئے نہیں فرماوے گا تو اسی وقت دل کا ڈر جاتا ہے گا اور ساکن ہو جائے گا اور



میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے کہ جو لوگ اس کتاب کو پڑھیں گے ان کے دل پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوگی اور ان کے گناہوں کو بخش دیا جائے گا۔

مجان سکون دل کے واسطے بڑی نعمت اور غنیمت ہے ہمارے استاد مجلسین یہ بات بہت فرماتے تھے کہ تدریس کو اس طرح کرنا چاہیے جس سے تجھے پیدا کیا ہو جھکو آرام ملے گا دوسرا سبب یہ کہ تدریس کو خیر اور مصلحت حاصل ہو جاتی ہے اس واسطے کہ انجام کار معلوم نہیں ہے تو بہت ایسا ہوگا کہ تدریس کی صورت میں معلوم ہو اور نقصان نفع کی صورت میں اور نہ تدریس کی صورت میں رچو کر آدمی کو انجام کار معلوم نہیں ہو پس اگر کسی کام کو نیک سمجھ کر پورا کرنا چاہے گا تو تعجب نہیں کہ جلد کسی ہی بل میں مبتلا ہو جاوے کہ جس کا حال معلوم ہو چنانچہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عابد نے خدائے تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ میں اللہ کے پیغمبروں اور اس کے کما گیا کہ خدائے تعالیٰ سے انجام کی بھلائی طلب کر کر اس پر کچھ خیال کیا اور وہی مانگا خدائے تعالیٰ نے شیطان کو اس کے سامنے کیا عابد نے ارادہ کیا کہ اس کو مارے شیطان نے کہا کہ اگر تیری عمر ستویس کی نہوتی تو میں تجھ کو بار ڈالتا عابد اس کے فریب میں آ گیا اور خیال کیا کہ میری عمر ابھی بہت ہے تو تھوڑے دنوں کے بعد رو اہیات کر لون پھر تو بکر لون گا اس خیال سے فسق میں مشغول ہوا اور عبادت کرنی چھوڑ دی اور ہمیشہ کو غرالی میں پڑا اس حکایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے سوال اور مطلوب پر اصرار کرنا چاہیے لیکن اگر کسی کو خدائے تعالیٰ کے پیرو کر دے اور کہے کہ حسین میرے واسطے بہتری ہو وہ کہ تو بہتری کے سوا کچھ نہیں مانگا اب معنی تفویض کے اور اس کا حکم سننا چاہیے اور یہ بیان مطلبیوں سے حاصل ہووے ایک تفویض کا موقع دوسرے تفویض کے معنی اور حد یعنی تعریف اور ضد پس موقع تفویض تو یہ ہے کہ سب طلب میں قسم پر ہیں ایک نے طلب کیا کہ یقیناً معلوم ہو کہ اس کے کرنے سے شر اور فساد ہوگا جیسا کہ فرار و برکت اور گناہ کے سبب سے و فرج کی آگ اور عذاب کا وعدہ ہو پس ایسی ادھر تو ہر قابل طلب نہیں ہے ہمیں تفویض کیا ہے تو اس میں ہر قسم کا مطلب ہے کہ یقیناً معلوم ہو کہ اس کے کرنے میں بہتری ہوگی جیسا کہ فرض و سنت کے ادا کرنے سے بہشت اور ایمان حاصل ہوگا ایسی عبادت کو اللہ مانگنا درست ہے مگر اس میں بھی تفویض کی حاجت نہیں اس واسطے کہ اس میں کسی طرح کا خطر نہیں ہے کیونکہ یہ بالکل غیر مصلح ہے تو تدریس وہ طلب ہے کہ جس میں یقینی صلاح اور فساد کی خبر نہیں جیسے نوافل اور مباحات تو یہ قسم البتہ تفویض کی جگہ ہے اور بد سے لے لیے جائز نہیں کہ ایسی عبادت کو خواہ مخواہ طلب کرے بلکہ خیر اور صلاح کے ساتھ شرط کر کے مانگے گراپنے ارادے کو خدا کی مشیت سے مشروط کرے گا تو اس کو تفویض کہیں گے اور اگر شرط مشیت نہ ہوگی اور یقینی سمجھ کر مانگے گا تو یہی طبع ہے اور ممنوع غرض یہ کہ تفویض کی جگہ وہی طلب ہے کہ اس میں خطرہ ہو یعنی جسکی صلاح و فساد کا یقینی حال معلوم ہو اور تفویض کے معنی ہمارے شیخ نے بیان کیے ہیں کہ تفویض یہ ہے کہ میں نے جہیز میں خطر ہو اس کو بد جہتی تو اتنا ہی صحت غلوں پر چھوڑنا اور ہمارے نزدیک تفویض یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ سے اس چیز کی بہتری چاہے جس میں خطر ہے بخیر و نہون اور تفویض کی ضد طبع ہے اور طبع دو طرح ہے ایک رجا کے معنوں میں رجا تو یہ معنی ہیں کہ ایسی چیز کا مانگنا جس میں کچھ خطر نہ ہو یا خطر والی چیز کو مشیت کے ساتھ مشروط کر کے مانگنا اور یہ قسم

یہ سب کچھ دیکھا ہے کہ جو لوگ اس کتاب کو پڑھیں گے ان کے دل پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوگی اور ان کے گناہوں کو بخش دیا جائے گا۔

میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے کہ جو لوگ اس کتاب کو پڑھیں گے ان کے دل پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوگی اور ان کے گناہوں کو بخش دیا جائے گا۔

فصل چہتمیں بیان عوارض کی گمان کا

سوانح اہل اکبرین

[illegible][illegible][illegible][illegible]

۱۱  
 کہیں کہیں کی غرض سے یہ لکھا ہے





۴ مسجد شریف بہ خواہش کی گمانی کا خانہ

سراج السالکین  
جلد سوم

[illegible]

۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱  
 ۴۷۲  
 ۴۷۳  
 ۴۷۴  
 ۴۷۵  
 ۴۷۶  
 ۴۷۷  
 ۴۷۸  
 ۴۷۹  
 ۴۸۰  
 ۴۸۱  
 ۴۸۲  
 ۴۸۳  
 ۴۸۴  
 ۴۸۵  
 ۴۸۶  
 ۴۸۷  
 ۴۸۸  
 ۴۸۹  
 ۴۹۰  
 ۴۹۱  
 ۴۹۲  
 ۴۹۳  
 ۴۹۴  
 ۴۹۵  
 ۴۹۶  
 ۴۹۷  
 ۴۹۸  
 ۴۹۹  
 ۵۰۰  
 ۵۰۱  
 ۵۰۲  
 ۵۰۳  
 ۵۰۴  
 ۵۰۵  
 ۵۰۶  
 ۵۰۷  
 ۵۰۸  
 ۵۰۹  
 ۵۱۰  
 ۵۱۱  
 ۵۱۲  
 ۵۱۳  
 ۵۱۴  
 ۵۱۵  
 ۵۱۶  
 ۵۱۷  
 ۵۱۸  
 ۵۱۹  
 ۵۲۰  
 ۵۲۱  
 ۵۲۲  
 ۵۲۳  
 ۵۲۴  
 ۵۲۵  
 ۵۲۶  
 ۵۲۷  
 ۵۲۸  
 ۵۲۹  
 ۵۳۰  
 ۵۳۱  
 ۵۳۲  
 ۵۳۳  
 ۵۳۴  
 ۵۳۵  
 ۵۳۶  
 ۵۳۷  
 ۵۳۸  
 ۵۳۹  
 ۵۴۰  
 ۵۴۱  
 ۵۴۲

[illegible]

۱۔ اے نبیؐ میں نے تجھے اپنے لیے بھیجا ہے۔  
 ۲۔ اے نبیؐ میں نے تجھے اپنے لیے بھیجا ہے۔  
 ۳۔ اے نبیؐ میں نے تجھے اپنے لیے بھیجا ہے۔  
 ۴۔ اے نبیؐ میں نے تجھے اپنے لیے بھیجا ہے۔  
 ۵۔ اے نبیؐ میں نے تجھے اپنے لیے بھیجا ہے۔  
 ۶۔ اے نبیؐ میں نے تجھے اپنے لیے بھیجا ہے۔  
 ۷۔ اے نبیؐ میں نے تجھے اپنے لیے بھیجا ہے۔  
 ۸۔ اے نبیؐ میں نے تجھے اپنے لیے بھیجا ہے۔  
 ۹۔ اے نبیؐ میں نے تجھے اپنے لیے بھیجا ہے۔  
 ۱۰۔ اے نبیؐ میں نے تجھے اپنے لیے بھیجا ہے۔



نصوحی میں عرض کی کہ اس کا  
 اور اس پر غصہ کرنا شدت ہونے کی جہت سے واجب ہے اور خیر میں رضی ہونا حاکم اور حکم اور مامور بہ پر ضروری ہے اور اس میں  
 یاد رکھنا احسان کا ضرور ہوا سوا سطلے کہ وہ چیز بہت تھی اس واسطے کرنے کی توفیق دی اور شر کی صورت میں بھی  
 رضی ہونا ضروری ہے حاکم اور حکم اور مامور بہ پر اس لیے کہ وہ حکم سے ہوئی ہے اور رضی ہونا اس غرض سے نہیں  
 کہ وہ شر ہو اور اس میں پناہ مانگی اور تو باور ستغفار ضروری ہے اب جاننا چاہیے کہ رضی بقضا کو زیادتی کی  
 طلب کرنی جائز ہے بشرط خیر اور صلاح کے نہ برعکس یقین اور حکم کے پس اگر بشرط خیر اور صلاح زیادہ مانگے گا تو  
 رضا کے مقام سے نہیں نکلے گا بلکہ یہ عین رضا کی دلیل ہے اس واسطے کہ جس شخص کو کوئی چیز چھپی معلوم ہو اور اوپر  
 رضی بھی ہو تو اسے شک اور سکو زیادہ طلب کرے گا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جب دھڑا  
 توفر مانے کہ یا رب ہکو آمین بکرت دے اور اس سے زیادہ عنایت فرما اور دو دھڑے کے سوا اور چیزوں میں فرماتے  
 کہ ہکو اس سے بہتر کوئی چیز عنایت فرما دو نون جگہ میں کوئی چیز حکم سے رضی نہونے پر دلیل نہیں ہے باقی رہی  
 یہ بات کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہادت ایزدی اور بشرط خیر اور صلاح کی ہوایت نہیں کی گئی تو اس کا  
 حال اس طرح ہے کہ سب کام دل سے علاوہ رکھتے ہیں اور زبان صرف دل کی بات کے بیان کے لیے ہے جبکہ فی  
 کام دل میں حامل ہوا تو بیان ظاہری کا کچھ اعتبار نہیں اس کو خوب سمجھ لو اور اسے توفیق دینے والا ہے  
 جو کچھ عارض سختیوں اور مصیبتوں کے بیان میں اور چونکہ ان چیزوں کا تدارک صبر سے ہوتا ہے اس لیے  
 بندہ کو ایسے مواقع میں غرض سے صبر کی ضرورت ہے پہلی غرض یہ کہ صبر کرنے سے عبادت کر سکے گا اس واسطے  
 کہ سب عبادتوں کا بنائے کار صبر اور تحمل شہادت پر ہے جو کوئی صابر نہوگا تو حقیقت میں اس سے کوئی عبادت  
 نہو سکے گی کیونکہ جو کوئی خدا سے تعالیٰ کی عبادت کا ارادہ کرے اور اس کے لیے سب طرح سے فارغ ہوا و سکو  
 چار طرح کی مصیبتیں اور محنتیں پیش آئیں گی اور ہر ایک میں حاجت صبر کی ہے اول یہ کہ کوئی ایسی عبادت نہیں ہے  
 جس میں شہقت نہو اس واسطے کہ بجز مخالفت نفس جو نہو تو یوں کامل ہو عبادت نہیں ہو سکتی اور نفس کی  
 مخالفت کرنی اور اوپر صبر کرنا آدمی پر سب کاموں سے سخت ہے اور اسی جہت سے بندے کے لیے عبادت پر  
 بہت سے ثواب و نفع ہیں واقعہ میں جو دوسرے یہ کہ جب بندہ کوئی چیز شہقت سے کرے اس کو احتیاط کرنی ضرور ہے تاکہ وہ  
 خراب نہو جائے اور عمل کی حفاظت پر صبر کرنا عمل پر صبر کرنے سے سخت ہے تیسرے یہ کہ دنیا محنت کا کھڑو جو کوئی  
 دنیا میں ہوگا اس کو بلاؤں اور مصیبتوں اور سختیوں سے کچھ چار نہیں ہے اور یہ سختیاں بہت قسموں کی ہونگی  
 مثلاً مصیبت اہل اقارب و برادر اور یار و ن کی کہ ان کے مرنے یا جدے ہونے کے سبب ہو اور مصیبت نفس کی  
 جیسے انواع و اقسام میں مبتلا ہونا اور مصیبت آبرو کی مثلاً لوگ بُرا کہیں اور خواہ مخویہ اور غیبت کرنا اور رشتہ لگانا  
 اور مصیبت مال کی کہ اس کے نقصان ہونے اور جلتے رہنے سے ہو اور اور ان مصیبتوں میں سے ہر ایک کا ایک نیا

اور اس پر غصہ کرنا شدت ہونے کی جہت سے واجب ہے اور خیر میں رضی ہونا حاکم اور حکم اور مامور بہ پر ضروری ہے اور اس میں  
 یاد رکھنا احسان کا ضرور ہوا سوا سطلے کہ وہ چیز بہت تھی اس واسطے کرنے کی توفیق دی اور شر کی صورت میں بھی  
 رضی ہونا ضروری ہے حاکم اور حکم اور مامور بہ پر اس لیے کہ وہ حکم سے ہوئی ہے اور رضی ہونا اس غرض سے نہیں  
 کہ وہ شر ہو اور اس میں پناہ مانگی اور تو باور ستغفار ضروری ہے اب جاننا چاہیے کہ رضی بقضا کو زیادتی کی  
 طلب کرنی جائز ہے بشرط خیر اور صلاح کے نہ برعکس یقین اور حکم کے پس اگر بشرط خیر اور صلاح زیادہ مانگے گا تو  
 رضا کے مقام سے نہیں نکلے گا بلکہ یہ عین رضا کی دلیل ہے اس واسطے کہ جس شخص کو کوئی چیز چھپی معلوم ہو اور اوپر  
 رضی بھی ہو تو اسے شک اور سکو زیادہ طلب کرے گا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جب دھڑا  
 توفر مانے کہ یا رب ہکو آمین بکرت دے اور اس سے زیادہ عنایت فرما اور دو دھڑے کے سوا اور چیزوں میں فرماتے  
 کہ ہکو اس سے بہتر کوئی چیز عنایت فرما دو نون جگہ میں کوئی چیز حکم سے رضی نہونے پر دلیل نہیں ہے باقی رہی  
 یہ بات کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہادت ایزدی اور بشرط خیر اور صلاح کی ہوایت نہیں کی گئی تو اس کا  
 حال اس طرح ہے کہ سب کام دل سے علاوہ رکھتے ہیں اور زبان صرف دل کی بات کے بیان کے لیے ہے جبکہ فی  
 کام دل میں حامل ہوا تو بیان ظاہری کا کچھ اعتبار نہیں اس کو خوب سمجھ لو اور اسے توفیق دینے والا ہے  
 جو کچھ عارض سختیوں اور مصیبتوں کے بیان میں اور چونکہ ان چیزوں کا تدارک صبر سے ہوتا ہے اس لیے  
 بندہ کو ایسے مواقع میں غرض سے صبر کی ضرورت ہے پہلی غرض یہ کہ صبر کرنے سے عبادت کر سکے گا اس واسطے  
 کہ سب عبادتوں کا بنائے کار صبر اور تحمل شہادت پر ہے جو کوئی صابر نہوگا تو حقیقت میں اس سے کوئی عبادت  
 نہو سکے گی کیونکہ جو کوئی خدا سے تعالیٰ کی عبادت کا ارادہ کرے اور اس کے لیے سب طرح سے فارغ ہوا و سکو  
 چار طرح کی مصیبتیں اور محنتیں پیش آئیں گی اور ہر ایک میں حاجت صبر کی ہے اول یہ کہ کوئی ایسی عبادت نہیں ہے  
 جس میں شہقت نہو اس واسطے کہ بجز مخالفت نفس جو نہو تو یوں کامل ہو عبادت نہیں ہو سکتی اور نفس کی  
 مخالفت کرنی اور اوپر صبر کرنا آدمی پر سب کاموں سے سخت ہے اور اسی جہت سے بندے کے لیے عبادت پر  
 بہت سے ثواب و نفع ہیں واقعہ میں جو دوسرے یہ کہ جب بندہ کوئی چیز شہقت سے کرے اس کو احتیاط کرنی ضرور ہے تاکہ وہ  
 خراب نہو جائے اور عمل کی حفاظت پر صبر کرنا عمل پر صبر کرنے سے سخت ہے تیسرے یہ کہ دنیا محنت کا کھڑو جو کوئی  
 دنیا میں ہوگا اس کو بلاؤں اور مصیبتوں اور سختیوں سے کچھ چار نہیں ہے اور یہ سختیاں بہت قسموں کی ہونگی  
 مثلاً مصیبت اہل اقارب و برادر اور یار و ن کی کہ ان کے مرنے یا جدے ہونے کے سبب ہو اور مصیبت نفس کی  
 جیسے انواع و اقسام میں مبتلا ہونا اور مصیبت آبرو کی مثلاً لوگ بُرا کہیں اور خواہ مخویہ اور غیبت کرنا اور رشتہ لگانا  
 اور مصیبت مال کی کہ اس کے نقصان ہونے اور جلتے رہنے سے ہو اور اور ان مصیبتوں میں سے ہر ایک کا ایک نیا

نصوحی میں عرض کی کہ اس کا  
 اور اس پر غصہ کرنا شدت ہونے کی جہت سے واجب ہے اور خیر میں رضی ہونا حاکم اور حکم اور مامور بہ پر ضروری ہے اور اس میں  
 یاد رکھنا احسان کا ضرور ہوا سوا سطلے کہ وہ چیز بہت تھی اس واسطے کرنے کی توفیق دی اور شر کی صورت میں بھی  
 رضی ہونا ضروری ہے حاکم اور حکم اور مامور بہ پر اس لیے کہ وہ حکم سے ہوئی ہے اور رضی ہونا اس غرض سے نہیں  
 کہ وہ شر ہو اور اس میں پناہ مانگی اور تو باور ستغفار ضروری ہے اب جاننا چاہیے کہ رضی بقضا کو زیادتی کی  
 طلب کرنی جائز ہے بشرط خیر اور صلاح کے نہ برعکس یقین اور حکم کے پس اگر بشرط خیر اور صلاح زیادہ مانگے گا تو  
 رضا کے مقام سے نہیں نکلے گا بلکہ یہ عین رضا کی دلیل ہے اس واسطے کہ جس شخص کو کوئی چیز چھپی معلوم ہو اور اوپر  
 رضی بھی ہو تو اسے شک اور سکو زیادہ طلب کرے گا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جب دھڑا  
 توفر مانے کہ یا رب ہکو آمین بکرت دے اور اس سے زیادہ عنایت فرما اور دو دھڑے کے سوا اور چیزوں میں فرماتے  
 کہ ہکو اس سے بہتر کوئی چیز عنایت فرما دو نون جگہ میں کوئی چیز حکم سے رضی نہونے پر دلیل نہیں ہے باقی رہی  
 یہ بات کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہادت ایزدی اور بشرط خیر اور صلاح کی ہوایت نہیں کی گئی تو اس کا  
 حال اس طرح ہے کہ سب کام دل سے علاوہ رکھتے ہیں اور زبان صرف دل کی بات کے بیان کے لیے ہے جبکہ فی  
 کام دل میں حامل ہوا تو بیان ظاہری کا کچھ اعتبار نہیں اس کو خوب سمجھ لو اور اسے توفیق دینے والا ہے  
 جو کچھ عارض سختیوں اور مصیبتوں کے بیان میں اور چونکہ ان چیزوں کا تدارک صبر سے ہوتا ہے اس لیے  
 بندہ کو ایسے مواقع میں غرض سے صبر کی ضرورت ہے پہلی غرض یہ کہ صبر کرنے سے عبادت کر سکے گا اس واسطے  
 کہ سب عبادتوں کا بنائے کار صبر اور تحمل شہادت پر ہے جو کوئی صابر نہوگا تو حقیقت میں اس سے کوئی عبادت  
 نہو سکے گی کیونکہ جو کوئی خدا سے تعالیٰ کی عبادت کا ارادہ کرے اور اس کے لیے سب طرح سے فارغ ہوا و سکو  
 چار طرح کی مصیبتیں اور محنتیں پیش آئیں گی اور ہر ایک میں حاجت صبر کی ہے اول یہ کہ کوئی ایسی عبادت نہیں ہے  
 جس میں شہقت نہو اس واسطے کہ بجز مخالفت نفس جو نہو تو یوں کامل ہو عبادت نہیں ہو سکتی اور نفس کی  
 مخالفت کرنی اور اوپر صبر کرنا آدمی پر سب کاموں سے سخت ہے اور اسی جہت سے بندے کے لیے عبادت پر  
 بہت سے ثواب و نفع ہیں واقعہ میں جو دوسرے یہ کہ جب بندہ کوئی چیز شہقت سے کرے اس کو احتیاط کرنی ضرور ہے تاکہ وہ  
 خراب نہو جائے اور عمل کی حفاظت پر صبر کرنا عمل پر صبر کرنے سے سخت ہے تیسرے یہ کہ دنیا محنت کا کھڑو جو کوئی  
 دنیا میں ہوگا اس کو بلاؤں اور مصیبتوں اور سختیوں سے کچھ چار نہیں ہے اور یہ سختیاں بہت قسموں کی ہونگی  
 مثلاً مصیبت اہل اقارب و برادر اور یار و ن کی کہ ان کے مرنے یا جدے ہونے کے سبب ہو اور مصیبت نفس کی  
 جیسے انواع و اقسام میں مبتلا ہونا اور مصیبت آبرو کی مثلاً لوگ بُرا کہیں اور خواہ مخویہ اور غیبت کرنا اور رشتہ لگانا  
 اور مصیبت مال کی کہ اس کے نقصان ہونے اور جلتے رہنے سے ہو اور اور ان مصیبتوں میں سے ہر ایک کا ایک نیا

سراج السالکین

[illegible][illegible]

فلسفہ جو تو طبعی و عقلی کائنات کا  
تفہیم و تحقیق کے لئے وضع کیا گیا ہے  
اور اس کے ذریعہ انسان کو حقیقت کی  
فہم و فراہم کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہے  
اور اس کے ذریعہ انسان کو حقیقت کی  
فہم و فراہم کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہے

فلسفہ جو تو طبعی و عقلی کائنات کا  
تفہیم و تحقیق کے لئے وضع کیا گیا ہے  
اور اس کے ذریعہ انسان کو حقیقت کی  
فہم و فراہم کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہے  
اور اس کے ذریعہ انسان کو حقیقت کی  
فہم و فراہم کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہے

اس سب سے صبر کیا اور ایک ثواب نے انتہا ہوا جیسا کہ فرمایا اِنَّكَ يَوْمَئِذٍ فَتًى يَدْعُو الصَّبْرَ وَفَنَ الْجَحِيمِ بَعْدَ حَسْبٍ  
یعنی یا جابے کا صبر کرنے والوں کو بدلانے حساب یہاں سے خدا سے تعالے کی عظمت اور غنا کو سمجھنا چاہیے کہ  
ایک ساعت کے صبر پر بندے کو کتنی بھلائیوں دنیا اور آخرت کی عنایت فرماتا ہی پس جب یہ معلوم ہوا  
کہ دنیا اور آخرت کی بھلائی صبر ہی پر منحصر ہو تو لازم ہو کہ اس مصلحت کو عمدہ جانے اور اس کے حاصل کرنے میں  
مت کوشش کیلئے اسد اپنی عنایت سے توفیق دینے والا ہے اب صبر کی حقیقت اور اس کا حکم سکھانے  
میں صبر کے معنی قید کے ہیں یعنی روکنا اسد تعالے فرماتا ہے وَاصْبِرْ نَفْسَکَ لِحُکْمِ رَبِّکَ ۚ وَکُلَّ شَیْءٍ  
نَفْسٍ کَوْرٍ رَّادٍ اِس جگہ روکنا نفس کو جن جن سے یعنی فریاد و زاری کرنے سے اور ہمارے علماء ہر کے فرامان کے موافق  
جن جن سے یعنی میں کہ سختی میں اپنی ناجزی کا خیال کرے اور بعضوں نے کہا ہے کہ جن جن سے یعنی یہ ہیں کہ سختی سے  
چھوٹنے کا ارادہ خواہ کرنا پس صبر کے معنی اس راہ سے کا چھوڑ دینا ہے اور صبر کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ یوں خیال  
کرے کہ تقدیر کی سختی کسی کے واسطے کیا ہے نہ کم و زیادہ اور پس و پیش نہیں ہو سکتی پھر فریاد کرنے سے کیا فائدہ  
اور سب سے زیادہ بڑھکر علل ج یہ ہے کہ خدا سے تعالے کے ثواب کو جو سختی کے مقابلے میں وعدہ کیا ہے یاد کرے  
اس ملک کو لازم ہو کہ ان چاروں عوارض کو دور کر کے اس سخت گھائی کو قطع کرے نہیں تو یہ عوارض مقصود تک  
نہ پہنچنے دین کے بلکہ عبادت کا خیال بھی دل میں نہ آنے دین کے اس واسطے کہ ہر ایک میں ایک نیا ہی شغل ہے  
اور ان چاروں میں سخت اور دشوار رزق کا کام اور اس کی تدبیر کیونکہ یہ ایسی ملامت ہے کہ تمام خلقت کو بیخ میں ال  
رکھا ہے اور اس کے دلوں کو مشغول اور غمزدہ کر کے رکھا ہے اور وہی باعث ان کی سب برائیوں کا ہے کہ خدا سے  
تعالے کی خدمت اور اس کی درگاہ سے باز رکھ کر دنیا کے کام اور مخلوقات کی چاکری میں مصروف کیا ہے  
یہاں تک کہ وہ بے نیاز ہو جائے کی بدولت دنیا میں غفلت اور غلامی اور بیخ اور ذلت کے ساتھ عمر بسر کرے اور آخرت میں  
نام اور فلسفہ ہے اور حساب و عذاب ان کے سامنے آیا مشعر گر لایا یہ درین صورت ہے تاجہ خور صیف چہ پوشم شملہ  
ای شکم خیرہ بنانی بساز و تاکنی پشت بخندست و تاہ غور کی جاتہ کہ کتنی آیتیں سزق کے باب میں خدا سے تعالے  
مازل ہیں اور کتنی جگہ اس کا وعدہ فرمایا اور ضامن ہوا اور قسم کھائی اور اولیاء اور انبیاء اور علماء ہمیشہ لوگوں کو  
یہی صحت کرتے رہے ہیں کہ رزق کے باب میں خدا پر توکل کرنا چاہیے لیکن باوجود ان سب امور کے  
لوگ اس سے باز نہیں آتے اور خدا سے تعالے کے وعدے پر دل کو مطمئن نہیں کرتے اس کا سبب یہ ہے  
کہ خدا سے تعالے کی صنعتوں اور اس کے کلام پاک اور اس کے رسول پاک کے کلام میں فکر نہیں کرتے بلکہ  
شیطان اور جاہلون کے کہنے پر دھیان کرتے ہیں یہاں تک کہ شیطان نے اوپر غلبہ کیا ہے اور جاہلون کی عادت  
اور زمین ان کے دلوں میں جگمگہ کر رہی ہیں کہ ان کے دل ضعیف ہو گئے اور یقین سست ہو گئے اور جو لوگ

فلسفہ جو تو طبعی و عقلی کائنات کا  
تفہیم و تحقیق کے لئے وضع کیا گیا ہے  
اور اس کے ذریعہ انسان کو حقیقت کی  
فہم و فراہم کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہے  
اور اس کے ذریعہ انسان کو حقیقت کی  
فہم و فراہم کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہے

فلسفہ جو تو طبعی و عقلی کائنات کا  
تفہیم و تحقیق کے لئے وضع کیا گیا ہے  
اور اس کے ذریعہ انسان کو حقیقت کی  
فہم و فراہم کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہے  
اور اس کے ذریعہ انسان کو حقیقت کی  
فہم و فراہم کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہے



کہ صاحبان بصیرت و مردان مجاہدہ میں جس وقت اونھوں نے آسمانی سببوں اور طریقوں کو دریافت کیا تو زمین کے ہباب پر کچھ التفات نہ کیا اور اسد ہی کے ہو رہے اور شیطان کے وسوسوں اور خلقت اور نفس کی طرف توجہ نہ کی اور اگر شیطان یا نفس یا آدمی نے ان کو وسوسہ کیا بھی تو اس کے دفع کرنے اور مخالفت میں مشقت تمام مصروف ہوئے اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شیطان تو اسے ناسید ہوا اور خلقت نے ان سے منہ پھیر لیا اور نفس فریبندہ ہو گیا اور خود ان کا حال مستقیم ہو گیا چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ میں سامان اور بغیر کسی ساتھی کے جنگل میں جاؤں شیطان نے ان کو بھکاریا کہ یہ جنگل بڑا اجاڑا ہے اور تیرے ساتھ کھانے پینے کا سامان نہیں تباہ ہو جاوے گا ابراہیم نے نفس پر غور کیا کہ اس جنگل میں بے سامان ہی جاؤں گا اور رتیل کے نیچے ہزار رکعت نماز ادا کروں گا اور جیسا ارادہ کیا ویسا ہی کیا اور بارہ برس تک اس جنگل میں رہا یہاں تک کہ بیان کرتے ہیں کہ ماروں شید نے جس برس حج کیا تھا اس سفر میں ابراہیم کو دیکھا کہ ایک یمنی نماز ادا کرتے ہیں پاس آ کر کہا کہ ابا اسحاق کیا حال ہے ابراہیم نے یہ قطعہ پڑھا قطعہ بگایا دین کو اپنے امین دنیا ہی بچائے نہ کچھ دین ہی رہا باقی نہ دنیا کے مزے پائے کچھ نعمت ملی اس کو کہ جو رب کا بنے عاشق اور اس کی ہی توقع پر یہ دنیا اس سے چھٹ جائے ایک صالح نے اپنا حال بیان کیا کہ میں ایک جنگل میں تھا شیطان نے میرے جی میں وسوسہ ڈالا تو اکیلا اور بے توشہ ہوا یہ جنگل ٹھکات ہو نہ نہیں اس میں آبادی نہ کوئی اس میں آدمی نہ میں نے اپنے نفس پر قصد کیا کہ جنگل کو اسی طرح جاؤں گا اور راستہ چھوڑ دوں گا کہ خدا تعالیٰ کے سوا مجھ کو کوئی نہ دیکھے اور نہ کوئی چیز دیوے اور میں سمجھتا تھا کہ جب تک میرے منہ میں کھلی اور شہد ہڈا لیں گے یہ ارادہ کر کے راہ ہو کر چل دیا میں چلا جاتا تھا کہ ایک فافلے کو دیکھا راستہ بھولے ہوئے ہیں میں نے پر لپیٹ گیا اس خیال سے کہ وہ فافلہ مجھ کو نہ دکھے مگر خدا تعالیٰ نے ان کو مجھ تک پہنچا دیا یہاں تک کہ اونھوں نے مجھ کو دکھ لیا میں نے آنکھیں بند کر لیں اونھوں نے میرے پاس آ کر کہا کہ یہ بجا رہا راستہ بھولو یہ بھوک پیاس کے سبب سے بیہوش ہو گیا شہد اور کھلی لاکر اٹھ کے منہ میں ڈالو جب شہد اور کھلی لاکر میرے منہ میں ڈالنا چاہا تو میں نے دانت بند کر لیے اونھوں نے چھری منگائی تاکہ میرا منہ کھولیں اس پر مجھے ہنسی آئی اونھوں نے کہا کہ تو دیوانہ ہو میں نے کہا کہ نہیں احمد سعد کہ ہوشیار ہوں اور کچھ اپنا قصہ کہو بیان کیا اور پیارے ہزرگوں میں سے کسی نے کہا کہ طالب علمی کے نو میں ایک مسجد میں ٹھہرا کہ میں اگلے ہزرگوں کی طرح سے تنہا اور بے توشہ تھا شیطان نے مجھ کو وسوسہ ڈالا اور کہا یہ مسجد لوگوں سے دور ہے یہاں سے اٹھو اور یہی مسجد میں ٹھہرو آبادی کے بیچ میں ہوتا کہ لوگ دیکھ کر تیرے کھانے پینے کی خبر لیں میں نے کہا کہ خدا کی قسم میں اس جگہ کے سوا کہیں نہیں سوؤں گا اور حلو اوبادام کے سوا کچھ کھاؤں گا

۴۴  
یہاں تک کہ بیان کرتے ہیں کہ ماروں شید نے جس برس حج کیا تھا اس سفر میں ابراہیم کو دیکھا کہ ایک یمنی نماز ادا کرتے ہیں پاس آ کر کہا کہ ابا اسحاق کیا حال ہے ابراہیم نے یہ قطعہ پڑھا قطعہ بگایا دین کو اپنے امین دنیا ہی بچائے نہ کچھ دین ہی رہا باقی نہ دنیا کے مزے پائے کچھ نعمت ملی اس کو کہ جو رب کا بنے عاشق اور اس کی ہی توقع پر یہ دنیا اس سے چھٹ جائے ایک صالح نے اپنا حال بیان کیا کہ میں ایک جنگل میں تھا شیطان نے میرے جی میں وسوسہ ڈالا تو اکیلا اور بے توشہ ہوا یہ جنگل ٹھکات ہو نہ نہیں اس میں آبادی نہ کوئی اس میں آدمی نہ میں نے اپنے نفس پر قصد کیا کہ جنگل کو اسی طرح جاؤں گا اور راستہ چھوڑ دوں گا کہ خدا تعالیٰ کے سوا مجھ کو کوئی نہ دیکھے اور نہ کوئی چیز دیوے اور میں سمجھتا تھا کہ جب تک میرے منہ میں کھلی اور شہد ہڈا لیں گے یہ ارادہ کر کے راہ ہو کر چل دیا میں چلا جاتا تھا کہ ایک فافلے کو دیکھا راستہ بھولے ہوئے ہیں میں نے پر لپیٹ گیا اس خیال سے کہ وہ فافلہ مجھ کو نہ دکھے مگر خدا تعالیٰ نے ان کو مجھ تک پہنچا دیا یہاں تک کہ اونھوں نے مجھ کو دکھ لیا میں نے آنکھیں بند کر لیں اونھوں نے میرے پاس آ کر کہا کہ یہ بجا رہا راستہ بھولو یہ بھوک پیاس کے سبب سے بیہوش ہو گیا شہد اور کھلی لاکر اٹھ کے منہ میں ڈالو جب شہد اور کھلی لاکر میرے منہ میں ڈالنا چاہا تو میں نے دانت بند کر لیے اونھوں نے چھری منگائی تاکہ میرا منہ کھولیں اس پر مجھے ہنسی آئی اونھوں نے کہا کہ تو دیوانہ ہو میں نے کہا کہ نہیں احمد سعد کہ ہوشیار ہوں اور کچھ اپنا قصہ کہو بیان کیا اور پیارے ہزرگوں میں سے کسی نے کہا کہ طالب علمی کے نو میں ایک مسجد میں ٹھہرا کہ میں اگلے ہزرگوں کی طرح سے تنہا اور بے توشہ تھا شیطان نے مجھ کو وسوسہ ڈالا اور کہا یہ مسجد لوگوں سے دور ہے یہاں سے اٹھو اور یہی مسجد میں ٹھہرو آبادی کے بیچ میں ہوتا کہ لوگ دیکھ کر تیرے کھانے پینے کی خبر لیں میں نے کہا کہ خدا کی قسم میں اس جگہ کے سوا کہیں نہیں سوؤں گا اور حلو اوبادام کے سوا کچھ کھاؤں گا





فصل دوم: بیان عودت کی گمان

سنتیجہ ہائین

تو اس کے وعدے پر اعتماد ہو جاوے گا اور اس کے کہنے پر دل کو قرار ہو گا اور اس بات کو کھانے کا خاکہ کے گاہی پھر کیا  
سبب ہو کہ بندہ خدا سے تعالے کے وعدے پر اعتماد نہیں کرتا اور اس کے فوائد پر دل کو ثابت نہ دیکھتا اور  
اسکی قسم کو منسوب نہ دیکھتا بلکہ رزق کے پہونچنے میں پریشان خاطر رہتا ہی کیسی فضیلت اور ہیبت  
علاوہ ازین رزق کے باب میں شک کرنے سے ایمان میں خلل پڑتا ہی ہستی خدا سے تعالے نے  
فرمایا ہو **عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلُوا** اِنَّ كُنْتُمْ مَعِيْ جُنُودًا لَّيْسَ لَكُم مِّنْ دُونِىْ سُلْطٰنٌ یہ  
کہ یوں سمجھے کہ رزق ازل سے تقسیم کر دیا ہو اور خدا سے تعالے کی تقسیم بدل نہیں سکتی پھر بند و بست اور  
طلبت سوا دنیاء کی خوارى ذات کے اور آخرت کے نقصان اور شدت کے کیا فائدہ ہو شاعر گونستائی  
بیاید بر درت و در تو بستائی وہ در و درت ہا ہی سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ ہر پروردگار  
اور خدایا کی کٹھلی پہ لکھا ہوا ہو کہ یہ فلان ابن فلان کے لیے ہو پس حرص کو رستہ کی جڑیں کرنے سے کچھ فائدہ  
نہیں ہمارے مشرک کا توں ہو کہ جس نے نہ تو تقدیر میں لکھا ہوا ہو کہ فلاں کے دانت اسکو چپائیں گے اسکو دوسرے  
کے دانت نہیں چپا سکتے تو بندہ کو چاہیے کہ پناہ رزق میں کھادے اور نہ فائدہ دولت اور کھادے  
کہ دین و دنیا کا نقصان ہو اور وقت نیز یہ بات بڑے کام کی جو میسر آئے یہ ہو کہ انھیں کا ارشاد ہو کہ مجھ کو توکل نہیں  
جس چیز نے نفع دیا ہو وہ یہ ہو کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ رزق نہ ملے گا کام کا ہو مگر کے کس کام میں ہو گا  
اور زندگی بندے کی خدا سے تعالے کے خزانے اور اس کے اختیار میں بہت خواہ رزق دیوے یا نہ دیوے پس  
میری سعی کرنے سے کیا حاصل ہو یہ نکتہ بھی تحقیق والہان کے لیے بہت لطیف اور کافی ہو جو چھانکتا ہے کہ ہم نے  
پہلے بیان کیا ہو کہ خدا سے تعالے بندے کے رزق کا ضامن ہو گیا ہو اور یہ رزق مضمون بندے کی غذا  
اور اس کے قوام کا سبب ہو خود کھانے پینے کے باعث ہو یا بغیر کھانے کے حاصل ہو یا پھر کچھ ایسا ہو کہ انھیں اس سے  
کہ خدا سے تعالے اسکو بیشک اتنی روزی دے گا کہ جسے سبب سے عبادت کر سکے اور غرض بھی رزق سے  
اتنی ہی ہو اور خدا سے تعالے کو قدرت ہو اگر چاہے بندے کی اصل کھانے پینے کے سبب قائم رکھے چاہے  
مٹی اور خاک سے قائم رکھے یا سبیل اور میل کے ساتھ مثل فرشتوں کے قائم رکھے ہو سکتا ہو کہ بغیر ان سبب  
باتوں کے قائم رکھے اور انھیں بندے کی عبادت کے واسطے قوام اور قوت ہو لہذا پناہ مسئلہ نہیں اسی سبب  
زاہدون کو ایسے ایسے سیر و سفر طویل کی قوت ہوئی ہو اور دنوں اور راتوں کو کچھ کھایا پیا نہیں یہاں تک کہ جنھوں  
نورس دن تک کچھ نہیں کھایا ہو جنھوں نے نیت کہا کہ عیسیٰ کی طرح نہ کھائے اور روایت کرتے ہیں کہ کون کون سے تین اون کے  
پانچ چھ ہو لیا چند روز دن تک کھائی اور ابو معاویہ کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم اور اسماعیل کو دیکھا انھوں نے  
بیس دن تک کھائی میں کہتا ہوں کہ اس بات سے تعجب کرو کیونکہ خدا سے تعالے کا دہر چاہے

[illegible][illegible]

قسمد - که محاکمات کشنده اند که ماله و لوطه با سوز و بی سیر و در اینجا

سورہ دیکھو تو ہم تیرے بیارہینے بھٹک نہیں لھاتے اور زندہ رہتے ہیں حالانکہ بیمار آدمی کبھی صبح بہت ضعیف ہوتا ہے اور جو لوگ بھوک سے مرنے لگتے ہیں اسکا سبب یہ ہے کہ انکی غم تمام ہو جاتی ہے جیسے کوئی بہت کھانے سے مر جاتا ہے اور ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ میرا حال خدا سے تعالے کے ساتھ یہ تھا کہ مجھ کو تین دن کے بعد کھانا ملتا تھا اتفاقاً ایک دن میں بیت نگل میں تھا کہ تین دن گزر گئے اور کھانا نہ ملا کمزور ہو کر ایک جگہ بیٹھ رہا غیب سے میں نے آواز سنی کہ کوئی کہتا ہے کہ اب ابو سعید کیا چاہتا ہے غذا یا طاقت میں نے سوچا کہ غذا طاقت ہی کے لیے ہوتی ہے جو طاقت عنایت ہوتی ہے تو غذا لے کر کیا کروں گا میں نے کہا کہ طاقت چاہتا ہوں اوس وقت اوٹھ کر چل دیا بارہ دن تک اور نہ کھانا کھایا اور مجھ میں کچھ سستی نہ تھی غرض یہ کہ جب بنوہ متوکل دیکھے کہ خدا تعالیٰ نے اسباب فی اوس سے روک لیے ہیں تو یقین کر لیا کہ خدا تعالیٰ کی یہ مرضی ہے کہ میں نے سب طاقت دیوے جیسے فرشتوں کو دیتا ہے اور چاہیے کہ اس بات سے تنگ نہ آؤں اور بہت شکر کرے کیونکہ جو عمل غیر میں تھی وہ عنایت کر دی اور کچھ اور بیچ کا قصہ دور کر دیا اور عادت کے علمائے اوس سے دفع کیے اور اس کے لیے اپنی قدرت کا طریقہ ظاہر کیا اور اسکا حال فرشتوں کا سا کیا اور ایسی بزرگی اور سلوک عطا فرما کر جانوروں اور عام لوگوں سے ممتاز فرمایا اسکو خوب غور کرو کہ یہ بڑی اہل ہر اور امین بڑا نفع ہے ہر چند جو کچھ میں نے توکل کے بیان میں لکھا ہے بہت ہی تھوڑا ہے بھر بھی اس کتاب کی لیاقت سے بیان آئے ہو گیا ہے اسواسطے کہ عبادت کے کام میں بڑا کام توکل ہی بلکہ دین و دنیا کے کام کا مدار اسی پر ہے پس جس سبب کو عبادت کرنے کی ہمت ہو اسکو چاہیے کہ توکل پر اپنا تکیہ کرے اور اسکا حق ادا کرے نہیں تو ہرگز مطالبہ یہ پوچھنے کا کیونکہ اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے شہر عبادت میں ترقی جو توکل کے نہیں ممکن توکل مردبان ہے یعنی اس بام عبادت کا بڑا اور تفویض کے باب میں جو اصل میں پہلی اہل ہے کہ معاملات میں مختار و انھیں کو کیا کرتے ہیں جو ظاہر و باطن اور حال و مال کی چیزوں سے اوس معاملے میں بے ہوش نہیں تو یہ ڈرو کہ انجام کار کچھ خرابی نہ ہو جائے مثلاً اگر ایک اشرفی کسی گنوار کو دو کہ اسکو پرکھ دے تو اس میں یہ خوف ہے کہ اگر وہ کھوٹی کو اچھی بتلا دے گا اور اس کے کہنے کا اختیار کیا جاوے گا تو نقصان ہوگا لیکن اگر کسی صراف کو دو تو البتہ بتلا دے گا کیونکہ وہ پرکھنا جانتا ہے اور ایسا علم کہ سب کاموں کو جمیع وجوہ سے محیط ہو سوسے خدا سے تعالے کے کسی کو نہیں پس کوئی شخص جس شخص سے نہیں ہے کہ کسی کام میں مختار ہو حکایت کرتے ہیں کہ ایک صالح کو خدا سے تعالے نے ارشاد فرمایا کہ مانگ جو مانگے گا وہی پاوے گا عرض کیا کہ خداوند اے تو سب چیز کا عالم ہو اور میں سب چیز سے جاہل ہوں میں کیا جانوں کہ مجھ کو کیا چیز مانگنی چاہیے میرے لیے جو مناسب ہے تو وہ ہی عنایت فرما شعر این بندہ چہ دانہ کہ چرمیاید خواست + دانندہ توئی ہر آنچہ بہتر آن وہ + دوستری اہل یہ کہ اگر کوئی آدمی تجھ کو کہے کہ میں تیرے سب کاموں کی تدبیر کروں گا اور جیسا چاہیے ویسا ہی اس کے ساتھ محنت کروں گا سب کام مجھ کو







اصل کہے کا لیکن جب اس نے معلوم کیا کہ اس چھوڑے سے بچ نہیں اسکا بہت سانس اور بہتری ہوتی ہوگی  
 اس کے ساتھ ساتھ کیا غرض کہ جس وقت خدا سے تقابلے بندے کو سختی میں مبتلا کرے تو یقین کر لے کہ وہ اس  
 عجز کا محتاج نہیں بلکہ وہ شفق اور رحیم ہے ان سختیوں میں جو مبتلا کیا ہے تو بندے کی بہتری کے لیے مبتلا  
 کیا ہے جو اسکو معلوم نہیں ہے اور جس وقت کہ خدا سے تقابلے اسکو ایکنے کی یا ایک و پینہ دیوے تو یقین جان لے  
 کہ وہ ہر ایک چیز کے ساتھ ہی بندے کا حال دیکھ کر جو بہت شام ہو وہ ہر شے کا مالک اور ہر شے کو پہچاننے کی  
 قدرت رکھتا ہے کسی طرح سے عاجز اور بھول نہیں ہے حقیقت میں جو اس نے روکا ہے تو کوئی خیر و صلاح بندے  
 کی ہوگی اسی سبب سے انبیاء اور اولیاء اور صدقائے کو بلا زیادہ تھوکتی ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی قوم کو خدا سے تقابلے دوست بنانا ہو تو دو نمونے میں سے لے کر دیتا ہے پس جس کے  
 کسی کو یہ معلوم ہو کہ خدا سے تقابلے نے دنیا کو مجھ سے باز رکھا ہے اور سختیوں میں مبتلا کیا ہے تو جان لے کہ  
 اس کے پاس میری عزت حاصل ہو گئی ہے نیز کہ جو اپنے دوستوں کے ساتھ معاملہ کیا ہے وہی میرے ساتھ کرنا چاہتا  
 تھا کہ جب تک کہ لے جان لیا کہ خدا سے تقابلے رزق کا ضامن ہو گیا ہے تو ادھر توکل کرے اور ب  
 تعلق چھوڑ دے اسوائے اس کے کہ عیسائی کہ کچھ مفید نہیں بڑق کا پونچھانے والا وہ خود موجود ہے اور کاموں  
 کی تدبیروں کو بھی چھوڑ دے اور خدا سے تقابلے مدبر آسمانوں اور زمینوں کے سپرد کرے اور اسی طرح سے  
 اس کے حکم پر راضی ہو دے اور صبر و استقامت کے وقت صبر کرے اگر عبادت کرنے کی ہمت ہے جب یہ سب باتیں عمل  
 میں لائے تو پھر چاروں خواہش اپنے نفس سے دور کرے اور متوکلوں اور صابرین اور مغضون اور رضیوں میں  
 داخل اور شامل ہو اور دنیا میں نہایت آرام ملا اور آخرت میں نہایت حاصل ہو اور دین دنیا کی بھلائی ملی اور عبادت کا مستقیم  
 ہو گیا اور اس کا کچھ کہ سخت دشوار ہے قطع کر چکا اور اللہ توفیق دے والا ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ اعظم

### فصل پنجم بے اعث کی گھائی کا بیان

جس وقت سالک راستہ سیدھا ہو گیا اور موانع اوٹھ گئے اور عوارض دور ہو گئے تو بغیر خوف اور رجا کے عبادت کا  
 راستہ میر نہیں ہو سکتا خوف کا ہونا دو چیزوں کے سبب سے واجب ہے اول یہ کہ خوف کے سبب گناہوں سے بچے گا  
 اسوائے اس کے کہ نفس ہر وقت گناہوں پر اصرار کرتا ہے اور برائیوں اور رقتوں کی طرف رغبت لاتا ہے اور اسکا بازو  
 خوف کے سوا نہیں ہو سکتا یعنی ہمیشہ اسکو بازوئے خوف کے گناہ سے خواہ تو لاہو تھا یا ظلمت جیسا  
 ہے نہ ہنگون کے حال میں بیان کرتے ہیں کہ اس کے نفس نے گناہ کرنے کی خواہش کی وہ باہر چلے گئے  
 اور پھر سے کہیں نہ نکال کر رہے ہیں شے اور کہا کہ اسے نفسیات کے موار اور دن کے پکارا اسکا

(ب) جس وقت سالک راستہ سیدھا ہو گیا اور موانع اوٹھ گئے اور عوارض دور ہو گئے تو بغیر خوف اور رجا کے عبادت کا راستہ میر نہیں ہو سکتا خوف کا ہونا دو چیزوں کے سبب سے واجب ہے اول یہ کہ خوف کے سبب گناہوں سے بچے گا اسوائے اس کے کہ نفس ہر وقت گناہوں پر اصرار کرتا ہے اور برائیوں اور رقتوں کی طرف رغبت لاتا ہے اور اسکا بازو خوف کے سوا نہیں ہو سکتا یعنی ہمیشہ اسکو بازوئے خوف کے گناہ سے خواہ تو لاہو تھا یا ظلمت جیسا ہے نہ ہنگون کے حال میں بیان کرتے ہیں کہ اس کے نفس نے گناہ کرنے کی خواہش کی وہ باہر چلے گئے اور پھر سے کہیں نہ نکال کر رہے ہیں شے اور کہا کہ اسے نفسیات کے موار اور دن کے پکارا اسکا

اور پھر سے کہیں نہ نکال کر رہے ہیں شے اور کہا کہ اسے نفسیات کے موار اور دن کے پکارا اسکا





۴ فصل پنجم بیان حوادث گمشدگان

سراج المکین

سبکو برداشت کرتے ہیں چنانچہ بیان کرتے ہیں کہ نورجی کچھ ساتھیوں نے اونکو کہا آپ کراتے مجاہدہ اور شقتوں سے کچھ کم کر دیں تو بھی امید ہو کہ اپنے مطلب کو پہنچ جائیں سفیان نے فرمایا کہ میں کیونکر جتنا دوں میں نے سنا کہ سب بہشت اے اپنی جگہ پر ہوں گے ایک نور ایسا چلے گا کہ آسمانوں بہشتوں کو روشن کر دے لوگ جانیں گے کہ یہ خدا کا نور ہے اور سجدہ کریں گے آواز آوے گی کہ سروٹھاؤ جس کا تم گمان کرتے ہو وہ نہیں یہ نور آؤ تو ملو ٹھیک دانتوں کا ہی جو اپنے خاوند کے ساتھ ہنستی ہے اس طرح کی باتیں مجاہدہ کے سبب حاصل ہوتی ہیں میں کہتا ہوں کہ مدار کا عبادت کا دو چیزوں پر ہی ایک طاعت میں مستقیم رہنا دوسرے گناہوں سے باز رہنا تو یہ دونوں نفس سے بغیر امید وار کرنے اور ڈرانے کے نہیں مل سکتے اس واسطے کہ گھوڑا سرکش کھینچنے والے کا محتاج ہوتا ہے کہ آگے سے کوئی اوسکو کھینچے اور ہانکنے والا بھی چاہیے کہ پیچھے سے کوئی ہانکے بلکہ جس وقت کوئی تنگ راستہ آ جاوے تو کبھی ایسا ہوگا کہ ایک طرف سے کوڑا پڑے اور دوسری طرف سے تو برا دکھایا جاوے تب کہیں دیرا ہو سلیح نفس ایک گھوڑا سرکش ہے دنیا اور اسکی بلاؤں کے دو پہاڑوں یعنی راہ تنگ میں گرفتار ہے اور خوف و سکا تا زیاں اور ہانکنے والا ہے اور رجا او سکے لیے تو برا اور کھینچنے والا عذاب اور آگ کا یاد کرنا اسکا ڈرانے والا ہے اور جنت اور ثواب کا یاد کرنا اسکا امید دلانے والا ہے اسی واسطے طالب عبادت کو نہ دوسرے کہ اپنے نفس کو دوزخ سے ڈراوے اور بہشت کا امید وار کرے نہیں تو نفس عبادت کا ہرگز مانوس نہ ہوگا کیونکہ خداے تعالیٰ نے قرآن شریف میں دونوں کا بیان کیا ہے اور وعدہ و وعید دونوں فرمائے ہیں اور ترغیب و ترہیب کو ارشاد فرمایا ہے اور ہر ایک میں بہت نفع کیا ہے یہاں تک کہ ثواب کو اتنا ارشاد کیا ہے کہ آتش و صبر نہیں پہنکتا اور عذاب میں اتنا فرمایا ہے اور اوپر صبر ممکن نہیں ہے پس لازم ہے کہ ان دونوں باتوں کو ضروری جانے تاکہ عبادت سے مراد حاصل ہو اور رحمت اور مشقت برداشت کرنا آسان ہو جاوے اب رجا اور خوف کی حقیقت اور ان دونوں کا حکم جاننا چاہیے خوف اور رجا ہمارے علماء کے نزدیک خفا ظہر میں سے ہیں یعنی آدمی کی اختیاری چیزوں میں سے نہیں اور بندے کے اختیار میں خفا و رجا مقدمات ہیں اور خوف کی تعریف میں بیان کرتے ہیں کہ کسی تکلیف کے خیال سے بندے کے دل میں لرزہ پیدا ہو اور خوف کے مقدمات یعنی جن باتوں کے بعد خوف ہوتا ہے چار ہیں پہلے لذرے ہوئے گناہوں کا اور بہت سے دعویدارین کا یاد کرنا کہ قیامت کی ایک اپنا اپنا حق طلب کرے گا دوسرے سختی عذاب خداے تعالیٰ کا یاد کرنا جسکی طاقت بندے کو نہیں تھمے اس لیے اپنے نفس کی کمزوری کو یاد کرنا اوسکے محل کرنے سے چوتھے خدا و تعالیٰ کی قدرت اپنے اوپر خیال کرنی کہ جس وقت اور جس طرح چاہے وہ بندے پر قادر ہے اور رجا کے معنی دل کا خوش ہونا خدا کے فضل کے پہچاننے سے اور آرام پانا دل کا بسبب فحاشی رحمت خداے تعالیٰ کے پیغمبر خواطر ہیں اسے اور بندے کے اختیار میں نہیں اور ایک اور رجا ہے جو بندے کے اختیار میں ہے وہ

۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱  
 ۴۷۲  
 ۴۷۳  
 ۴۷۴  
 ۴۷۵  
 ۴۷۶  
 ۴۷۷  
 ۴۷۸  
 ۴۷۹  
 ۴۸۰  
 ۴۸۱





[illegible][illegible]

[illegible]





سورۃ بقرہ میں آیت ۱۷۷ میں ہے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور ایمان لائے تو اللہ بخیر فرماتا ہے۔

جو تم کو ہے ہو یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورہ ہود نے مجھ کو بڑھا کر دیا اور رات کو اتنا قیام کرتے کہ پاؤں مبارک آپ کے ورم کرتے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں پھر اسکا کیا سبب ہے جواب دیا کہ اگر میں یہ کمروں تو شکر گزار بندہ نہ ہوں پھر صحابہ کرام نہ بہترین نہ امث کے تھے ایک دفعہ بیٹھے ہوئے ہنسی کرتے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی اَلْكَافِرِيَّانِ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ عِنْدَ اِيْمَانٍ وَّالُوْنَ كُوْنَتِمْ اِيَّاكَ اَوَّلَ دَلِیْنِ خدا تعالیٰ کی یاد سے حال آنکہ یہ بہترین امت اور مروجہ و انہر اتنی سیاستیں و رعزیرین معین کہیں میں یہاں تک کہ یونس ابن عبید کہتے تھے کہ جسے پلنچ ڈرم کے بدلے میں ہاتھ کاٹنے کو فرمایا ہو اس شخص سے بیخوف ہونا نہیں چاہیے شاید قیامت میں عذاب بھی ویسا ہی کرے گا اسبالت جاکا حال سو کہ حنی الوہم خدا تعالیٰ کی رحمت اسکو یاد کرنا ہے شہر ہر شہر نو مید و خود ارشاد کن پیش آن فرما ورس فرما وکن اور ایسا کون ہو کہ او کی غایت اور نہایت دریافت کر سکے یا اسکا وصف بیان کر سکے اور او کی رحمت کی صفت کیونکہ بیان ہو کہ وہ شہر میں کفر کو ایک ساعت کے ایمان کے بدلے میں معاف کر دیتا ہے چنانچہ فرعون کے ساحر اسواسطے آئے تھے کہ حضرت موسیٰ کے ساتھ لڑیں اور خدا کے دشمن کی قسم کھائی کوئی نیک نہیں کی مگر یہ کہ ایک بار صدق دل سے کہا اَمَّا اَنْتَ فَاَنْتَ لَعَلِّمْ اَنْتَ یعنی ہم ایمان لائے پروردگار عالمون پر کیونکہ او کو قبول فرمایا اور اونکے پہلے گناہ سب بخش دیے اور اونکو بہشت کے شہیدوں کا سردار مقرر کیا یہ معاملہ اسکا اس کے ساتھ ہو جسے اتنی مدت کے کفر اور کراہی کے بعد ایک ساعت اسکو پہچانا اور ایک کر کے بانا اور جو لوگ کہ مدۃ الامر توحید میں گزاریں انکے ساتھ کیا معاملہ ہوگا دیکھو اصحاب کف تمام عمر کفر میں رہے جب بنا و رب السموات والارض کہا لیکر انکو قبول کیا اور لیکر انکو غور فرما کر گزارا اور کیسی انکو بزرگی اور رعیت یا یہاں تک کہ بہترین خلقت کو ارشاد فرمایا اَوْ اَطْلَقْتُ عَلَیْہِمْ کُوْنَتِمْ مِنْہُمْ فَاَرَادَ اَوْ اَطْلَقْتُ مِنْہُمْ رُحْمًا یعنی اگر تو بھانک دیکھے او کو تو پیٹھ دے کر بھاگے اور بھر جاوے تجھے میں اونکی دہشت بلکہ اونکے کہنے کی کسی عمت کی کہ اپنی کتاب میں کہی جگہ ذکر فرمایا او کی رحمت کا حال یہ ہوا اس کہنے کے ساتھ کہ چند قدم ایسے لوگوں کے ساتھ رہا جنھوں نے نہ خدا کو پہچانا تھا پس جس بندہ مومن نے او کی شہر میں تکسہ تمام عمر خدمت کی ہو تو لو سکے ساتھ کیسا افضل شامل ہوگا شہر از چین مجسٹینا اسید ست و فرقاں این حمت نید بہت سبب کو یاد کرو کہ جب فوج نے گناہگاروں کے ہلاک ہونے کی عافروائی تو اوپر کتنا غصہ ہوا اور قارون کے باب میں حضرت موسیٰ پر کیونکر عتاب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ قارون نے تجھ سے فریاد کی تو او کی فریاد کو نہ پونہا اپنی عزت و جلال کی قسم ہو کہ اگر وہ مجھ سے فریاد کرتا تو میں

یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورہ ہود نے مجھ کو بڑھا کر دیا اور رات کو اتنا قیام کرتے کہ پاؤں مبارک آپ کے ورم کرتے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں پھر اسکا کیا سبب ہے جواب دیا کہ اگر میں یہ کمروں تو شکر گزار بندہ نہ ہوں پھر صحابہ کرام نہ بہترین نہ امث کے تھے ایک دفعہ بیٹھے ہوئے ہنسی کرتے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی اَلْكَافِرِيَّانِ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ عِنْدَ اِيْمَانٍ وَّالُوْنَ كُوْنَتِمْ اِيَّاكَ اَوَّلَ دَلِیْنِ خدا تعالیٰ کی یاد سے حال آنکہ یہ بہترین امت اور مروجہ و انہر اتنی سیاستیں و رعزیرین معین کہیں میں یہاں تک کہ یونس ابن عبید کہتے تھے کہ جسے پلنچ ڈرم کے بدلے میں ہاتھ کاٹنے کو فرمایا ہو اس شخص سے بیخوف ہونا نہیں چاہیے شاید قیامت میں عذاب بھی ویسا ہی کرے گا اسبالت جاکا حال سو کہ حنی الوہم خدا تعالیٰ کی رحمت اسکو یاد کرنا ہے شہر ہر شہر نو مید و خود ارشاد کن پیش آن فرما ورس فرما وکن اور ایسا کون ہو کہ او کی غایت اور نہایت دریافت کر سکے یا اسکا وصف بیان کر سکے اور او کی رحمت کی صفت کیونکہ بیان ہو کہ وہ شہر میں کفر کو ایک ساعت کے ایمان کے بدلے میں معاف کر دیتا ہے چنانچہ فرعون کے ساحر اسواسطے آئے تھے کہ حضرت موسیٰ کے ساتھ لڑیں اور خدا کے دشمن کی قسم کھائی کوئی نیک نہیں کی مگر یہ کہ ایک بار صدق دل سے کہا اَمَّا اَنْتَ فَاَنْتَ لَعَلِّمْ اَنْتَ یعنی ہم ایمان لائے پروردگار عالمون پر کیونکہ او کو قبول فرمایا اور اونکے پہلے گناہ سب بخش دیے اور اونکو بہشت کے شہیدوں کا سردار مقرر کیا یہ معاملہ اسکا اس کے ساتھ ہو جسے اتنی مدت کے کفر اور کراہی کے بعد ایک ساعت اسکو پہچانا اور ایک کر کے بانا اور جو لوگ کہ مدۃ الامر توحید میں گزاریں انکے ساتھ کیا معاملہ ہوگا دیکھو اصحاب کف تمام عمر کفر میں رہے جب بنا و رب السموات والارض کہا لیکر انکو قبول کیا اور لیکر انکو غور فرما کر گزارا اور کیسی انکو بزرگی اور رعیت یا یہاں تک کہ بہترین خلقت کو ارشاد فرمایا اَوْ اَطْلَقْتُ عَلَیْہِمْ کُوْنَتِمْ مِنْہُمْ فَاَرَادَ اَوْ اَطْلَقْتُ مِنْہُمْ رُحْمًا یعنی اگر تو بھانک دیکھے او کو تو پیٹھ دے کر بھاگے اور بھر جاوے تجھے میں اونکی دہشت بلکہ اونکے کہنے کی کسی عمت کی کہ اپنی کتاب میں کہی جگہ ذکر فرمایا او کی رحمت کا حال یہ ہوا اس کہنے کے ساتھ کہ چند قدم ایسے لوگوں کے ساتھ رہا جنھوں نے نہ خدا کو پہچانا تھا پس جس بندہ مومن نے او کی شہر میں تکسہ تمام عمر خدمت کی ہو تو لو سکے ساتھ کیسا افضل شامل ہوگا شہر از چین مجسٹینا اسید ست و فرقاں این حمت نید بہت سبب کو یاد کرو کہ جب فوج نے گناہگاروں کے ہلاک ہونے کی عافروائی تو اوپر کتنا غصہ ہوا اور قارون کے باب میں حضرت موسیٰ پر کیونکر عتاب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ قارون نے تجھ سے فریاد کی تو او کی فریاد کو نہ پونہا اپنی عزت و جلال کی قسم ہو کہ اگر وہ مجھ سے فریاد کرتا تو میں

تجھ سے فریاد کی تو او کی فریاد کو نہ پونہا اپنی عزت و جلال کی قسم ہو کہ اگر وہ مجھ سے فریاد کرتا تو میں

اویکی فریاد کو پہونچتا اور اس کے گناہوں سے درگزر کرتا اور حضرت یونسؑ پر کس طرح غصہ کیا اونکی قوم کے باب میں فرمایا کہ وہ کے درخت کے لیے لگیں ہوتا ہی میں نے اوسکو ایک ساعت میں خشک کر دیا اور ایک لاکھ یا زیادہ توبہ کیلئے غم نہیں کرتا بھر کس طرح غصہ فرمایا حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وایت کر آئیں کہ باب بنی شیبہ سے آپ مسجد حرام میں تشریف لائے اور ایک قوم کو پہنستے ہوئے دیکھا فرمایا کیوں پہنستے ہو مجھ کو اس میں خیر نہیں معلوم ہوتی یہ فرما کر جب حجر اسود کے نزدیک تشریف لے گئے پچھلے پانوں اوگی طرف ہٹ کر فرمایا کہ جبریلؑ آئے اور کہا کہ خداے تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو میری رحمت سے نا امید نہ کرو اور میرے بندوں کو خبردار کر دے کہ میں مغفور و رحیم ہوں اور ایک حدیث شریف مشہور میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا خداے تعالیٰ کی رحمت کے سوا حصے ہیں ایک حصہ دنیا میں آدمیوں اور جنوں اور جانوروں کے لیے ہے اور ننانوے حصے بند و نپر قیامت کے دن رحمت کے لیے ہیں اور جاننا چاہیے کہ جب کہ خداے تعالیٰ نے اپنے ایک حصہ رحمت سے بندے کو اپنی معرفت عنایت فرمائی اور اس امت وجوہ میں داخل کیا اور نبیؐ عطا کا طریق دیا اور ظاہر و باطن کی کیا کیا نعمتیں عنایت فرمائیں تو امید قوی ہے کہ اپنے فضل عمیم سے اوسکو تمام کرے یعنی رحمت کے اون ننانوے حصوں میں سے جو کہ قیامت کے دن کے لیے جمع کریں گے ہیں حصہ کامل عنایت فرمائے

مشہور تو کمبو مارا بد شیخ باز نیست بہار کربکان کار بادشوائست بہشتی اصل قیامت وعدہ وعید کے ذکر کے بیان میں اس باب میں چار حالتوں کو یاد کرنا چاہیے موت اور گور اور قیامت اور بہشت و دوزخ اور جو خط کہ ہر ایک مقام میں مطیعوں اور گمنگاروں اور مجتہدوں اور تقوی والوں کے لیے ہے اسکو بھی یاد کرنا چاہیے موت کا حال یہ ہے کہ لوگوں میں دو آدمیوں کا حال یاد کرو ایک ابنِ عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اوستنے کہا کہ میں شعبی کے ساتھ ایک مریض کے ہتھسار کو گیا وہ اوس وقت نزاع کی حالت میں تھا اور ایک آدمی اوستنے پاس بیٹھا ہوا کلمہ شہادت کی تلقین کرتا تھا شعبی نے کہا کہ آہستہ کہو مریض نے کہا کہ لاہو یا لاہو میں کلمہ ہرگز نہیں چھوڑنے کا شروع زبان جب تاک ہی رہی گفتگو ہمیشہ شعبی نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ میرے بار کو اوستنے نجات دی دوسری حکایت شاگرد فضیل بن عیاض کی ہے کہ سکرات موت کے وقت فضیل اوستنے پاس لئے اور اوستنے سر ہلانے بیٹھ کر سورۃ السین پڑھی شروع کی شاگرد نے کہا کہ ایسا سویت مت پڑھو فضیل نے چپ ہو کر پھر تنقید کلمہ شہادت کی شروع فرمائی کہ کہ میں کہہ نہیں کہوں گا اس سے میں بیزار ہوں اسی حالت میں مگر کیا فضیل اپنے کھوکھلے گالے اور چالیس دینار روایا کیے پھر اوستنے جواب میں دیکھا کہ دوزخ میں لیے جاتے ہیں فضیل نے پوچھا کہ کس سبب خداے تعالیٰ نے اپنی معرفت تجھ سے سلب کر لی تو تو میرے بڑے شاگردوں میں سے تھا جواب آیا کہ میں جیروں کے سبب سے خداے تعالیٰ نے مجھ کو ماخوذ کیا اولاً جلی کھانا یعنی جوابات آپؐ مجھ سے کہا کرتے تھے اوستنے خلافت میں

[illegible][illegible]

اے ہمارے رب! ہمیں اس کی سزا سے محفوظ رکھ۔ آمین۔   
 اے ہمارے رب! ہمیں اس کی سزا سے محفوظ رکھ۔ آمین۔   
 اے ہمارے رب! ہمیں اس کی سزا سے محفوظ رکھ۔ آمین۔

اپنے دوستوں سے کہا کرتا تھا دوسرے حسد یعنی ہمیشہ اپنے جہنم سے حسد کیا کرتا تھا تشرے یہ کہ مجھ کو ایک طاری  
 تھی طبیعت ہو سکے غلام میں کہا تھا کہ اگر ایک پیادہ شربطی سال جہنم میں پیا کرے گا تو تیرا مرض جلنا رہے گا میں نے  
 کہنے کے موافق شراب پیا کرتا تھا بعد اسکے دو اور آدمیوں کے حال میں داخل کر وایت کہ عبد اللہ ابن مبارک  
 حکایت کرتے ہیں کہ ایک مرد مسکرات کے وقت آسمان کی طوفان دیکھ کر ہنسنا اور کہا لعنہ اللہ علیہم اجمعین  
 اَلْعَمَلُؤْنَ یعنی انھیں جیسی چیزوں کے لیے عمل کرنے والے چاہتے تھے کہ عمل کریں تو میرے مالک یا مرنے  
 بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ میں نے بڑے وقت اپنے ہمسایہ کے پاس گیا اور سنے مجھ سے کہا کہ اگر  
 مالک پہاڑی کے اپنے سامنے دیکھتا ہوں بڑو مجھے وہ پہاڑی کو کہتے ہیں میں نے اس کے گھر والوں سے  
 پوچھا کہ اسکا کیا حال تھا انھوں نے جواب دیا کہ یہ وہی ہے جو رکھتا تھا ایک سے لیا کرتا تھا اور دوسرے سے  
 بیچا کرتا تھا میں نے دونوں مسکرا کر توڑ ڈالے اور اس آدمی سے پوچھا کہ اب کیا حال ہے جواب دیا کہ یادہ  
 ہی ہوتا جاتا ہے اور گور کا حال مرنے کے بعد یاد کر و آئیں دو شخصوں کا حال ہے ایک یہ کہ ایک رگ نے  
 کہا کہ مرنے کے چھ مہینے میں نے سفیان ثوری نے لو خواب میں دیکھا اور پوچھا یا ابا عبد اللہ کیا حال ہے  
 تو انھوں نے منہ پھیر کر کہا کہ یہ وقت کنیت سے پکارنے کا نہیں ہے میں نے کہا کہ ای سفیان کیا حال ہے  
 جواب دیا کہ اپنے پروردگار کو میں نے دیکھا کہ فرماتا ہے ای ابا سعید تجھ کو میری رضا مندی مبارک ہو تو اندھیری  
 راتوں میں انھوں سے رہتا ہوا اشتیاق تمام قیام کرتا تھا اب اس وقت تجھ کو اختیار ہے جو سنا محل چاہے پسند کر لی  
 اور میری زیارت کیا کریں تجھ سے دور نہیں ہوں اشعر سر مٹو تو قبل موت این بود کہ زمین غنیمت ہارے  
 دوسرے یہ کہ ایک بزرگ نے کہا کہ میں نے ایک آدمی کو خواب میں دیکھا کہ ننگ اور چہرہ بدل گیا ہے اور دونوں  
 ہاتھ گردن پر بندھے ہوئے ہیں میں نے کہا کہ خداے تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا جواب دیا  
 کہ جس نے میں ہم کھلا کرتے تھے وہ زمانہ گزر گیا اب وہ زمانہ ہے کہ ہمارے ساتھ کھیل کرتے ہیں اور وہ آگے  
 حال بھی قابل یاد ہے ایک یہ کہ ایک بزرگ نے بیان کیا کہ میرے ایک لڑکا تھا وہ شہید ہو گیا عمر ابن عبد العزیز  
 کی وفات کی رات میں اوسکو میں نے خواب میں دیکھا میں نے کہا کہ بیٹا تم تو مر گئے تھے جواب دیا کہ میں تو شہید  
 ہوا تھا اور خداے تعالیٰ کے پاس زندہ ہوں وہیں رزق ملتا ہے پھر میں نے کہا کہ کیا سبب ہے کہ اتنی مدت  
 میں نے تجھ کو نہیں دیکھا جواب دیا کہ آج کی رات اہل آسمان کو ندا ہوئی کہ ای انبیا اور اولیا اور صدیقین اور شہدا  
 عمر ابن العزیز کے جنازے پر حاضر ہو اس لیے آج میں آیا اور جنازے کی نماز ادا کر کے چاہا کہ تم کو بھی سلام کرتا  
 جاؤں دوسرے یہ کہ ہشام ابن حسان نے کہا کہ میرے ایک لڑکا تھا جو ان مر گیا اوسکو خواب میں دیکھا کہ بوڑھا  
 ہو گیا ہے میں نے کہا کہ ای بیٹا بڑھاپے کا کیا سبب ہے جواب دیا کہ جب فلاں شخص مجھ سے پاس پہنچا تو رخ نے اوسکا آنسو

اے ہمارے رب! ہمیں اس کی سزا سے محفوظ رکھ۔ آمین۔   
 اے ہمارے رب! ہمیں اس کی سزا سے محفوظ رکھ۔ آمین۔   
 اے ہمارے رب! ہمیں اس کی سزا سے محفوظ رکھ۔ آمین۔

چ





بہشت کی نعمت کا وہاں ہر ایک کو نصیب ہے۔ اور عذاب کی سزا صرف ان کے لئے ہے جو اللہ تعالیٰ سے بدگامی رکھتے ہیں۔

نہتوں کی طرح پھونکنے لگیں کہ خداے تعالیٰ ہر کو اس سخت عذابِ رنجواری سے پناہ دے یہ بڑی مصیبت ہے۔  
 یہی ابن معاویہ ماری۔ م نے فرمایا ہر کہ میں نہیں جانتا کہ کنسی مصیبت ان دنوں میں سے سخت ہے یعنی  
 بہشت کی نعمت کا جانا نہ بنایا دوزخ میں جانا لیکن بہر حال نعمت کا ضائع ہو جانا دوزخ کے عذاب سے  
 بہت آسان ہے اس واسطے کہ اگر عذابِ دوزخ کا کبھی جدا ہونے والا ہوتا تو شاید آسان ہوتا دشواری وہیں  
 یہی ہے کہ اس میں ہمیشہ رہنا ہو گا پس کو نسا دل اوپر تحمل کر سکے گا اور کو نسا نفس پر صبر کر سکے گا  
 شعر صبر آتش ہے ہر بہشت دشوار ہے۔ وقنار تبنا عذاب النار۔ اسی سبب حضرت عیسیٰ فرمایا ہر کہ آگ میں  
 ہمیشہ رہنا خوف کرنے والوں کے دلوں کے ٹکر دے لڑا ہے حسن م کے سامنے ذکر ہوا کہ سب سے نیچے دوزخ میں  
 ہننا کو نکالیں گے اور یہ وہ شخص ہو گا کہ اسکو ہزار برس تک عذاب ہو گا تب فریاد کرے گا اور کہے گا یا احسان  
 یا مٹان اور پھر آگ سے نجات پاوے گا حسن رونے اور کہا کہ کاشکے ہننا دین ہی ہوتا اور کی اس بات سے  
 تعجب معلوم ہوا انھوں نے کہا یہ تعجب کی بات نہیں ہے آخر اسکو کسی وقت نکال تو لیں گے ہرگز ہیشگی کا ہر  
 میں کہتا ہوں کہ ان صبا مور کا مدار ایک اصل پر جو ع کرتا ہے یعنی چھین جانا معرفت کا اور یہ ایسا امر ہے کہ سبکی لکھو  
 توڑتا ہے اور منہ کو زور کرتا ہے اور دلوں کو کاٹتا ہے اور جگر کو ٹکوتا ہے اور آنکھوں کو روتا ہے اور نہایت خوف ڈرنے والو کا  
 یہی ہے خائفین میں سے ایک شخص نے کہا ہر کہ غم میں ہیں ایک غم عبادت کا کہ قبول کرے یا نہ کرے دوسرے  
 غم گناہ کا کہ بخشے یا نہ بخشے تیسرے غم معرفت سے لےنے کا کہ ایسا نہ ہو کہ اپنی معرفت چھین لے اور نکلے کہ کہتے ہیں  
 کہ غم ایک سے زیادہ نہیں ہے اور وہ معرفت کے سلب کرنے کا غم ہے اس غم کے سوا اور غم آسان ہیں کیونکہ وہ جملہ  
 جاتے رہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ یوسف ہباطم نے کہا کہ میں ایک ات سفیان ثوری ہم کے پاس تھا  
 میں نے دیکھا کہ سفیان تمام رات روئے میں نے کہا کہ کیوں روتے ہو شاید تم گناہوں کے سبب روتے ہو  
 پس انھوں نے زمین سے گھاس کا تھکا اٹھایا اور کہا کہ خدا کے نزدیک گناہوں کا بھٹنا اس سے بھی زیادہ  
 آسان ہے مگر مجھ کو سلب معرفت کا ڈر ہے تقریر گذشتہ سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ خوفِ رجا و دنوں کو ملا کر اختیار کرنا  
 بہتر ہے اس واسطے کہ جیسے رجا غالب ہو وہ مرجیون میں شامل ہے اور جیسے خوف غالب ہو وہ خابجیون میں  
 شمار ہو گا مگر میان یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ان دونوں میں سے کسی حال میں کوئی بہتر ہے یا نہیں پس جبکہ  
 بندہ قوی اور صحیح ہو تب تو خوف بہتر ہے اور جب بیمار اور ضعیف ہو خاص کر نزع کے وقت میں رجا بہتر ہے  
 اسی طرح سے میں نے عالموں سے سنا ہے اور یہ ہے سبب سے ہر کہ خداے تعالیٰ نے فرمایا کہ شکستہ دلوں کے  
 پاس ہو تو خوف سے شکستہ دل میں شعر الا خوشباش کلان محبوب جائزہ بدر و نشان ہو سکینان مری بہشت  
 تو چونکہ موت اور سکران کی وقت میں گناہوں سے جو حالت صحت میں صادر ہوئے ہیں ان شکستہ ہوتا ہے

بہشت کی نعمت کا وہاں ہر ایک کو نصیب ہے۔ اور عذاب کی سزا صرف ان کے لئے ہے جو اللہ تعالیٰ سے بدگامی رکھتے ہیں۔

بہشت کی نعمت کا وہاں ہر ایک کو نصیب ہے۔ اور عذاب کی سزا صرف ان کے لئے ہے جو اللہ تعالیٰ سے بدگامی رکھتے ہیں۔



کہ خوف ہی لگاؤ ہے اس سے  
رات دن خدمت بجا لارہے  
وہ سکا قلعہ کا قاری کس کا  
اور بھگوان پر زیدہ اور قبول  
بدون سے کتابا سے لگاؤ  
میں شروع کتاب میں مل  
میں بیان توں کہیں لگاؤ  
میں کیا کہی دیکھا دینی  
کئی عبادت لکھا دینی  
سوائے خدا کی کسی میں  
کی دینی کہی لکھی کی  
اور یہ ایک شجرہ شریعت  
میں شریعت میں تابت  
کیا شریعت ہی اور دیکھا  
میں اس کی دینی خاص

میں شریعت میں تابت  
کیا شریعت ہی اور دیکھا  
میں اس کی دینی خاص  
میں شریعت میں تابت  
کیا شریعت ہی اور دیکھا  
میں اس کی دینی خاص  
میں شریعت میں تابت  
کیا شریعت ہی اور دیکھا  
میں اس کی دینی خاص  
میں شریعت میں تابت  
کیا شریعت ہی اور دیکھا  
میں اس کی دینی خاص

سچ ہمارے  
میں شریعت میں تابت  
کیا شریعت ہی اور دیکھا  
میں اس کی دینی خاص  
میں شریعت میں تابت  
کیا شریعت ہی اور دیکھا  
میں اس کی دینی خاص  
میں شریعت میں تابت  
کیا شریعت ہی اور دیکھا  
میں اس کی دینی خاص

ماوی کہتے ہیں کہ اسکی سببات نے مجھ کو دلایا پس خلاصہ اس بیان کا یہ ہے کہ اس امت مرحومہ میں سے جب کسی نے  
نے فرائض و رحمت خدا سے تعالے کو یاد کیا اور اس کے نہایت فضل اور کمال کو دھیان کیا اور شروع و آخر میں محمد کا  
یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم دیکھا اور بہت سی نعمتوں کو جو نے سفارش ملی ہیں دھیان کیا اور دوسری طرف  
سے اسکی کمال بزرگی اور بڑائی اور ہیبت کو معلوم کیا اور اس کے غصے کو جسکے تحمل کی نہیں آسمان کو طاقت  
نہیں دیکھا بعد اس کے اپنی سخت اور کثرت گناہوں کو خیال کیا پھر غلوں میں وہاں کا معاملہ سخت نظر پڑا تو یہ  
سب باتیں اسکو خوف رجا کی طرف لا دین گی اور دونوں طرف سے بچا ہوا بیچ کے راستے پر چلنے لگے گا  
یعنی ایک معجون مرکب اس بنیاس سے نہایت خوشگوار کھائے گا اور رجا کی صرف کی مٹری اور خوف محض کی گنج  
بالکل چھٹی پاڑی گا اور مقصود تک پہنچے گا اور دونوں مضمون سے نجات پا کر نہ کسی فتور اور فحلت کے رت دن خدا  
اور اگر تیرا ہوا چلا جائے گا اور صفا اور عابدوں میں رہے گا اور خطر کی گھاٹی کو پیچھے چھوڑے گا اور لا حول و لا قوۃ الا باللہ علیہ السلام

## فصل چھٹی گھائی قنوج کی

پھر سالک کو لازم ہے کہ اپنے عمل کو اس چیز سے بچا دے جو عمل میں فساد کرتی ہو اور اسکو باطل کہتی ہو اور ہم  
کہتے چلے ہیں کہ وہ چیزیں ہیں کہ ایک یا دوسری مجھے جاننا چاہیے کہ ریاست پر ہیز کرنا دوسری چیزوں کے  
بدون سے یہ چیزیں ہیں کہ اگر عبادت میں ریاست کے قبول ہو اور ثواب بھی بہت حاصل ہو اور  
نارسیہ و فوسارت بول نہو کی اور ثواب بالکل حاصل نہو گا یا کم حاصل ہو گا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
سے روایت ہے کہ میں نے اپنے خدا تعالیٰ سے فرمایا کہ سب شہر و اون سے زیادہ ظہر و اشترک سے میں ہوں یعنی جو کھانا  
عمل کرے اور میرے سوا دوسرے کو شریک کرے تو میں اس کے عمل کو قبول نہ کروں گا البتہ اگر خالص میرے واسطے  
ہو تو قبول کروں گا اور کہتے ہیں کہ ریاست قیامت کے دن جب عمل کے ثواب کی درخواست کرے گا تو خدا  
تعالیٰ کہے گا کیا مجھ کو نہیں تجھ کو بلند جگہ نہیں بٹھلایا تھا کیا دنیا میں تجھ کو سوار نہیں ملی تھی کیا تیرے  
ساتھ لوگوں نے چیزوں کو ازان نہیں بچا تھا جواب ثواب کی طلب کرتا ہو یعنی جو نیت تیری عمل سے تھی  
وہ دنیا میں تجھ کو بے چارے ہیں دوسرا سبب ریاست سے بچنے کا یہ ہے کہ ریاست سخت ڈرہو اور بڑا نقصان ہو یعنی  
اوس میں دو محبتیں ہیں اور دو مصیبتیں ایک فضیحت پوشیدہ ہے یعنی فرشتوں کے سامنے چنانچہ بیان کرتے ہیں کہ  
جسوقت فرشتے بندے کے عمل کو خوش ہوتے اور پر لجاتے ہیں تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ لے جاؤ اور  
دوزخ میں ڈالو کیونکہ ارادہ بندے کا اس عمل سے نہیں تھا پس فضیحت ہو گا دوسری فضیحت ظلمانیہ ہے  
اور وہ قیامت کے دن سب خلقت کے سامنے ہوگی جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان تو ہیں

میں شریعت میں تابت  
کیا شریعت ہی اور دیکھا  
میں اس کی دینی خاص  
میں شریعت میں تابت  
کیا شریعت ہی اور دیکھا  
میں اس کی دینی خاص







دو نون قسم کا اخلاص ہو اور یہ عبادت اصلی ظاہری میں ہی اور ایک قسم یہ کہ اوہ میں دو نون اخلاص نہیں وہ اصلی انحال ہائے میں اور ایک قسم یہ ہی کہ اوہ میں اخلاص طلب جہا ہونہ اخلاص عمل کا اور یہ وہ عبادات ہیں جو ضرورت سے زیادہ ثواب کے لیے اختیار کر لیتے ہیں اور ہمارے مرشد ہر نے فرمایا ہے کہ جو عبادات اصلی میں ہی غیر گنہگار ہو سکتا ہو تو وہ میں اخلاص عمل ہوتا ہی قیل پر اکثر باطن کی عبادتوں میں اخلاص واقع ہوگا اور اخلاص طلب جہا میں مثال گزرتی ہے فرمایا ہے کہ باطن کی عبادتوں میں اخلاص طلب جہا نہیں ہو سکتا اسوا علی خدا کو تھا کہ اسوا کوئی خبر نہیں ہیں میں یہ نہیں ہو سکتی اصلی اخلاص طلب جہا احتیاج نہ ہوگی اور نیز ہمارے مرشد کا یہ قول ہے کہ جو عبادت عبادت باطن کے لیے میں خدای تعالیٰ سے دنیا کا فسخ چاہو وہ بھی مایہ میں مثال ہی تو اس قیل کہ جو جہا باطن کی عبادتوں میں دو نون اخلاص ہو سکتے ہیں اور اسی طرح تو اقل میں شروع کے وقت دو نون اخلاص ضروری ہیں لیکن عبادات میں اخلاص طلب جہا ہوتا ہی نہ اخلاص عمل کا اسوا سکلے کہ اوہ میں جہا عبادت عبادت کی نہیں ہے کہ بالذات قربت ہوں بلکہ قربت کے لیے آلا اور سامان ہیں یہ مواضع اخلاص کے تھے اور کچھ وقت سننا چاہیے کہ عمل کہ وقت اخلاص وغیرہ واقع ہوتے ہیں جاننا چاہیے کہ اخلاص عمل افعال کے ساتھ ہی ہوتا ہے تو یہ بھی نہیں ہوتا لیکن اخلاص طلب جہا کہیں آخر میں ہوتا ہی اور بعض علماء کے نزدیک اسباب میں اعتبار کام سے فارغ ہونے کے وقت کا ہی پس جب فارغ ہوا اخلاص پیار پیار تو کام تمام ہو گیا اب اور تدارک نگاہ میں ہی اور عبادت میں کرا میہ کہتے ہیں کہ یہاں سے جو غرض عامل کی ہی جہا اسکو حاصل نہ ہو تب تک اس عمل میں اخلاص کا اسکان ہی اور جب وہ مطلوب لمجاوے گا تو پھر اخلاص نہیں ہو سکی گی اور بعض علماء کا قول ہے کہ مرنے تک فرضوں میں اخلاص ممکن ہی تو اقل میں ممکن نہیں اور فرق یہ بیان کیا ہے کہ فرضوں کو بندے نے خدا کے حکم سے ادا کیا ہی تو اس میں امیہ فضل ہو سکتی ہی اور نقلیں تو اپنے مطلب کے واسطے کی ہیں اس میں لینے کے دینے پڑیں گے یعنی اس سے یہ باز پرس ہوگی کہ ناحق اپنے نفس پر کیوں جبر کیا میں کہتا ہوں کہ ان مسائل میں یہ فائدہ ہے کہ جو کوئی کسی عمل میں یا کرے یا اخلاص کو ترک کرے تو اسکا تدارک کسی جہا سے جو کہ بیان کی گئی ممکن ہو جاوے اور لوگوں کا مذہب ذکر کرنے سے ان قیق باتوں میں ہماری بزم ہی تھی کہ بتدی عبادت کا راستہ آسان ہو جاوے کیونکہ اگر ایک قول میں اپنے مرض کی دوا پیاوے تو دوسرے قول میں فریاد کرے پس اسکو خوب سمجھ لینا چاہیے اب ہمیں اختلاف ہے کہ ہر ایک عمل کے لیے علاحدہ اخلاص ضروری ہی نہیں بعضوں نے کہا کہ سب عبادتوں میں جدا اخلاص کا ہونا واجب ہی اور بعضوں کے نزدیک چند اعمال کے لیے ایک ہی اخلاص ہی پس جو عمل کہ ذوا رکاز ہر مثل وضو اور نماز کے اوہ میں ایک اخلاص کافی ہو سوسلے کہ اگر وہ محلا اور فساد چوکے بعض کا بعض کے ساتھ متعلق ہو گا وہ سب ملکر ایک عمل ہوتے ہیں باقی رہی عبادت کا اگر

میں یہ بھی ہے کہ جو عبادت اصلی میں ہی ہو تو وہ میں اخلاص طلب جہا نہیں ہو سکتا اسوا علی خدا کو تھا کہ اسوا کوئی خبر نہیں ہیں میں یہ نہیں ہو سکتی اصلی اخلاص طلب جہا احتیاج نہ ہوگی اور نیز ہمارے مرشد کا یہ قول ہے کہ جو عبادت عبادت باطن کے لیے میں خدای تعالیٰ سے دنیا کا فسخ چاہو وہ بھی مایہ میں مثال ہی تو اس قیل کہ جو جہا باطن کی عبادتوں میں دو نون اخلاص ہو سکتے ہیں اور اسی طرح تو اقل میں شروع کے وقت دو نون اخلاص ضروری ہیں لیکن عبادات میں اخلاص طلب جہا ہوتا ہی نہ اخلاص عمل کا اسوا سکلے کہ اوہ میں جہا عبادت عبادت کی نہیں ہے کہ بالذات قربت ہوں بلکہ قربت کے لیے آلا اور سامان ہیں یہ مواضع اخلاص کے تھے اور کچھ وقت سننا چاہیے کہ عمل کہ وقت اخلاص وغیرہ واقع ہوتے ہیں جاننا چاہیے کہ اخلاص عمل افعال کے ساتھ ہی ہوتا ہے تو یہ بھی نہیں ہوتا لیکن اخلاص طلب جہا کہیں آخر میں ہوتا ہی اور بعض علماء کے نزدیک اسباب میں اعتبار کام سے فارغ ہونے کے وقت کا ہی پس جب فارغ ہوا اخلاص پیار پیار تو کام تمام ہو گیا اب اور تدارک نگاہ میں ہی اور عبادت میں کرا میہ کہتے ہیں کہ یہاں سے جو غرض عامل کی ہی جہا اسکو حاصل نہ ہو تب تک اس عمل میں اخلاص کا اسکان ہی اور جب وہ مطلوب لمجاوے گا تو پھر اخلاص نہیں ہو سکی گی اور بعض علماء کا قول ہے کہ مرنے تک فرضوں میں اخلاص ممکن ہی تو اقل میں ممکن نہیں اور فرق یہ بیان کیا ہے کہ فرضوں کو بندے نے خدا کے حکم سے ادا کیا ہی تو اس میں امیہ فضل ہو سکتی ہی اور نقلیں تو اپنے مطلب کے واسطے کی ہیں اس میں لینے کے دینے پڑیں گے یعنی اس سے یہ باز پرس ہوگی کہ ناحق اپنے نفس پر کیوں جبر کیا میں کہتا ہوں کہ ان مسائل میں یہ فائدہ ہے کہ جو کوئی کسی عمل میں یا کرے یا اخلاص کو ترک کرے تو اسکا تدارک کسی جہا سے جو کہ بیان کی گئی ممکن ہو جاوے اور لوگوں کا مذہب ذکر کرنے سے ان قیق باتوں میں ہماری بزم ہی تھی کہ بتدی عبادت کا راستہ آسان ہو جاوے کیونکہ اگر ایک قول میں اپنے مرض کی دوا پیاوے تو دوسرے قول میں فریاد کرے پس اسکو خوب سمجھ لینا چاہیے اب ہمیں اختلاف ہے کہ ہر ایک عمل کے لیے علاحدہ اخلاص ضروری ہی نہیں بعضوں نے کہا کہ سب عبادتوں میں جدا اخلاص کا ہونا واجب ہی اور بعضوں کے نزدیک چند اعمال کے لیے ایک ہی اخلاص ہی پس جو عمل کہ ذوا رکاز ہر مثل وضو اور نماز کے اوہ میں ایک اخلاص کافی ہو سوسلے کہ اگر وہ محلا اور فساد چوکے بعض کا بعض کے ساتھ متعلق ہو گا وہ سب ملکر ایک عمل ہوتے ہیں باقی رہی عبادت کا اگر

میں یہ بھی ہے کہ جو عبادت اصلی میں ہی ہو تو وہ میں اخلاص طلب جہا نہیں ہو سکتا اسوا علی خدا کو تھا کہ اسوا کوئی خبر نہیں ہیں میں یہ نہیں ہو سکتی اصلی اخلاص طلب جہا احتیاج نہ ہوگی اور نیز ہمارے مرشد کا یہ قول ہے کہ جو عبادت عبادت باطن کے لیے میں خدای تعالیٰ سے دنیا کا فسخ چاہو وہ بھی مایہ میں مثال ہی تو اس قیل کہ جو جہا باطن کی عبادتوں میں دو نون اخلاص ہو سکتے ہیں اور اسی طرح تو اقل میں شروع کے وقت دو نون اخلاص ضروری ہیں لیکن عبادات میں اخلاص طلب جہا ہوتا ہی نہ اخلاص عمل کا اسوا سکلے کہ اوہ میں جہا عبادت عبادت کی نہیں ہے کہ بالذات قربت ہوں بلکہ قربت کے لیے آلا اور سامان ہیں یہ مواضع اخلاص کے تھے اور کچھ وقت سننا چاہیے کہ عمل کہ وقت اخلاص وغیرہ واقع ہوتے ہیں جاننا چاہیے کہ اخلاص عمل افعال کے ساتھ ہی ہوتا ہے تو یہ بھی نہیں ہوتا لیکن اخلاص طلب جہا کہیں آخر میں ہوتا ہی اور بعض علماء کے نزدیک اسباب میں اعتبار کام سے فارغ ہونے کے وقت کا ہی پس جب فارغ ہوا اخلاص پیار پیار تو کام تمام ہو گیا اب اور تدارک نگاہ میں ہی اور عبادت میں کرا میہ کہتے ہیں کہ یہاں سے جو غرض عامل کی ہی جہا اسکو حاصل نہ ہو تب تک اس عمل میں اخلاص کا اسکان ہی اور جب وہ مطلوب لمجاوے گا تو پھر اخلاص نہیں ہو سکی گی اور بعض علماء کا قول ہے کہ مرنے تک فرضوں میں اخلاص ممکن ہی تو اقل میں ممکن نہیں اور فرق یہ بیان کیا ہے کہ فرضوں کو بندے نے خدا کے حکم سے ادا کیا ہی تو اس میں امیہ فضل ہو سکتی ہی اور نقلیں تو اپنے مطلب کے واسطے کی ہیں اس میں لینے کے دینے پڑیں گے یعنی اس سے یہ باز پرس ہوگی کہ ناحق اپنے نفس پر کیوں جبر کیا میں کہتا ہوں کہ ان مسائل میں یہ فائدہ ہے کہ جو کوئی کسی عمل میں یا کرے یا اخلاص کو ترک کرے تو اسکا تدارک کسی جہا سے جو کہ بیان کی گئی ممکن ہو جاوے اور لوگوں کا مذہب ذکر کرنے سے ان قیق باتوں میں ہماری بزم ہی تھی کہ بتدی عبادت کا راستہ آسان ہو جاوے کیونکہ اگر ایک قول میں اپنے مرض کی دوا پیاوے تو دوسرے قول میں فریاد کرے پس اسکو خوب سمجھ لینا چاہیے اب ہمیں اختلاف ہے کہ ہر ایک عمل کے لیے علاحدہ اخلاص ضروری ہی نہیں بعضوں نے کہا کہ سب عبادتوں میں جدا اخلاص کا ہونا واجب ہی اور بعضوں کے نزدیک چند اعمال کے لیے ایک ہی اخلاص ہی پس جو عمل کہ ذوا رکاز ہر مثل وضو اور نماز کے اوہ میں ایک اخلاص کافی ہو سوسلے کہ اگر وہ محلا اور فساد چوکے بعض کا بعض کے ساتھ متعلق ہو گا وہ سب ملکر ایک عمل ہوتے ہیں باقی رہی عبادت کا اگر

[illegible]

91

کونسی اس طرح عمل کرے کہ اس کی غرض تعریف اور نفع لوگوں سے نہ ہو بلکہ دنیاوی غرض خدا سے تقاضے پہنچی ہو تو وہ بھی  
ریا میں شامل ہی رہا نہیں جانا چاہیے کہ یہ بھی ریا محض ہے کیونکہ ریا میں مراد کا اعتبار نہ اسکا کہ جس سے مراد طلب  
کرنا ہو پس جبکہ کسی کی مراد عمل خیر سے دنیا کا نفع ہو وہ بھی ریا ہی ہے خواہ خدا سے تقاضے سے طلب کرے یا آدمیوں سے  
جیسا خدا سے تقاضے اپنی کتاب میں فرمایا ہے مَنْ كَانَ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ كَانَ يَتُوبُ إِلَى النَّاسِ فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى النَّاسِ  
مَنْ فِيهِ مَيْمَنَةٌ يَعْنِي جِسْمِي غرض دنیا کی کھیتی ہو دیوبند گئے ہم اور سکوا وہیں سے اور نہوگا اسکے واسطے آخرت میں حصہ  
پس لفظ ریا میں اعتبار ریت بہ لحاظ اشتقاق کے نہ سمجھنا چاہیے اور اس مادہ فاسد کا نام جو ریا رکھا ہے اس میں  
ہے کہ اکثر لوگوں کی طرف سے اور اونکے دکھلاوے سے ہوتا ہے اسکو خوب سمجھ لینا چاہیے بھر کر کوئی عبادت کے  
ذریعہ سے خدا سے تقاضے سے دنیا چاہتا ہے اس لیے کہ لوگوں کا محتاج نہو اور اسکو عبادت پر تقویت ہو تو اسکا  
یہ حال ہے کہ لوگوں کی طرف اعتیاج نہ ہونا مانع جاہ کی کثرت سے حاصل ہونا ممکن نہیں بلکہ یہ بات قناعت سے  
اور خدا سے تقاضے پر اعتماد کرنے سے ہوتی ہے لیکن یہ طلب اگر تقویت عبادت کے لیے ہو تو البتہ ریا نہیں ہے  
اور اسی طرح جو کام آخرت سے علاقہ رکھے اسکا طلب کرنا عمل خیر سے ریا میں شامل نہیں مثلاً مراد کسی شخص کی یہ ہو  
کہ لوگ میری تعظیم کریں اور دوست رکھیں اور غرض اس سے مذہب حق کا مدد کرنا اور علم کا پھیلانا اور لوگوں کو  
عبادت پر آمادہ کرنا ہو تو یہ ریا میں شمار نہوگا البتہ اگر غرض صرف نفس کی بزرگی اور دنیا ہی ہوگی تو بیشک  
ریا میں شمار ہوگا میں نے اپنے بعض بزرگوں سے پوچھا کہ اولیائے متکلی کے دنوں میں سورہ واقعہ پڑھی ہے  
اور غرض انکی ادا سکے پڑھنے سے یہ تھی کہ خدا سے تقاضے سختی اون سے دور کرے اور دنیا کو فرائض کو کس طرح جانو  
ہو کہ متاع دنیا کی غل خیر کے وسیلے سے طلب کرے انھوں نے جواب دیا کہ انکی مراد یہ تھی کہ خدا سے تقاضے  
اوکو قناعت دیوے یا قوت جسکے سبب سے عبادت کر سکیں یا علم پر مہم سکیں اور یہ مجملہ ارادہ خیر سے ہے نہ دنیا کے  
املاؤں میں سے اور جانتا چاہیے کہ اس سورت کا پڑھنا ذوق کی سختی کے لیے پہلے لوگوں کی عادت میں  
سے ہے اور اس باب میں حدیثیں اور آثار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رند سے وابہ ہیں یہاں تک  
بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ لوگوں نے غصہ کیا کہ اولاد کے واسطے تم نے کچھ چھوڑا تو انھوں نے  
جواب دیا کہ سورہ واقعہ انکے واسطے چھوڑ چلا ہوں اور علماء اور شائخ سلف نے جو اس سورت کو پڑھا ہے اسکی وجہ  
یہی ہے کہ وہ خدا کے فضل سے دنیا کی تنگی اور سختیوں پر اکتو توجہ نہیں بلکہ یہ وہ لوگ ہیں کہ دنیا کی سختیوں اور تنگیوں کو  
غنیمت سمجھتے ہیں اور خدا سے تقاضے کا احسان جانتے ہیں اور اگر دنیا اونپر شادہ کر دی جائے تو خوف کریں  
اور ناخوش ہوں اور خدا سے تقاضے کی طرف سے ایک مہم خلاف عادت اور مصیبت جانیں اور انکا قول یہ ہے  
کہ بھوک ہماری پونجی ہے اور تصوف والوں کے مذہب کی اصل اسی پر ہے اور میرا اور میرے بزرگوں کا مذہب بھی

۱۰۰ مال خود را بکشت  
 ۱۰۱ بکشت  
 ۱۰۲ بکشت  
 ۱۰۳ بکشت  
 ۱۰۴ بکشت  
 ۱۰۵ بکشت  
 ۱۰۶ بکشت  
 ۱۰۷ بکشت  
 ۱۰۸ بکشت  
 ۱۰۹ بکشت  
 ۱۱۰ بکشت



یہی ہو لیکن بعض متاخرین نے جو اس باب میں کی ہو اسکا کچھ اعتبار نہیں اور میں نے جو یہ بات اس مقام پر ذکر کی ہو اسکا سبب یہ ہے کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی مخالف اس کے مطالب سے بیخبر ہو کر اور نہ جانے بوجھے اور غلطی کی ہو یا کوئی مبتدی سادہ لوح کہ علم سے اسکو بہرہ نہ ہو اور غلطی سے کہنے لگے کہ یہ بات ہوالوں و راہل تجرد اور ابابصیر بر صفت کے قابل نہیں معلوم کرنا چاہیے کہ یہ بات سنت کی ہوئی ہو اور اس سے غرض قناعت کا حاصل ہونا اور عبادت پر تقویت دینا ہو اور نفس غصوت یا تنگی یا غمی کا تحمل خواہ بھوک یا اکثر یہ ہو کہ اس کو ذکر و تہجد قناعت میں پیدا ہو جاتی ہو اور جو کہ دور ہو جاتی ہو اور دلوں کو کھانسی کی طرف تسلی ہو جاتی ہو جسے امتحان کیا گیا ہو اسکو کمال اور معلوم ہو و سر قاصد عجیب ہے دو بہیون کی جست سے عجیب سے پھرنا ضروری ہو یہاں یہ کہ عجیب نہ والا توفیق سے محروم رہتا ہی اسو اسطے عجیب والا مخدول ہوتا ہی جو ضد ہی توفیق یافتہ کی اور جب بندے سے توفیق منقطع ہوتی تو جلد ہلاک ہو جاوے گا اسی سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں چیرین ہلاک کرنے والی ہین ایک نخل کی پیروی دوسرے ہواے نفس کا اتباع یہ ستر کا ہے نفس پر آدمی کا عجیب کنا دوسرا سبب یہ ہے کہ عجیب علی صالح کا مفید ہو اسی وجہ سے حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ ای جماعت جو اریان بہت چراغوں کو ہوانے گل کر دیا ہے اور بہت عابدوں کو عجیبے فاسد کر دیا ہے اور چونکہ غرض ان رفع ہی عبادت ہو اور یہ خصلت بندے کو اول عبادت سے محروم کرتی ہو اور اگر تمہو نے ہی عبادت کی تہی کو ٹکنا یا ضائع کر دیتی ہو پس اسی خصلت سے پرہیز کرنا ضروری ہو اور اس توفیق دینے والا ہے اب حقیقت عجیب کی اور اس کے معنی اور اسکی تاثیر اور حکم کو معلوم کرنا چاہیے عجیب کی تہمت اتنی ہے کہ اپنے عمل صالح کو بڑا جانے اور تفصیل اسکی یہ ہے کہ بندہ عمل صالح سے مشرف ہونے کو خدا کے سوا کسی اور سے دیکھیاں کرے خواہ لوگوں سے یا نفس سے یا کسی دوسری چیز سے اس بنا پر بعض اوقات عجیب مشابہ ہو گا یعنی جسکو لوگوں یا نفس اور غیر چیز سے تینوں سے خیال کرے اور شہنی ہو گا اگر ان میں سے دوسے خیال کرے اور موجد ہو گا اگر صرف ایک چیز سے جائے اور عجیب کی ضد احسان کا یاد کرنا یہ ہے کہ عمل صالح کو خدا سے تقاے کی توفیق سے سمجھے کہ اسکو بزرگی دی اور ثواب اور اجر عنایت فرمایا اور قد راو اسکی بڑی سحر کی اور یہ احسان کا یاد کرنا جب عجیب کے لوازم موجود ہوں یا خطرات در پیش ہوں فرض ہو اور باقی سبب قوتوں میں نفل ہو اور عجیب کی تاثیر عمل صالح میں یہ ہوتی ہے کہ بعض علماء نے کہا ہے کہ جو کوئی عجیب کرے اس کے عمل جاتے رہتے ہین نہ اگر مرنے سے پہلے نو بکر کو تو عمل اسکے سلامت رہتے ہین محمد صابر نے جو مثل غر اسید میں سے ہر ہی کو اختیار کیا ہو اور عمل کا ضائع ہونا اس کے نزدیک یہ ہے کہ بالکل اسکا ثواب نہ ملے اور اگر لوگ کہتے ہین کہ ضائع ہونے سے یہ غرض ہو کہ نعمات اب کے جاتے رہتے ہین کل نہیں جاتا یہاں شبہ ہوتا ہے کہ بندہ عارف پر یہ بات کس طرح پوشیدہ رہتی ہے کہ عمل صالح کی توفیق کو خدا سے تقاے کی طرف سے نہیں جانتا تو اسکے جواب میں ایک ایک نکتہ لکھا جاتا ہے

فصل میں بیان قیام کی گمان  
 یہی ہو لیکن بعض متاخرین نے جو اس باب میں کی ہو اسکا کچھ اعتبار نہیں اور میں نے جو یہ بات اس مقام پر ذکر کی ہو اسکا سبب یہ ہے کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی مخالف اس کے مطالب سے بیخبر ہو کر اور نہ جانے بوجھے اور غلطی کی ہو یا کوئی مبتدی سادہ لوح کہ علم سے اسکو بہرہ نہ ہو اور غلطی سے کہنے لگے کہ یہ بات ہوالوں و راہل تجرد اور ابابصیر بر صفت کے قابل نہیں معلوم کرنا چاہیے کہ یہ بات سنت کی ہوئی ہو اور اس سے غرض قناعت کا حاصل ہونا اور عبادت پر تقویت دینا ہو اور نفس غصوت یا تنگی یا غمی کا تحمل خواہ بھوک یا اکثر یہ ہو کہ اس کو ذکر و تہجد قناعت میں پیدا ہو جاتی ہو اور جو کہ دور ہو جاتی ہو اور دلوں کو کھانسی کی طرف تسلی ہو جاتی ہو جسے امتحان کیا گیا ہو اسکو کمال اور معلوم ہو و سر قاصد عجیب ہے دو بہیون کی جست سے عجیب سے پھرنا ضروری ہو یہاں یہ کہ عجیب نہ والا توفیق سے محروم رہتا ہی اسو اسطے عجیب والا مخدول ہوتا ہی جو ضد ہی توفیق یافتہ کی اور جب بندے سے توفیق منقطع ہوتی تو جلد ہلاک ہو جاوے گا اسی سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں چیرین ہلاک کرنے والی ہین ایک نخل کی پیروی دوسرے ہواے نفس کا اتباع یہ ستر کا ہے نفس پر آدمی کا عجیب کنا دوسرا سبب یہ ہے کہ عجیب علی صالح کا مفید ہو اسی وجہ سے حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ ای جماعت جو اریان بہت چراغوں کو ہوانے گل کر دیا ہے اور بہت عابدوں کو عجیبے فاسد کر دیا ہے اور چونکہ غرض ان رفع ہی عبادت ہو اور یہ خصلت بندے کو اول عبادت سے محروم کرتی ہو اور اگر تمہو نے ہی عبادت کی تہی کو ٹکنا یا ضائع کر دیتی ہو پس اسی خصلت سے پرہیز کرنا ضروری ہو اور اس توفیق دینے والا ہے اب حقیقت عجیب کی اور اس کے معنی اور اسکی تاثیر اور حکم کو معلوم کرنا چاہیے عجیب کی تہمت اتنی ہے کہ اپنے عمل صالح کو بڑا جانے اور تفصیل اسکی یہ ہے کہ بندہ عمل صالح سے مشرف ہونے کو خدا کے سوا کسی اور سے دیکھیاں کرے خواہ لوگوں سے یا نفس سے یا کسی دوسری چیز سے اس بنا پر بعض اوقات عجیب مشابہ ہو گا یعنی جسکو لوگوں یا نفس اور غیر چیز سے تینوں سے خیال کرے اور شہنی ہو گا اگر ان میں سے دوسے خیال کرے اور موجد ہو گا اگر صرف ایک چیز سے جائے اور عجیب کی ضد احسان کا یاد کرنا یہ ہے کہ عمل صالح کو خدا سے تقاے کی توفیق سے سمجھے کہ اسکو بزرگی دی اور ثواب اور اجر عنایت فرمایا اور قد راو اسکی بڑی سحر کی اور یہ احسان کا یاد کرنا جب عجیب کے لوازم موجود ہوں یا خطرات در پیش ہوں فرض ہو اور باقی سبب قوتوں میں نفل ہو اور عجیب کی تاثیر عمل صالح میں یہ ہوتی ہے کہ بعض علماء نے کہا ہے کہ جو کوئی عجیب کرے اس کے عمل جاتے رہتے ہین نہ اگر مرنے سے پہلے نو بکر کو تو عمل اسکے سلامت رہتے ہین محمد صابر نے جو مثل غر اسید میں سے ہر ہی کو اختیار کیا ہو اور عمل کا ضائع ہونا اس کے نزدیک یہ ہے کہ بالکل اسکا ثواب نہ ملے اور اگر لوگ کہتے ہین کہ ضائع ہونے سے یہ غرض ہو کہ نعمات اب کے جاتے رہتے ہین کل نہیں جاتا یہاں شبہ ہوتا ہے کہ بندہ عارف پر یہ بات کس طرح پوشیدہ رہتی ہے کہ عمل صالح کی توفیق کو خدا سے تقاے کی طرف سے نہیں جانتا تو اسکے جواب میں ایک ایک نکتہ لکھا جاتا ہے



نفس چہی جان قوی کی ممان کا  
 سب سے پہلے یہ ہے کہ آدمی عجب میں تین قسم کے ہیں اہل قسم عجب میں وہ لوگ ہیں جو سب حال میں عجب میں ہر محترمہ اور

قدرت میں ہیں اور وہ لوگ کہ خدا سے تعالیٰ کی منت فعل میں اپنے اوپر نہیں جانتے اور عنایت اور توفیق اور لطف  
 خاص کے منکر ہیں یہ حال ایک شہرہ کے سبب سے اپنے غالب ہو گیا ہو اور دوسری قسم یہ ہے کہ وہ ہر حال میں منت کا  
 ذکر کرتے ہیں ہر اہل استقامت ہیں اور کو کسی عمل میں عجب نہیں جو سبب اس بصیرت کے جو خدا سے تعالیٰ کی  
 طرف سے اوکو عنایت ہوئی ہو اور تیسری قسم میں تخلیط والے ہیں وہ تمام اہل منت جماعت کے لوگ ہیں  
 کہ کبھی ہوشیار ہوں اور خدا سے تعالیٰ کی منت کا ذکر کوں اور کبھی سب غفلت عارضی اور سستی اجتہاد اور نقصان  
 بصیرت عجب نے لگتے ہیں اور قدر یہ اور محترمہ کے افعال میں اختلاف ہو بعضہ کہتے ہیں کہ اوکے افعال اوکے  
 اعتقاد کے سبب خراب ہو جائیں گے اور بعضہ کہتے ہیں کہ کوئی عمل اعتقاد کے سبب نیک نہ ہو جائے  
 عجب کے ساتھ مخصوص ہو جیسا کہ اہل سنت و جماعت کے اعتقاد میں ہے کہ ہر عمل عجب منع نہیں جب تک کہ مخصوص فرم کر  
 دیتے کے ساتھ نہ ہو اب یہ جاننا چاہیے کہ ریا اور عجب کے سوا بھی قاصد عمل کے بہت ہیں لیکن ان دونوں کو خاصہ  
 ذکر کرنے کی یہ وجہ ہے کہ یہ دونوں اہل بین اور مدار کار انھیں پر ہو اور بعضہ مثل نئے کہا ہے کہ بندے کو ضرور ہے  
 کہ عمل کو دس چیزوں سے حفاظت کرے نفاق اور ثیا اور تخلیط اور ریشہ اور اڈی اور مذہب اور عجب اور حسرت  
 اور تہاؤں اور خوف ملاست لوگوں کا اور ہمارے مشد نے ہر ایک خصلت کی ایک ضد فرمائی ہے کہ نفاق کی ضد  
 اخلاص عمل ہے اور ریا کی ضد اخلاص طلب ہے اور تخلیط کی ضد جدا کرنا عمل کا ہے آمیزش نفع دنیاوی سے اور رین  
 کی ضد سپرد کرنا عمل کا خدا سے عود عمل کو اور اڈی کی ضد عمل کا حفاظت کرنا اور مذہب کی ضد نفس کا ثابت کرنا  
 اور عجب کی ضد ذکر منت ہے اور حسرت کی ضد عمل خبر کا غنیمت جاننا اور تہاؤں کی ضد توفیق کی تعظیم رکھنی اور خوف  
 ملاست مردان کی ضد ڈر ہو خدا سے تعالیٰ سے اور جاننا چاہیے کہ نفاق عمل کو کھو دیتا ہے اور ریا عمل کو ضرور  
 کم دیتے ہیں اور رین اور اڈی صدقہ کو بالکل اسی وقت محو کر دیتے ہیں اور بعضہ مشائخوں کے نزدیک کچھ حصوں کو  
 کم کر دیتے ہیں اور مذہب سب مثل نئے کے نزدیک عمل کو کھو دیتی ہے اور عجب حصے عمل کے ضائع کر دیتا ہے اور  
 حسرت اور تہاؤں اور خوف ملاست عمل کو ہلکا کر دیتے ہیں اور اوسکا وزن بڑھ کر دیتے ہیں کہتا ہوں کہ غرض قبول اور  
 رد فعل سے تعظیم اور سبکی ہے اور معنی جبط فعل کے باطل ہونا او سکے نفع کا ہے اور وہ کبھی بالکل ثواب کے باطل ہونے سے  
 ہوتا ہے اور کبھی ضامن ثواب کے جانے سے اور ثواب اس نفع کا نام ہے جس کا مقتضی کوئی فعل خاص ہو اور اضعاف  
 ثواب اس قدر پر زیادتی کو بولتے ہیں اور گرانی وزن فعل کے معنی یہ ہیں کہ موافق قرینہ احوال کے اوس فعل میں  
 کچھ زیادتی حاصل ہو جاوے چنانچہ احسان کرنا اہل خیر کے حق میں بعد اوس کے بابا ہے حق میں بعد اوس کے کسی  
 پیغمبر کے لئے اور شر میں بھی گرانی ہوتی ہے مگر تضعیف یعنی زیادتی نہیں ہوتی یہ ہر خلاصہ اور مختصر اوس تحقیق کا

نفس چہی جان قوی کی ممان کا  
 سب سے پہلے یہ ہے کہ آدمی عجب میں تین قسم کے ہیں اہل قسم عجب میں وہ لوگ ہیں جو سب حال میں عجب میں ہر محترمہ اور  
 قدرت میں ہیں اور وہ لوگ کہ خدا سے تعالیٰ کی منت فعل میں اپنے اوپر نہیں جانتے اور عنایت اور توفیق اور لطف  
 خاص کے منکر ہیں یہ حال ایک شہرہ کے سبب سے اپنے غالب ہو گیا ہو اور دوسری قسم یہ ہے کہ وہ ہر حال میں منت کا  
 ذکر کرتے ہیں ہر اہل استقامت ہیں اور کو کسی عمل میں عجب نہیں جو سبب اس بصیرت کے جو خدا سے تعالیٰ کی  
 طرف سے اوکو عنایت ہوئی ہو اور تیسری قسم میں تخلیط والے ہیں وہ تمام اہل منت جماعت کے لوگ ہیں  
 کہ کبھی ہوشیار ہوں اور خدا سے تعالیٰ کی منت کا ذکر کوں اور کبھی سب غفلت عارضی اور سستی اجتہاد اور نقصان  
 بصیرت عجب نے لگتے ہیں اور قدر یہ اور محترمہ کے افعال میں اختلاف ہو بعضہ کہتے ہیں کہ اوکے افعال اوکے  
 اعتقاد کے سبب خراب ہو جائیں گے اور بعضہ کہتے ہیں کہ کوئی عمل اعتقاد کے سبب نیک نہ ہو جائے  
 عجب کے ساتھ مخصوص ہو جیسا کہ اہل سنت و جماعت کے اعتقاد میں ہے کہ ہر عمل عجب منع نہیں جب تک کہ مخصوص فرم کر  
 دیتے کے ساتھ نہ ہو اب یہ جاننا چاہیے کہ ریا اور عجب کے سوا بھی قاصد عمل کے بہت ہیں لیکن ان دونوں کو خاصہ  
 ذکر کرنے کی یہ وجہ ہے کہ یہ دونوں اہل بین اور مدار کار انھیں پر ہو اور بعضہ مثل نئے کہا ہے کہ بندے کو ضرور ہے  
 کہ عمل کو دس چیزوں سے حفاظت کرے نفاق اور ثیا اور تخلیط اور ریشہ اور اڈی اور مذہب اور عجب اور حسرت  
 اور تہاؤں اور خوف ملاست لوگوں کا اور ہمارے مشد نے ہر ایک خصلت کی ایک ضد فرمائی ہے کہ نفاق کی ضد  
 اخلاص عمل ہے اور ریا کی ضد اخلاص طلب ہے اور تخلیط کی ضد جدا کرنا عمل کا ہے آمیزش نفع دنیاوی سے اور رین  
 کی ضد سپرد کرنا عمل کا خدا سے عود عمل کو اور اڈی کی ضد عمل کا حفاظت کرنا اور مذہب کی ضد نفس کا ثابت کرنا  
 اور عجب کی ضد ذکر منت ہے اور حسرت کی ضد عمل خبر کا غنیمت جاننا اور تہاؤں کی ضد توفیق کی تعظیم رکھنی اور خوف  
 ملاست مردان کی ضد ڈر ہو خدا سے تعالیٰ سے اور جاننا چاہیے کہ نفاق عمل کو کھو دیتا ہے اور ریا عمل کو ضرور  
 کم دیتے ہیں اور رین اور اڈی صدقہ کو بالکل اسی وقت محو کر دیتے ہیں اور بعضہ مشائخوں کے نزدیک کچھ حصوں کو  
 کم کر دیتے ہیں اور مذہب سب مثل نئے کے نزدیک عمل کو کھو دیتی ہے اور عجب حصے عمل کے ضائع کر دیتا ہے اور  
 حسرت اور تہاؤں اور خوف ملاست عمل کو ہلکا کر دیتے ہیں اور اوسکا وزن بڑھ کر دیتے ہیں کہتا ہوں کہ غرض قبول اور  
 رد فعل سے تعظیم اور سبکی ہے اور معنی جبط فعل کے باطل ہونا او سکے نفع کا ہے اور وہ کبھی بالکل ثواب کے باطل ہونے سے  
 ہوتا ہے اور کبھی ضامن ثواب کے جانے سے اور ثواب اس نفع کا نام ہے جس کا مقتضی کوئی فعل خاص ہو اور اضعاف  
 ثواب اس قدر پر زیادتی کو بولتے ہیں اور گرانی وزن فعل کے معنی یہ ہیں کہ موافق قرینہ احوال کے اوس فعل میں  
 کچھ زیادتی حاصل ہو جاوے چنانچہ احسان کرنا اہل خیر کے حق میں بعد اوس کے بابا ہے حق میں بعد اوس کے کسی  
 پیغمبر کے لئے اور شر میں بھی گرانی ہوتی ہے مگر تضعیف یعنی زیادتی نہیں ہوتی یہ ہر خلاصہ اور مختصر اوس تحقیق کا

نفس چہی جان قوی کی ممان کا  
 سب سے پہلے یہ ہے کہ آدمی عجب میں تین قسم کے ہیں اہل قسم عجب میں وہ لوگ ہیں جو سب حال میں عجب میں ہر محترمہ اور  
 قدرت میں ہیں اور وہ لوگ کہ خدا سے تعالیٰ کی منت فعل میں اپنے اوپر نہیں جانتے اور عنایت اور توفیق اور لطف  
 خاص کے منکر ہیں یہ حال ایک شہرہ کے سبب سے اپنے غالب ہو گیا ہو اور دوسری قسم یہ ہے کہ وہ ہر حال میں منت کا  
 ذکر کرتے ہیں ہر اہل استقامت ہیں اور کو کسی عمل میں عجب نہیں جو سبب اس بصیرت کے جو خدا سے تعالیٰ کی  
 طرف سے اوکو عنایت ہوئی ہو اور تیسری قسم میں تخلیط والے ہیں وہ تمام اہل منت جماعت کے لوگ ہیں  
 کہ کبھی ہوشیار ہوں اور خدا سے تعالیٰ کی منت کا ذکر کوں اور کبھی سب غفلت عارضی اور سستی اجتہاد اور نقصان  
 بصیرت عجب نے لگتے ہیں اور قدر یہ اور محترمہ کے افعال میں اختلاف ہو بعضہ کہتے ہیں کہ اوکے افعال اوکے  
 اعتقاد کے سبب خراب ہو جائیں گے اور بعضہ کہتے ہیں کہ کوئی عمل اعتقاد کے سبب نیک نہ ہو جائے  
 عجب کے ساتھ مخصوص ہو جیسا کہ اہل سنت و جماعت کے اعتقاد میں ہے کہ ہر عمل عجب منع نہیں جب تک کہ مخصوص فرم کر  
 دیتے کے ساتھ نہ ہو اب یہ جاننا چاہیے کہ ریا اور عجب کے سوا بھی قاصد عمل کے بہت ہیں لیکن ان دونوں کو خاصہ  
 ذکر کرنے کی یہ وجہ ہے کہ یہ دونوں اہل بین اور مدار کار انھیں پر ہو اور بعضہ مثل نئے کہا ہے کہ بندے کو ضرور ہے  
 کہ عمل کو دس چیزوں سے حفاظت کرے نفاق اور ثیا اور تخلیط اور ریشہ اور اڈی اور مذہب اور عجب اور حسرت  
 اور تہاؤں اور خوف ملاست لوگوں کا اور ہمارے مشد نے ہر ایک خصلت کی ایک ضد فرمائی ہے کہ نفاق کی ضد  
 اخلاص عمل ہے اور ریا کی ضد اخلاص طلب ہے اور تخلیط کی ضد جدا کرنا عمل کا ہے آمیزش نفع دنیاوی سے اور رین  
 کی ضد سپرد کرنا عمل کا خدا سے عود عمل کو اور اڈی کی ضد عمل کا حفاظت کرنا اور مذہب کی ضد نفس کا ثابت کرنا  
 اور عجب کی ضد ذکر منت ہے اور حسرت کی ضد عمل خبر کا غنیمت جاننا اور تہاؤں کی ضد توفیق کی تعظیم رکھنی اور خوف  
 ملاست مردان کی ضد ڈر ہو خدا سے تعالیٰ سے اور جاننا چاہیے کہ نفاق عمل کو کھو دیتا ہے اور ریا عمل کو ضرور  
 کم دیتے ہیں اور رین اور اڈی صدقہ کو بالکل اسی وقت محو کر دیتے ہیں اور بعضہ مشائخوں کے نزدیک کچھ حصوں کو  
 کم کر دیتے ہیں اور مذہب سب مثل نئے کے نزدیک عمل کو کھو دیتی ہے اور عجب حصے عمل کے ضائع کر دیتا ہے اور  
 حسرت اور تہاؤں اور خوف ملاست عمل کو ہلکا کر دیتے ہیں اور اوسکا وزن بڑھ کر دیتے ہیں کہتا ہوں کہ غرض قبول اور  
 رد فعل سے تعظیم اور سبکی ہے اور معنی جبط فعل کے باطل ہونا او سکے نفع کا ہے اور وہ کبھی بالکل ثواب کے باطل ہونے سے  
 ہوتا ہے اور کبھی ضامن ثواب کے جانے سے اور ثواب اس نفع کا نام ہے جس کا مقتضی کوئی فعل خاص ہو اور اضعاف  
 ثواب اس قدر پر زیادتی کو بولتے ہیں اور گرانی وزن فعل کے معنی یہ ہیں کہ موافق قرینہ احوال کے اوس فعل میں  
 کچھ زیادتی حاصل ہو جاوے چنانچہ احسان کرنا اہل خیر کے حق میں بعد اوس کے بابا ہے حق میں بعد اوس کے کسی  
 پیغمبر کے لئے اور شر میں بھی گرانی ہوتی ہے مگر تضعیف یعنی زیادتی نہیں ہوتی یہ ہر خلاصہ اور مختصر اوس تحقیق کا

جو اسباب میں میں نے کی ہر اس کو خوب سمجھو اور اللہ توفیق دینے والا ہے تعلیم اس کھائی کا قطع کرنا بڑی سعی اور کوشش ہے  
 ضروری ہو کہ اس میں خوف بہت ہو اس واسطے کہ صاحب عبادت کج بانیوں کو قطع کیا اور ان سے مصیبتوں کو  
 سہا اب اس کو عبادت کی عمدہ پونجی حاصل ہوئی اور اس سرایہ پر کچھ خوف نہیں ہا سو اس گھائی کے خصوصاً ان  
 دور ہر نون یعنی ریا و عجب کے پس پھنا اسے ضروری ہوا اور میں نے کرکرتا ہوں ہر ایک میں ان دنوں میں سے  
 اہلین کا فی باب ریا کے باب میں چارہل میں پہلی اصل خداے تعالیٰ فرماتا ہے اللہ الذی خلق سبع سموات  
 وَ مِی الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ یَتَنَزَّلُ الْأَمْوَرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمَنَّ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ وَأَنَّ اللَّهَ  
 قَدِ احْاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا معنی خداے تعالیٰ نے پیدا کیا ساتوں آسمان کو اور اتنی ہی زمینوں کو اور حکم  
 اور پادشاہت اسکی او میں جاری ہو تاکہ تم جانو کہ خدا ہر چیز پر قادر ہو اور اس کا علم سب کو گیرے ہوئے  
 ہو معنی بندے کو گویا یوں ارشاد ہو کہ میں نے تو آسمانوں اور زمینوں کو اور جو ان کے درمیان میں ہو اور بہت  
 عجائب اور غائب کو پیدا کر کے تیری نظر پر کفایت کی ہے کہ تو ان کو دیکھ کر جان لے کہ میں سب عالموں پر قادر ہوں  
 اور تو دو کہتیں نہ کر کہ اسے عیبوں اور قصوروں کے ساتھ ادا کرتا ہو تو کیا تجھ کو یہ کفایت نہیں کرتا کہ میں تجھ کو  
 دیکھتا ہوں اور تیرا حال جانتا ہوں اور تیری مثال کے ثواب یتا ہوں یہ خیال لیون کرتا ہو کہ میرے عمل کو خلق جانتے اور  
 تعریف کرے کہ یہ تو فاضل ہے کہ اب ہر کہ فی عاقل اس کو بدست کرے و شہر نجانی تو نے او ناقل باری تہ نعمت کی  
 یہی عمدہ موت ہو وفا اسکو ہی کسی دین دوسری اصل یہ ہے جس کسی کے پاس کوئی ایسا نفیس معجزہ ہو کہ وہ اس کے  
 عوض ہزار شرفیاں لے سکتا ہو پھر وہ اس کو ایک پیسے کو بیچ دے تو یہ کتاب انقصان ہو اور اسکی کم ہمتی اور علمی  
 اور بیعتی پر کیسی کٹی دلیل ہے اسی طرح سارے بندے کو خلقت کی تعریف کرنے سے دنیا کی دولت حاصل ہوئی  
 ہو کہ مقابلہ رضای رب العالمین اور شہاد اور شکر اور ثواب کے ایسی ہر جیسا ایک پیسا مقابلہ میں ہزار دینار کے  
 بلکہ تمام دنیا کے شہر عرصہ کرم و جہان بردل کا رافادہ و ہجر از ذکر تو باقی ہمہ فانی دانست و پس مع چنے کا مقام  
 ہو کہ کتاب را خسارہ ہو کہ آدمی اتنی کراستیں بٹکاری اور بزرگ ان حقیر دنیاوی چیزوں کے بدلے میں اپنے پاس سے  
 فوت کر دے اور اگر خواہ مخواہ اس ہمت خستہ سے کوئی چارہ نہ ہو اور دنیا ہی بسنی ہو تو چاہیے کہ عبادت آخرت کا  
 قصد کرے تاکہ دنیا بھی اس کے پیچھے چلی آوے بلکہ فقط خدا ہی کو طلب کرے تاکہ دو جہان عنایت کر دے  
 کیونکہ وہ مالک ہر شہر یک جوی بستاند و صد جان بد و بچہ و رو بہت نیامیان ہمد و اور خود و ما ہو مرن و کجالت  
 یُرِیدُ ثَوَابَ اللَّهِ یَا أَفِئِدَتُ اللَّهِ ثَوَابَ الْأَنْبِیَاءِ الْأَخْصَرِ یعنی جو کوئی دنیا کا ثواب چاہتا ہو پس خدا کے  
 پاس دنیا اور آخرت تو سب سے بڑا ہے اور اس سے کہہ سکتے ہیں کہ میں نے فرمایا کہ خدا سے تمہارے آخرت کے عمل  
 کے بدلے میں دنیا تو دے دیتا ہو لیکن دنیا کے عوض نہ بدلے میں آخرت نہیں دیتا پس اگر آدمی نیت خاص کرے

صفحہ ۱۰۱  
 اس کا قطع کرنا بڑی سعی اور کوشش ہے  
 ضروری ہو کہ اس میں خوف بہت ہو اس واسطے کہ صاحب عبادت کج بانیوں کو قطع کیا اور ان سے مصیبتوں کو  
 سہا اب اس کو عبادت کی عمدہ پونجی حاصل ہوئی اور اس سرایہ پر کچھ خوف نہیں ہا سو اس گھائی کے خصوصاً ان  
 دور ہر نون یعنی ریا و عجب کے پس پھنا اسے ضروری ہوا اور میں نے کرکرتا ہوں ہر ایک میں ان دنوں میں سے  
 اہلین کا فی باب ریا کے باب میں چارہل میں پہلی اصل خداے تعالیٰ فرماتا ہے اللہ الذی خلق سبع سموات  
 وَ مِی الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ یَتَنَزَّلُ الْأَمْوَرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمَنَّ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ وَأَنَّ اللَّهَ  
 قَدِ احْاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا معنی خداے تعالیٰ نے پیدا کیا ساتوں آسمان کو اور اتنی ہی زمینوں کو اور حکم  
 اور پادشاہت اسکی او میں جاری ہو تاکہ تم جانو کہ خدا ہر چیز پر قادر ہو اور اس کا علم سب کو گیرے ہوئے  
 ہو معنی بندے کو گویا یوں ارشاد ہو کہ میں نے تو آسمانوں اور زمینوں کو اور جو ان کے درمیان میں ہو اور بہت  
 عجائب اور غائب کو پیدا کر کے تیری نظر پر کفایت کی ہے کہ تو ان کو دیکھ کر جان لے کہ میں سب عالموں پر قادر ہوں  
 اور تو دو کہتیں نہ کر کہ اسے عیبوں اور قصوروں کے ساتھ ادا کرتا ہو تو کیا تجھ کو یہ کفایت نہیں کرتا کہ میں تجھ کو  
 دیکھتا ہوں اور تیرا حال جانتا ہوں اور تیری مثال کے ثواب یتا ہوں یہ خیال لیون کرتا ہو کہ میرے عمل کو خلق جانتے اور  
 تعریف کرے کہ یہ تو فاضل ہے کہ اب ہر کہ فی عاقل اس کو بدست کرے و شہر نجانی تو نے او ناقل باری تہ نعمت کی  
 یہی عمدہ موت ہو وفا اسکو ہی کسی دین دوسری اصل یہ ہے جس کسی کے پاس کوئی ایسا نفیس معجزہ ہو کہ وہ اس کے  
 عوض ہزار شرفیاں لے سکتا ہو پھر وہ اس کو ایک پیسے کو بیچ دے تو یہ کتاب انقصان ہو اور اسکی کم ہمتی اور علمی  
 اور بیعتی پر کیسی کٹی دلیل ہے اسی طرح سارے بندے کو خلقت کی تعریف کرنے سے دنیا کی دولت حاصل ہوئی  
 ہو کہ مقابلہ رضای رب العالمین اور شہاد اور شکر اور ثواب کے ایسی ہر جیسا ایک پیسا مقابلہ میں ہزار دینار کے  
 بلکہ تمام دنیا کے شہر عرصہ کرم و جہان بردل کا رافادہ و ہجر از ذکر تو باقی ہمہ فانی دانست و پس مع چنے کا مقام  
 ہو کہ کتاب را خسارہ ہو کہ آدمی اتنی کراستیں بٹکاری اور بزرگ ان حقیر دنیاوی چیزوں کے بدلے میں اپنے پاس سے  
 فوت کر دے اور اگر خواہ مخواہ اس ہمت خستہ سے کوئی چارہ نہ ہو اور دنیا ہی بسنی ہو تو چاہیے کہ عبادت آخرت کا  
 قصد کرے تاکہ دنیا بھی اس کے پیچھے چلی آوے بلکہ فقط خدا ہی کو طلب کرے تاکہ دو جہان عنایت کر دے  
 کیونکہ وہ مالک ہر شہر یک جوی بستاند و صد جان بد و بچہ و رو بہت نیامیان ہمد و اور خود و ما ہو مرن و کجالت  
 یُرِیدُ ثَوَابَ اللَّهِ یَا أَفِئِدَتُ اللَّهِ ثَوَابَ الْأَنْبِیَاءِ الْأَخْصَرِ یعنی جو کوئی دنیا کا ثواب چاہتا ہو پس خدا کے  
 پاس دنیا اور آخرت تو سب سے بڑا ہے اور اس سے کہہ سکتے ہیں کہ میں نے فرمایا کہ خدا سے تمہارے آخرت کے عمل  
 کے بدلے میں دنیا تو دے دیتا ہو لیکن دنیا کے عوض نہ بدلے میں آخرت نہیں دیتا پس اگر آدمی نیت خاص کرے

نصرت میں سامان تو اعلیٰ ملان کا

[illegible]

اور بہت کو آخرت ہی کے دیکھنے پر اسے نو دنیا اور آخرت دونوں کا حاصل ہو جائے۔ اگر حفظ دنیا طلب کرے تو آخرت اس وقت  
 جاتی ہے اور اکثر ایسا ہو کہ دنیا بھی حاصل نہ ہو اور اگر مل بھی جاوے تو خود باقی رہے ہی پس دنیا و آخرت دونوں سے  
 خدائے میں بلا تشری اصل ہے کہ جس مخلوق کے واسطے تو عمل کرتا ہے اور اس کی رضا جوئی کرتا ہے اگر وہ خبر ہو جاوے  
 کہ تو اس کے پچھلائے اور خوشامد کی تدبیر کر رہا ہے تو وہ تجھ سے دشمنی کرے گا یہ عمر عقل مند کیونکر ایسے شخص کے واسطے  
 عمل کرے اگر وہ خبر پا لے کہ یہ میری رضا جوئی کرتا ہے تو دشمنی کرے ایسے شخص کی رضا جوئی نہ واسطے عمل  
 کیونکر کرے کہ وہ تجھ کو دوست رکھے اور سب مستغنی کر دے یہ اصل تجھ دار کے لیے بہت مفید ہے جو بھی اصل ہے کہ  
 اگر کسی کو کسی چیز نفیس مل جاوے کہ اس کے وسیلے سے کسی بڑے پادشاہ دنیا کو راضی کر لے اور وہ شخص اس چیز  
 سے اس غرض کو تو چھوڑ دے بلکہ اس کے واسطے سے رضا جوئی کسی حلال خویشی کی کرے تو یہ کتنی بڑی نعمت  
 اور خاست ہوگی اور لوگ جدا ستاوین گئے کہ اس کو باوجود طاقت رکھنے رضامندی پادشاہ کے خاکروب کی رضا جوئی  
 کی کیا ضرورت تھی اب اس سے دونوں خوشی فوت ہوئی اس طرف سے کیا اور اس طرف سے کمالا گیا یہی حال یاد اے کا  
 ہو کہ اپنے عمل سے رضا جوئی مخلوق حقیر و ضعیف کی اس کو کیا ضرورت ہے جبکہ پروردگار کی رضا حاصل کرنے پر قادر ہے  
 مان اگر رضا جوئی لوگوں کی نہیں چھو سکتا تو اس کی تدبیر یہ ہو کہ اپنا ارادہ مجرد کرے فقط خدا سے نفع کی رضا کی  
 خواہش کے تاکہ لوگوں کی بھی رضامندی حاصل ہو جاوے کیونکہ تمام اہل اس کے قبضے میں ہیں جس طرف چاہے  
 پھیرے مگر تو ہم گردن از حکم او پیچ + کہ گردن خستہ چدر حکم تو پیچ + حسن بصری م نے فرمایا کہ ایک آدمی نے خدا سے  
 نفع سے قسم کھا کر کہا کہ میں عبادت اس سے کروں گا کہ مشہور ہو جاؤں پس سب اول سجد میں آتا اور سب پیچھے  
 جاتا اس طرح کہ ہر کوئی اس کو ہر دم نماز ہی میں کھڑے ہوئے دیکھتا اسی طرح سات مہینے تک کیا اتنی مدت میں  
 جس جماعت کے پاس کو گزرا وہ کہتے کہ اس یاد اے نے ایسا کیا اور اس یاد اے نے یہ کہا پھر اس آدمی سے باز آیا  
 اور اپنے جی میں کہا کہ آج سے عمل خدا ہی کے واسطے کروں گا اور وہی عمل سا بن بدستور کرتا رہا فقط نیت بدستور  
 ہی ایسا ہو گیا کہ جس جماعت پر کو گزرتا تو وہ کہتے کہ رحمت ہو فلا نے پر کہ خیر میں مصروف ہو جب حسن نے یہ  
 حکایت تمام کی تو آیت پڑھی اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ لَھُمْ اَنْسٰمًا وَّ ذٰلَآءِیْہِیْ  
 جو لوگ معتبر لائے ہیں اور کی ہیں نیکیاں ان کو کون کا حسن مجتہد یعنی ان سے محبت کرے گا یا اور ان کو دل میں اپنی محبت  
 پیدا کرے گا یا خلقت کے دل میں ان کی محبت پیدا کرے گا اب عجب حال سنو کہ ہمیں تین جنس ہیں پہلی اصل  
 یہ ہو کہ خدا سے نفع کی قیمت اور قدر اس سے بہت ہے کہ خدا ہی نفع اس کو قبول کرتا ہے اور راضی ہوتا ہے دیکھو  
 مزدور و درم کے بدلے میں تمام دن کام کرتا ہے اور پانچ سو بان دو پیسے کے لالچ میں تمام رات جاگتا ہے بیٹھ جاتا  
 سب پریشانی سے رات دن اپنا اپنا کام کرتا ہے میں اور اس کے علموں کی قیمت چند درم گنتی کے مقرر ہیں لیکن اگر

[illegible]

مطابق مع جداولی که در این کتاب مذکور است و در هر یک از این جداول  
در هر یک از این جداول در هر یک از این جداول در هر یک از این جداول



سچہا کیں

نہیں تو اسی  
 محنت اور مشقت کے  
 قیمت کو کیا جو سب سے  
 اپنے بارے میں سزا کو کیا  
 اور دنیا میں کیا کیا  
 تاوان ہو کہ عبادت کے  
 اپنی حق قیمت کے  
 کمال ہی کو اور اپنے  
 طے دینے کے لئے  
 چیز مند و تقویٰ جیسے  
 اور خدا کو مانا اور  
 جو ناموں کو اپنے  
 بات سے کہ بتا رہی ہیں  
 کہ میری باتوں اور رسول  
 ۱۰۲  
 کے یزیدوں کو دینے لگتی ہیں  
 عزت ان ہی سے ملا ہے  
 کہ میرا خدا کی نبوت کو پناہ  
 فرما ہے وہ ان سے  
 لاخص و باریع اور ان سے  
 قیمت ان کی تو جمع کر کے  
 یعنی قیمتیں ان کی ہیں کہ  
 آدمی اور کیا تیار نہیں کیا  
 یہ وہ سب کا تیار نہیں کیا  
 یہ ان کے لئے نہیں ہو سکتا  
 کہ ان کی عبادت کے  
 ان قیمتوں کا بدلہ نہیں

علا نہیں ہے۔ یہ صرف ایک عجیب و غریب خیال ہے جس سے ہرگز کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔



فصل چہٹی میں قتل کی گواہی کا  
 بیان اور اس سے پہلے  
 بیان کی گواہی کا بیان

[illegible][illegible]

سناؤں کے لئے ایک ایسے باب و تفسیر و تہذیب کا نام جو یہ تعلیم ہو کہ جو یہ محض نونوں کی سے گذارتا ہے ۱۲

نفس پرستی کہانی قلم کو بیاد میں

ایسا ایسے عابد عبادت کرتے ہوں شعر کو ہی جانان میں پہونچ کر کیلا لا کر تاپنا تازہ اس کلی میں مجھ سے بہتر سیکھوں  
اختارہ ہیں اور یہ پیر پر حرم نے فرمایا ہوا غافل کبھی ایسی تیاری بھی نماز میں کی ہو جس سے ایک سالدار کے پاس  
ہر شے بھجنے میں کیا کرتا ہو اور ابو بکر و تاق رحم فرمایا کرتے کہ جب میں نماز سے فارغ ہوتا ہوں تو ایسا غلاماں کو  
جیسے کوئی جوشت زاکر کے شرابی ہوا ہے ہم دعا لباس لکھائی میں خواب غفلت سے ہوشیار ہونے میں توجہ نہ دیتا  
میں سے ہو گا کیونکہ یہ لکھائی دشوار اور سخت تلخ اور سخت ہوا و سب سے زیادہ نقصان کی باتیں جو اس سے میں پیش اور  
یکھائی ہو اس واسطے کہ فائدہ سب عقبات گذشتہ کا میں جگہ ظاہر ہو گا اگر لکھائی میں سلامت با توفیق اوشا یا نہیں تو  
کوشش باطل ہوئی اور تمام عمل گراہی گئی کیونکہ اس لکھائی میں تین چیزیں ایسی جمع ہوئی ہیں جنکے سبب اس کے گذرنا  
دشوار ہو گیا، تو اچانک کام بہت باریک ہو اس واسطے کہ ریا اور عجب کے مواقع ٹھکڑوں میں نہایت باریک پوشیدہ ہیں  
اس لیے اسپر کوئی خبر دانی نہیں ہو سکتا مگر جو عالم دانا دل و مرتقی صاحب بصیرت دین کے کام میں ہو جب چلا کر  
تو پھر اسپر جا بل اور غافل کیونکر خبردار ہو گا ایک عالم فیثا پور نے مجھ سے کہا کہ عطایا علی رحم نے ایک کپڑا بنا اور  
میں محتاط و احتیاط کی کہ کوئی عین غیب سے پھر بازار میں بزاز کے پاس لے گئے، رزوا کی قیمت تھوڑی لکائی اور کہا  
کہ کپڑے میں ملنے عیب ہیں عطار رونے لگے یہاں تک رونے کہ بزازیشیاں ہوا اور عذر سے پیش آیا اور  
کہا کہ اس کی قیمت جتنی آپ کو چاہیے لے لیجیے عطار نے کہا کہ میرا رونا اس وجہ سے نہیں ہے جو تو گمان کھاتا  
بلکہ رونے کا باعث یہ ہے کہ میں اس پیشے کو خوب جانتا ہوں اور اسکو بڑی احتیاط سے بناتا تھا تاکہ اس میں  
کوئی عیب نہ ہو جب میں نے ایسے شخص کو دکھلایا جو اس کے عیب لے جانتا تھا اس میں اتنے عیب لکے کہ میں اس سے  
خبردار نہ تھا پس ہمارے غلوں کا حال کیونکر ہو گا جس وقت کل کو خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کریں ان لوگوں  
اتنے نقصان ظاہر ہوں جس سے آج ہکو خبر نہیں اور ایک صالح رحم نے فرمایا کہ میں ایک ات سحر کے وقت کوٹھے پر  
کھڑا عام کے نزدیک تھا سورہ طہ پڑھتا تھا جب تک مگر چکا تو پر مگر سورہ ایک شخص کو خواب میں لکھا کہ آسمان سے  
اور ترائی اور اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ ہی میرے سامنے اس کاغذ کو کھولا میں نے دیکھا کہ سورہ طہ لکھی ہے  
اور ہر ایک کلمہ کے نیچے دست نیکیاں لکھی ہوئی ہیں مگر ایک کلمہ کے نیچے نہیں لکھی میں نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے  
یہ کلمہ پڑھا ہو کسو واسطے اسکے نیچے ثواب نہیں لکھا اس شخص نے جواب یا تو سچ کہتا ہو تو نے یہ کلمہ پڑھا ہوا  
اسکا ثواب بھی لکھا تھا لیکن عرش کے نیچے سے آواز آئی کہ اسکو محروم دہنے اسکو مٹا دیا یہ سنکر میں خواب ہی میں  
رونے لگا کہ ایسا کیوں ہوا اس نے کہا کہ جب اس کلمہ پر پونچا ایک آدمی شائع عام سے جاتا تھا اس کے سبب سے  
تو نے اپنی آواز بلند کی اس لیے اس کلمہ کا ثواب بڑا دیا گیا دوسرے کہ اس میں نقصان بہت ہو اہلیم کہ یا، اور عجبت ہی  
آفتیں ہیں آنے میں تو ایک لمحہ میں آ جاتی ہیں اور نقصان ایسا کرتی ہیں کہ نوے برس کی عبادت کو

کے لیے ایک اور کتب خانہ بنایا گیا ہے جس میں مختلف زبانوں کی کتب جمع ہیں۔





اقتیں ہر ایک اپنی جگہ پر کر کی گئی ہیں اور دشواری کا وہی کہ بندہ عبادت میں شریعت پر حمت کیلئے چھوڑ دے  
عیسویوں سے غافل ہے تو کبھی ایسا ہوگا کہ کوئی بھی ان میں سے قبول نہ کرے اور کبھی ایسا اتفاق ہوگا کہ ہر ایک  
کی محنت ایک ساعت میں باطل کر دے اور سب سے بڑا یہ ڈر ہو کہ اگر شاید خدای تعالیٰ بندے کی طرف نظر کرے  
اور وہ ریا کے ساتھ عبادت میں مشغول ہو یعنی ظاہر میں خدائی طرف ہو اور باطن میں خلق کی طرف  
پس نکال دے اپنی درگاہ سے اسی طرح کہ پھر کبھی نہ بلا دے ایک عالم حسن بصری رحم کی حکایت کرتے تھے کہ  
اوتلو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا اور حال دریافت کیا تو لوٹو انھوں نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے تجھ کو اپنے  
ساتھ کھڑا کیا اور فرمایا کہ اے حسن تجھ کو وہ دن یاد ہو کہ مسجد میں نماز ادا کرتا تھا جب سے تو کون کو اپنی طرف  
متوجہ دیکھا تو نماز خوب ادا کرنے لگا پس اگر اول کی تیری نمازین درست نہ ہوں تو میں آج درگاہ سے نکال دیتا  
اور یکبارگی تجھ سے قطع کر دیتا اور بسبب اسی بار کی کام کے اور کثرت سختی کے خداوند ان بصری سے کچھ  
نفس پر خوف کیا یہاں تک کہ بغضوں نے اپنے تمام کاموں کو چھوڑ کر بغیر ظاہر ہو گئے ہیں اعتبار نہیں کیا  
چنانچہ رابعہ بصری رحم کہتی تھیں کہ جو عمل مجھ سے ظاہر ہو جاوے اور سلو میں شامائیں کھینچ کر رہیں اور دوسرے  
بزرگ نے کہا ہر کہ اپنی نیکیوں کو ایسے پوشیدہ رکھنا چاہیے جیسے اپنی برائیوں کو چھپاتے ہوں کسی اور  
بزرگ نے کہا ہر کہ کوئی خیر کرنی چاہے تو پوشیدہ کرے اب یہاں ایک حدیث شریف کا لکھنا مناسب  
مقام معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ابن مبارک نہ ایک منے سے ہدایت کرتے ہیں کہ او سے معاویہ سے کہا کہ مجھ کو  
وہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سناؤ جو نے سن لی ہے اور یاد لی ہے اور ہر روز اس کو بوقت  
اور شدت کے پڑھتے ہو معاویہ نے فرمایا بہتر کچھ وہ بہت اوروں نے اور کہا کیا شوق بیان کروں رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور ان کی زیارت کا شہر اُستقبائے کہ بدیدار تو دار دل میں دل میں نہ دین انہم  
داند دل میں پھر کہا کہ ایک وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا حضرت سوار ہوئے اور  
تیسچے مجھ کو سوار کر لیا جب ہم تھوڑی دیر کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر آسمان کی طرف کیا  
اور فرمایا شکر خدا نے عروج کا کہ اپنی مخلوقات میں جو چاہتا ہو سکتا ہے پھر مجھ کو پکارا اے معاویہ میں نے کہا  
بے یک یا سید المرسلین فرمایا کہ میں تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں اگر تو اس کو یاد کرے گا تو نفع ہوگا  
اور اگر ضلئل کر دے گا تو خدائے تعالیٰ کے پاس تیری حجت ختم ہو جائیگی اے معاویہ آسمان کی پیدائش  
سے پہلے خدائے تعالیٰ نے سات فرشتے پہنچائے اور ہر ایک کو ساتوں آسمان کے دروازوں پر دربان مقرر  
کر دیا ہر جب کرام کا میں جو مندان کے علوان کے گزرنے پر کسی بندے کے حق معنی سے شامانی  
عبادت کو مثل نور چمکتے آسمان پر لے جاوین تو جب وقت پہلے آسمان پر پہنچیں وہ سب فعلوں کا بہت

اور اگر وہ ریا کے ساتھ عبادت میں مشغول ہو یعنی ظاہر میں خدائی طرف ہو اور باطن میں خلق کی طرف  
پس نکال دے اپنی درگاہ سے اسی طرح کہ پھر کبھی نہ بلا دے ایک عالم حسن بصری رحم کی حکایت کرتے تھے کہ  
اوتلو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا اور حال دریافت کیا تو لوٹو انھوں نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے تجھ کو اپنے  
ساتھ کھڑا کیا اور فرمایا کہ اے حسن تجھ کو وہ دن یاد ہو کہ مسجد میں نماز ادا کرتا تھا جب سے تو کون کو اپنی طرف  
متوجہ دیکھا تو نماز خوب ادا کرنے لگا پس اگر اول کی تیری نمازین درست نہ ہوں تو میں آج درگاہ سے نکال دیتا  
اور یکبارگی تجھ سے قطع کر دیتا اور بسبب اسی بار کی کام کے اور کثرت سختی کے خداوند ان بصری سے کچھ  
نفس پر خوف کیا یہاں تک کہ بغضوں نے اپنے تمام کاموں کو چھوڑ کر بغیر ظاہر ہو گئے ہیں اعتبار نہیں کیا  
چنانچہ رابعہ بصری رحم کہتی تھیں کہ جو عمل مجھ سے ظاہر ہو جاوے اور سلو میں شامائیں کھینچ کر رہیں اور دوسرے  
بزرگ نے کہا ہر کہ اپنی نیکیوں کو ایسے پوشیدہ رکھنا چاہیے جیسے اپنی برائیوں کو چھپاتے ہوں کسی اور  
بزرگ نے کہا ہر کہ کوئی خیر کرنی چاہے تو پوشیدہ کرے اب یہاں ایک حدیث شریف کا لکھنا مناسب  
مقام معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ابن مبارک نہ ایک منے سے ہدایت کرتے ہیں کہ او سے معاویہ سے کہا کہ مجھ کو  
وہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سناؤ جو نے سن لی ہے اور یاد لی ہے اور ہر روز اس کو بوقت  
اور شدت کے پڑھتے ہو معاویہ نے فرمایا بہتر کچھ وہ بہت اوروں نے اور کہا کیا شوق بیان کروں رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور ان کی زیارت کا شہر اُستقبائے کہ بدیدار تو دار دل میں دل میں نہ دین انہم  
داند دل میں پھر کہا کہ ایک وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا حضرت سوار ہوئے اور  
تیسچے مجھ کو سوار کر لیا جب ہم تھوڑی دیر کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر آسمان کی طرف کیا  
اور فرمایا شکر خدا نے عروج کا کہ اپنی مخلوقات میں جو چاہتا ہو سکتا ہے پھر مجھ کو پکارا اے معاویہ میں نے کہا  
بے یک یا سید المرسلین فرمایا کہ میں تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں اگر تو اس کو یاد کرے گا تو نفع ہوگا  
اور اگر ضلئل کر دے گا تو خدائے تعالیٰ کے پاس تیری حجت ختم ہو جائیگی اے معاویہ آسمان کی پیدائش  
سے پہلے خدائے تعالیٰ نے سات فرشتے پہنچائے اور ہر ایک کو ساتوں آسمان کے دروازوں پر دربان مقرر  
کر دیا ہر جب کرام کا میں جو مندان کے علوان کے گزرنے پر کسی بندے کے حق معنی سے شامانی  
عبادت کو مثل نور چمکتے آسمان پر لے جاوین تو جب وقت پہلے آسمان پر پہنچیں وہ سب فعلوں کا بہت



تعریف کریں چہن فرشتہ کہ پہلے آسمان پر ہو گئے کہ یہ عمل اس بندے کے مُنہ پرارو کیونکہ میں غیبت کا فرشتہ ہوں مگر  
 مالک کے مجھ کو فرمادیا ہو کہ جو کوئی لوگوں کی غیبت کرے اس کے عمل کو یہاں مت آنے دینا پھر کرام کا تبین ہو سکے  
 دوسرے عمل لیجاوین جس میں غیبت نکی ہو جب دوسرے آسمان پر پہنچیں دوسرے آسمان کا فرشتہ کہے کہ یہ عمل  
 لوگوں سے کے مُنہ پرارو اس بندے کی مراد ان غلوں سے دنیا کی غرض تھی اور مجھ کو حکم ہو کہ جو عمل دنیا کی طلب  
 میں ہوں اس کو موت دے دو پھر کرام کا تبین بندہ کے عمل مثل صدقہ درود و نماز و حج و عبادت صلوٰۃ رحم  
 وغیرہ کہ جنہیں غیبت اور طاعت نیا نہ ہو لیجاوین تو دوسرے آسمان تک فرشتے اس کی تعریف کریں کہ جب  
 تیسرے آسمان پر پہنچیں ہنگام دربان کہے کھڑے رہو اور یہ عمل اس کے مُنہ پرارو کیونکہ میں مجھ کا فرشتہ ہوں  
 وہ لوگوں میں بیٹھ کر تکبر کیا کرتا تھا مجھ کو حکم نہیں کہ اس کے عمل کو راستہ دون پھر اور عمل بندہ کا ستارہ جھلکتا ہوا  
 مثل بیج اور تلیل و نماز و روزہ و حج و عمرہ وغیرہ سے جن میں پہلے عیوب نہ ہوں لیجاوین جب چوتھے  
 آسمان پر لیجاوین تو چوتھے آسمان کا فرشتہ کہے کہ تمہرا اس عمل کو اس کے مُنہ پرارو کیونکہ میں غیب کا  
 فرشتہ ہوں مجھے آگے اس کا عمل نہیں جاسکتا اس نے کوئی کام ایسا نہیں کیا کہ جس میں عجب نہ ہو پھر اور عمل  
 بندے کا جس میں اوپر کے عیوب نہ ہوں مثل دلہن کے آراستہ کر کے لیجاوین یا پنجویں آسمان کا فرشتہ کہے کہ یہ عمل  
 اس کے مُنہ پرارو کیونکہ میں حسد کا فرشتہ ہوں وہ خلقت کی نعمت پر حسد کرتا تھا اور جو کوئی عمل سیکھتا اوپر حسد  
 کرتا تھا میں اس کے عمل کو آگے نہ جانے دوں گا پھر بندے کا کوئی اور عمل مثل آفتاب کے نماز روزہ و حج عمرہ و زکوٰۃ  
 وغیرہ کہ جس میں حسد بھی نہ ہو لیجاوین اور اس کی تعریف کریں مگر چھٹے آسمان کا فرشتہ کہے کہ یہ عمل اس کے مُنہ پر  
 مارو وہ کسی پر رحمت نہیں کیا کرتا تھا اور خلقت کی بُرائی پر خوش ہوتا تھا میں حسد کا فرشتہ ہوں میں اس کا  
 عمل آگے نہ بڑھنے دوں گا پھر بندے کا اور عمل جو پہلی خرابیوں سے پاک ہو مثل روزہ اور نماز اور صدقہ اور  
 تقویٰ اور مجاہدہ کے ساتویں آسمان تک لیجاوین چھٹے آسمان تک فرشتے تعریف کریں اور اس کے ساتھ ہوں اور  
 یہ عمل آفتاب کے مانند چمکتا ہوگا جب ساتویں آسمان تک جاوے وہاں کا فرشتہ کہے کھڑے رہو اور یہ  
 عمل اس کے مُنہ پرارو کیونکہ میں جاہ کا فرشتہ ہوں اور اس عمل واسلے کی مراد لوگوں میں مرتبہ حاصل کرنا تھا میں  
 اس عمل کو نہ جانے دوں گا میں اسی بات کے لیے مامور ہوں کہ جو عمل خاص خداے تعالیٰ کے لیے نہ ہو  
 وہ نہ آنے پاوے پھر اور عمل بندے کا جس میں انہیں سے کوئی بھی نقصان نہ ہو مثل نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج  
 وغیرہ و حسن خلق و خاموشی و ذکر خداے تعالیٰ کے لیجاوین اور ساتویں فرشتے بھی اس عمل کے ساتھ سات  
 چلیں اور ساتویں آسمانوں کے حجاب کو قطع کر کے خداے تعالیٰ کے قریب تک پہنچ جائیں اور خداے  
 تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہو کر بندے کے لیے نیک عمل ہونے پر گواہی دیں تو خداے تعالیٰ فرماوے

تم بندے کے عمل کے گنہگار تھے اور میں اوس کے دل کی بات کا گمان ہوں اوسکی غرض اس عمل سے پیشتر تھا  
میں جانتا ہوں اوسکی غرض اس عمل سے کیا تھی اس پر میری ہچکچاہٹ ہو کہ اوسنے آدمیوں کو فریب یا مجھ کو فریب  
نہیں دے سکتا کیونکہ میں غیبیان ہوں عینی دلون کی باتیں ظاہر و باطن کی ہرین میں جانتا ہوں ہر  
میری لعنت ہو اور ساتون آسمانوں اور زمینوں کی فرشتوں کی پھر وہ ساتون فرشتے اور تین ہزار  
فرشتے جو ان کے ساتھ ہوں کہیں کہ اے رب اس پر تیری لعنت ہو اور ہماری سبکی لعنت ہو اور لعنت میواؤں کی  
لعنت ایسے شخص پر جو معاذ فرماتے ہیں کہ اتنی بات حضرت سے سکر میں دیا اور ایک نعرہ مارا اور کہا یا رسول  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے کس طرح نجات ہو جو آپ نے فرمایا ہی فرمایا اپنے پیغمبر کی پیروی یقین کے  
ساتھ کہیں غرض کیا کہ آپ خدا کے رسول ہیں زمین معاذ ہوں مجھ کو کس طرح خلاص اور نجات ہوگی تب آپ نے  
نوبتیں فرمیں اے معاذ اگر تیرے عمل میں قصور ہو تو اپنی زبان کی حفاظت کر اور کسی کی غیبت مت کر  
اور جس عیب میں خود مبتلا ہو اوپر دو سرے کو پرامت کہہ اور دوسرے کو ار کرنے سے اپنے آپ کو عیب سے  
اور اپنے عمل سے پاک کرنے سے بچاؤ اور دنیا میں اتنا مشغول مت ہو کہ آخرت کو بھول جاوے اور اپنے آپ کو  
لوگوں سے بزرگ مت جان کہ دنیا اور آخرت کی نیکی سے جدا رہ جاوے اور مجاہدین میں فحش مت کہ تاکہ  
لوگ تیری جہالتی سے ہرگز نہیں تو لوگوں کی آبرو اپنی زبان سے نکلے مت کہ تاکہ دوزخ کے کتے تیرے  
بدن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ان خصلتوں کی کسکو طاقت ہو یہ تو بہت باتیں  
میں فرمایا کہ اے معاذ جو میں نے تجھ سے کہا ہے جس پر خدا تعالیٰ آسان کر دے اوسکو بہت آسان ہے  
اور تجھ کو یہ ایک ہی خصلت کافی ہے کہ جو بات اپنے لیے چاہے وہی لوگوں کے واسطے چاہ اور جس بات  
اپنے لیے پسند نہ کرے اوسکو کسی کے لیے اچھا مت جان جب تو اوپر عمل کرے گا تو سلاست سے گنا  
وہ مرد راوی کہتا ہے کہ معاذ اس حدیث کے سننے کے بعد اسکو قرآن سے زیادہ پڑھا کرتے تھے پس اے طالب  
جب تو نے یہ حدیث سخت اور خوفناک سنی جس سے پتہ پانی ہوتے ہیں رگہ رگہ ٹوٹی جاتی ہے تو اپنے خدا  
پر بھروسہ کر اور عاجزی اور انکسار کے ساتھ اوسکا ملازم ہو اور ہر دم یکساں رہ شکر گشتی و جرم  
رو میسر آتا نہ بندہ را فرمان نباشد ہرچہ فرمائی براغم کیونکہ بغیر اوسکی رحمت کی اس سے نجات نہیں  
ہو سکتی اور اوسکی توفیق اور عنایت کے سوا سلامتی نہیں ہے پس خواب غفلت سے بیدار ہوتا کہ ہلاک ہو جاوے  
غرض کہ جب غور کرو اور قدر عبادت خدا اور تعالیٰ کی معلوم کرو اور رنجہ اور ضعف اور جہل خلقت کا بھی نہایت  
ہو جاوے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہونے سے کیا فائدہ اور اونی مع اور ثنا و تعظیم سے کیا مطلب اور  
جبکہ خست اور خجارت اور جلد زائل ہو نا کا معلوم ہوا تو اپنی عبادت کے پس میں اوسکو طلب کرنا

۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰

[illegible]

فصل ساتویں گھاتی حمدا و شکر کا بیان

طالب عبادت جب ان بھلی گھاٹیوں کو قطع کرے اور اپنے مطلب پر سچ و سالم کامیاب ہو تو اس نعمت عظمیٰ  
 و بخشش کبریٰ پر حمد اور شکر خدا کا کہنا لازم ہو و وجہ سے ایک نعمت کی بیشکلی کے لیے دوسرے زیادتی حاصل  
 کرنے کے لیے ہمیشگی نعمت کی اس طرح ہر کہ شکر کا نعمتوں کی قید ہو اسکے حسب نعمت ہمیشہ قائم رہتی ہو اور  
 شکر کے ترک کرنے سے زائل ہو جاتی ہو خدا سے تعالیٰ عروج ملے ایک قوم کے حق میں فرمایا فَاكْفُرُوا  
 يَا نِعْمَ اللَّهُ فَكَذَّبُوا قَالُوا لَبَّاسُ الْجُحُومِ وَالْجُحُومُ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ یعنی خدا سے تعالیٰ کی  
 نعمتوں پر کافر ہو گئے پس چکھایا ان کو خدا سے تعالیٰ نے لباغ و ن اور ہوک کا سبب ان کے کاموں کے  
 یعنی ناشکری کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نعمت ایک وحشی ہو اس کو شکر سے قید کرو  
 شعر شکر جان نعمت نعمت چو پوست نہ زانکہ شکر آرد ترا گوی دوست و اور زیادتی نعمت یہ ہر جیسا شکر  
 نعمت کی قید ہو و سیاہی زیادتی بھی اوس سے حاصل ہوتی ہو خدا سے تعالیٰ نے فرمایا ہَلْ تَنْشْكُرُونَّ  
 كَذِبًا تَكْفُرُونَ یعنی اگر تم شکر کرو گے تو میں نعمت زیادہ دوں گا اور یہ معمول ہو کہ جب سوار حکیم دیکھتا ہو کہ بند  
 نے حق نعمت ادا کیا اور اوپر قیام کیا ہو تو اوپر اور نعمت کا احسان فرماتا ہو اور اگر حق ادا کیا تو پہلی ہی نعمت  
 نعمت بھی چھین لیتا ہو اور کفران نعمت میں مبتلا کرتا ہو بعد اسکے جاننا چاہیے کہ نعمتیں خداوندی نعمتیں  
 دینی اور دنیاوی و دنیاوی بھی دو قسم ہیں ہر نعمت نفع نعمت و دفع نعمت دفع وہ ہے جس سے بندے کو نفع پہنچایا اور

[illegible][illegible]

دو بھی دو طرح ہر ایک یہ کہ قدر و طاقت میں مجسم و سالم بنایا اور رشیدی اور عافیت رکھا دو مہر کہ لذات کھا  
اور پیئے اور فکاح وغیرہ سے بہرہ ور فرمایا اور نعمت دفع یہ ہو کہ بندے کی مضرتیں اور تکلیفیں دور کریں اور یہ بھی  
دو طرح ہر ایک یہ کہ نفس کی مضرت کو دفع کیا اس طرح کہ اسکو اپنا حق ہونے سے سلامت کھا اور آفتوں  
اور بیماریوں سے بچایا دوسرے یہ کہ انواع اقسام کی وکٹوں والی چیزیں جو اسکو پیش آئیں انکو دور کیا یعنی  
جن انسان کے دشمنوں اور رندوں اور وحوش وغیرہ سے بچایا اور نعمت دینی دو طرح ہر ایک نعمت توفیق اور  
نعمت عصمت توفیق کی نعمت یہ ہو کہ توفیق اسلام اور سنت اور طاعت کی بہت عینیت کی اور نعمت عصمت  
یہ ہو کہ اول کفر اور شرک کے فساد سے پھر ملزمتی اور بدعت سے اور پھر تمام گناہوں سے بچایا اور تفصیل اور  
شمار ان نعمتوں کی جو بندے کو عنایت فرمائی ہیں خدا سے تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا چنانچہ فرمایا  
وَإِنْ تَعْلَمَ أَنْتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يُخَصِّصُهَا لِمَنْ يَشَاءُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ ذَكِيٌّ  
اب پھر جاننا چاہیے کہ ہمیشگی ان نعمتوں کی اور ہر ایک کا زیادہ ہونا اس درجہ تک کہ وہ ہم میں سے کسی کو  
چیز پر منحصر ہو جسکو حمد اور شکر کہتے ہیں اس پر حوصلہ نہ ملے اسکی اتمیت ہو وہ ہمیں اتنا فائدہ ہو تو ضرور ہو کہ اوست  
کسی وقت غافل نہ رہے کیونکہ یہ ایک جو ہر قیمتی اور قیمیات نفیسہ شمع کشت شکر خدا میں ہر زبان و مشاہیر  
کھول دے اپنی زبان و آواز حمد اور شکر کے معنی سمجھنا چاہیے کہ علماء نے تہذیب و شکر میں فرق کیا ہے حمد کو تسبیح اور  
تسبیح کے قبیل سے بتلاتے ہیں پہل فعال ظاہر میں سے ہوگی اور شکر کو تقویض اور صبر میں شمار کیا ہے تو یہ  
اعمال باطن میں شامل ہوگا اور ایک بات فرق کی بیان کی ہے کہ تہذیب و شکر کے مقابلے میں ہے اور شکر کے  
کے مقابلے میں اور ایک فرق کہتے ہیں کہ حمد عام اور بہت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَإِنْ تَعْلَمَ  
أَنَّ اللَّهَ لَا يُخَصِّصُهَا لِمَنْ يَشَاءُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ ذَكِيٌّ اس سے معلوم ہوا کہ حمد ہر جگہ ہے  
اور شکر تھوڑا اور خاص ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا وَفَلْيَذْكُرُوا عِبَادِي الشُّكْرَ ۚ يَعْنِي تَعْبُدُوا  
ہیں میرے بندوں میں شکر بجالائے والے اس سے ثابت ہوا کہ حمد اور شکر کے معنی جدا جدا ہیں پس حمد کے معنی  
یہ ہیں کہ کسی خوب کام پر کسی کی تعریف کرنی اور یہی ہمارے مرشد ج کے کلام سے سمجھ میں آیا ہے اور شکر کے  
معنوں میں بہت اختلاف ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ شکر کے معنی یہ ہیں کہ پروردگار کی اطاعت کرنا  
ظاہر و باطن میں سب اعضا سے اور ہمارے ایک بزرگ رحم نے فرمایا ہے کہ شکر کے معنی ہیں عبادتوں کا ظاہر  
اور باطن سے ادا کرنا پھر دوسری باریوں نے فرمایا ہے کہ شکر کے معنی ہیں بچھا گناہوں سے ظاہر و باطن میں  
اور ایک بزرگ نے کہا ہے کہ شکر کے معنی نگاہ رکھنا دل اور زبان اور جمیع اعضا کا اس طرح کہ ان میں سے نہ  
سے کسی کے وسیلے سے گناہ نہ کرے اور اس قول میں اور ہمارے بزرگ کے قول میں یہ فرق ہے کہ انھوں نے

[illegible]



لکھا ہوں سے پرہیز کرتے پر مخالفت کے معنوں کو زیادہ کیا ہی اولہ پرہیز کے معنی یہ ہیں کہ کوئی گناہ باوجود  
 مہیا ہونے خواہش کے سامان کے مگر سے بدون اس بات کے کہ نفس میں کوئی ایسی بات موجود ہو کہ وہ  
 شخص مسمود ہیاں کر کے اس کے سبب کفران سے بچا رہے اور ہمارے مرشد رم سے فرمایا ہے کہ شکر کے  
 معنی یہ ہیں کہ نعم کی نعمت کے عوض میں اس کی بڑائی کرے یا شکر کہ نعم کے مستحق ہے اور اس کی ناشکری  
 مانع ہو اور اگر اس کے معنی یوں کہیں کہ احسان کے مقابلے میں محسن کی تعظیم کرنی تو ان معنوں سے  
 معنی شکر خداے تعالیٰ کے بندے کے لیے بھی درست ہو سکتے ہیں اور شکر کی تفصیل کتاب  
 احیاء العلوم میں کہ دی ہے لیکن حاصل یہ ہو کہ مراد بندے کی شکر سے وہ تعظیم ہی جو کہ احسان کرنے والے  
 کے حق میں بڑائی کرنے سے منع ہو اور یہ بات محسن کے احسان یا کرنے سے حاصل ہوتی ہو اور اس کی  
 شکر کرنے والے کی جوئی شکر میں ہی اور ناشکری والوں کی بڑائی کہ ان میں ہیں کہ تاہوں کہ کم سے کم  
 خلیعہ کا سبب نعمت کے یہ ہو کہ اس کی نعمت کو اس کے گناہ کا سبب کرے اور وہ شخص بہت خراب  
 ہو جو نعمت شکر کو اس کی نافرمانی کا وسیلہ کرے اور بندے پر درحقیقت شکر اتنا فرض ہے کہ خدا تعالیٰ  
 کی تعظیم دل میں اتنی ہو وے کہ جسد راوی کی نعمتیں یاد آدین وہ عظمت او میں اور اس کے گناہوں میں  
 مائل ہوتی جاوے جب اس نے یہ کیا تو جو شکر کی اہل تھی وہ بجا لایا پس چاہیے کہ عبادت میں بھی  
 محنت اور کوشش کرے اور خدمت اچھی طرح کرے اس کے لیے کہ یہ بھی نعمت کا حق ہے اور گناہوں سے  
 بچنا بھی بہت ضروری اس سے بھی چارہ نہیں اب جانتا چاہیے کہ شکر کی جگہ دنیا و دین کی نعمتیں  
 ہیں یعنی اس کے بعد شکر کرنا چاہیے مگر سبب میں کلام ہی کہ سختیوں اور مصیبتوں پر دنیا کی نعمتیں  
 اور مال اور عیال ہوں بند شکر واجب ہے یا نہیں بعضے کہتے ہیں کہ سختیوں اور مصیبتوں پر شکر  
 ضرور نہیں ہوتا ہے کہ وہ مصیبت ہے اور پر صبر کرنا چاہیے شکر نعمت پر ہوا کرتا ہے اور بعضے کہتے ہیں  
 کہ کوئی شدت اور مصیبت ایسی نہیں ہے جس کے قلعے میں خداے تعالیٰ کی نعمت نہیں ہو پس جو  
 نعمتیں کہ مصیبتوں کے ساتھ ہیں اور پر شکر واجب ہے نفس مصیبت پر شکر کی ضرورت نہیں  
 اور مصیبتوں کے مقابلے میں جو نعمتیں ہیں وہ یہ ہیں کہ ابن عمرؓ نے فرمایا ہے کہ میں بلا میں مبتلا  
 ہوا چار نعمتیں خداے تعالیٰ کی میرے پاس موجود ہو میں ایک یہ کہ وہ بلا دین کی نہ تھی دوسری  
 کہ اس سے کوئی بلا زیادہ سخت نہ آئی تیسری یہ کہ بلا پر راضی ہونے سے محروم نہیں ہوا چوتھی یہ کہ بلا پر  
 صبر کرنے سے ثواب کی امید ہوئی اور بعضوں نے کہا ہے کہ بلا کو قیام نہیں اور اوپر صبر کا ثواب بیشمار  
 ہے پس بندے کو ضروری شکر اور نعمتوں پر جو بلاؤں کے متصل ہیں اور ہمارے مرشد کی بھی توجہ ہے

یہاں تک کہ کوئی گناہ باوجود مہیا ہونے خواہش کے سامان کے مگر سے بدون اس بات کے کہ نفس میں کوئی ایسی بات موجود ہو کہ وہ شخص مسمود ہیاں کر کے اس کے سبب کفران سے بچا رہے اور ہمارے مرشد رم سے فرمایا ہے کہ شکر کے معنی یہ ہیں کہ نعم کی نعمت کے عوض میں اس کی بڑائی کرے یا شکر کہ نعم کے مستحق ہے اور اس کی ناشکری مانع ہو اور اگر اس کے معنی یوں کہیں کہ احسان کے مقابلے میں محسن کی تعظیم کرنی تو ان معنوں سے معنی شکر خداے تعالیٰ کے بندے کے لیے بھی درست ہو سکتے ہیں اور شکر کی تفصیل کتاب احیاء العلوم میں کہ دی ہے لیکن حاصل یہ ہو کہ مراد بندے کی شکر سے وہ تعظیم ہی جو کہ احسان کرنے والے کے حق میں بڑائی کرنے سے منع ہو اور یہ بات محسن کے احسان یا کرنے سے حاصل ہوتی ہو اور اس کی شکر کرنے والے کی جوئی شکر میں ہی اور ناشکری والوں کی بڑائی کہ ان میں ہیں کہ تاہوں کہ کم سے کم خلیعہ کا سبب نعمت کے یہ ہو کہ اس کی نعمت کو اس کے گناہ کا سبب کرے اور وہ شخص بہت خراب ہو جو نعمت شکر کو اس کی نافرمانی کا وسیلہ کرے اور بندے پر درحقیقت شکر اتنا فرض ہے کہ خدا تعالیٰ کی تعظیم دل میں اتنی ہو وے کہ جسد راوی کی نعمتیں یاد آدین وہ عظمت او میں اور اس کے گناہوں میں مائل ہوتی جاوے جب اس نے یہ کیا تو جو شکر کی اہل تھی وہ بجا لایا پس چاہیے کہ عبادت میں بھی محنت اور کوشش کرے اور خدمت اچھی طرح کرے اس کے لیے کہ یہ بھی نعمت کا حق ہے اور گناہوں سے بچنا بھی بہت ضروری اس سے بھی چارہ نہیں اب جانتا چاہیے کہ شکر کی جگہ دنیا و دین کی نعمتیں ہیں یعنی اس کے بعد شکر کرنا چاہیے مگر سبب میں کلام ہی کہ سختیوں اور مصیبتوں پر دنیا کی نعمتیں اور مال اور عیال ہوں بند شکر واجب ہے یا نہیں بعضے کہتے ہیں کہ سختیوں اور مصیبتوں پر شکر ضرور نہیں ہوتا ہے کہ وہ مصیبت ہے اور پر صبر کرنا چاہیے شکر نعمت پر ہوا کرتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ کوئی شدت اور مصیبت ایسی نہیں ہے جس کے قلعے میں خداے تعالیٰ کی نعمت نہیں ہو پس جو نعمتیں کہ مصیبتوں کے ساتھ ہیں اور پر شکر واجب ہے نفس مصیبت پر شکر کی ضرورت نہیں اور مصیبتوں کے مقابلے میں جو نعمتیں ہیں وہ یہ ہیں کہ ابن عمرؓ نے فرمایا ہے کہ میں بلا میں مبتلا ہوا چار نعمتیں خداے تعالیٰ کی میرے پاس موجود ہو میں ایک یہ کہ وہ بلا دین کی نہ تھی دوسری کہ اس سے کوئی بلا زیادہ سخت نہ آئی تیسری یہ کہ بلا پر راضی ہونے سے محروم نہیں ہوا چوتھی یہ کہ بلا پر صبر کرنے سے ثواب کی امید ہوئی اور بعضوں نے کہا ہے کہ بلا کو قیام نہیں اور اوپر صبر کا ثواب بیشمار ہے پس بندے کو ضروری شکر اور نعمتوں پر جو بلاؤں کے متصل ہیں اور ہمارے مرشد کی بھی توجہ ہے

نفس پر کھانی ہو کر شکر کا پلکان

سبحان

کہ دنیا کی ختیوں پر شکر کرنا ضروری ہے اس واسطے کہ دنیا کی سختیاں حقیقت میں نعمتیں ہیں کیونکہ جسے کو  
 اوس کے مقابلے میں اتنا ثواب ہے کہ پیگلیفیں اوس کے مقابلے میں بیچ ہیں اور اس سے بڑھ کر کو نعمت  
 ہوگی اسکی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص بیمار کو کسی مرض کی بہت سے تلخ دوا کھلا دے یا فصد کھوے  
 یا پچھنے لگا دے اور اوس دوا یا خون لینے کے سبب بیماری سے نجات پاوے تو بیشک اوس  
 دوا کا کھلانا یا خون کا لیسنا مرض کے واسطے بڑی نعمت ہے اگرچہ ظاہر میں تکلیف ہے اور طبیعت  
 اوس سے نفرت کرتی ہے لیکن دنیا کی سختیوں کا حکم ہے دیکھو خدا نے تعالیٰ فرمایا ہے عَسَىٰ اَنْ يَّكُونَ  
 شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فَوْقَهُ خَيْرًا كَثِيرًا یعنی شاید تم کسی شے کو برا جانو اور اسے تعالیٰ نے اوس میں  
 بہت خیر رکھی ہو سوال شکر بہتر ہے یا صبر جواب جاننا چاہیے کہ بعضوں نے شکر کو بہتر بتلایا ہے  
 اس واسطے کہ خدا نے تعالیٰ فرمایا ہے وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّاكِرِينَ یعنی میرے بندوں میں  
 سے شکر کرنے والے کم ہیں غرض یہ کہ شاکرین کو نہایت خاص کر کے فرمایا ہے اور حضرت نوحؑ  
 کی شان میں فرمایا ہے اِنَّكَ كَانَ عَبْدًا شَاكِرًا یعنی نوح میرا بندہ شکر گزار ہے اور ابراہیمؑ کی شان میں  
 فرمایا ہے اِنَّكَ كَانَتْ اُمَّةً اٰتَتْهَا الْاَنْبِيَاءُ اٰيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِّعَلَّاهُمْ يَرْجِعُوْنَ اِلَيْهِ اَوْ يَتَذَكَّرُوْنَ اَنْ يَّوْصَوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا  
 اَوْ كُوْا خَاصٌّ كَرِّمًا اور دوسری دلیل یہ ہے کہ شکر انعام اور آرام کی جگہ ہے اسی وجہ سے ایک بزرگ نے کہا  
 ہے کہ اگر مجھ کو نعمت میں اور شکر کروں بہتر ہے اس سے کہ بلا دین اور صبر کروں اور بعضے کہتے ہیں کہ صبر شکر سے  
 بہتر ہے اس واسطے کہ صبر میں تکلیف اور رنج بہت ہے پس اوس کا ثواب بھی بہت ہوگا اور اوس کا مرتبہ بھی بلند  
 ہوگا اور خدا نے تعالیٰ حضرت ایوبؑ کی طرح میں فرمایا ہے اِنَّكَ اَوَّلًا وَاٰخِرًا وَجَدْنَا نَصْرًا لِّرَافِعٍ الْعَبْدِ  
 اِنَّكَ اَوَّلًا یعنی ہمنے ایوب کو صابر پایا ایوب اچھا بندہ ہے خدا کی طرف رجوع کرنے والا اور فرمایا  
 اِنَّكَ اَوَّلًا وَاٰخِرًا وَجَدْنَا نَصْرًا لِّرَافِعٍ الْعَبْدِ یعنی صابر دینے جائیں گے ثواب بحساب  
 اور فرمایا وَاَللّٰهُ يُحِبُّ الْمُصَابِرِينَ یعنی اسے تعالیٰ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے  
 اور میرے نزدیک جو شاکر ہو وہی صابر ہے اور جو صابر ہو وہی شاکر ہے اس واسطے کہ شاکر کو ہنرمند  
 دنیا میں تکلیفیں پہنچیں گی اور اُن پر صبر کرے گا اور صابر نعمتوں سے خالی نہ رہے گا اور بالضرور اُن پر  
 شکر کرے گا کیونکہ یہ اوپر گزر چکا ہے کہ سختیاں حقیقت میں نعمتیں ہیں پس جبکہ سختیوں پر صبر کیا گیا کہ  
 حقیقت میں شکر ادا کیا اور دوسری دلیل یہ ہے کہ شاکر اپنے نفس کو ناشکری سے روکے گا اور اسی کا نام  
 صبر ہے یعنی گناہ سے اپنے نفس کو روکا اور صابر اپنے نفس کو دایا کرنے سے منع کرے گا اور اسی کو  
 کہتے ہیں اب ای مرد مالک اس گھائی کو قطع کرنا بڑی کوشش سے چاہیے کہ جس میں محنت تھوڑی

نفس پر کھانی ہو کر شکر کا پلکان  
 دنیا کی سختیوں پر شکر کرنا ضروری ہے اس واسطے کہ دنیا کی سختیاں حقیقت میں نعمتیں ہیں کیونکہ جسے کو  
 اوس کے مقابلے میں اتنا ثواب ہے کہ پیگلیفیں اوس کے مقابلے میں بیچ ہیں اور اس سے بڑھ کر کو نعمت  
 ہوگی اسکی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص بیمار کو کسی مرض کی بہت سے تلخ دوا کھلا دے یا فصد کھوے  
 یا پچھنے لگا دے اور اوس دوا یا خون لینے کے سبب بیماری سے نجات پاوے تو بیشک اوس  
 دوا کا کھلانا یا خون کا لیسنا مرض کے واسطے بڑی نعمت ہے اگرچہ ظاہر میں تکلیف ہے اور طبیعت  
 اوس سے نفرت کرتی ہے لیکن دنیا کی سختیوں کا حکم ہے دیکھو خدا نے تعالیٰ فرمایا ہے عَسَىٰ اَنْ يَّكُونَ  
 شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فَوْقَهُ خَيْرًا كَثِيرًا یعنی شاید تم کسی شے کو برا جانو اور اسے تعالیٰ نے اوس میں  
 بہت خیر رکھی ہو سوال شکر بہتر ہے یا صبر جواب جاننا چاہیے کہ بعضوں نے شکر کو بہتر بتلایا ہے  
 اس واسطے کہ خدا نے تعالیٰ فرمایا ہے وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّاكِرِينَ یعنی میرے بندوں میں  
 سے شکر کرنے والے کم ہیں غرض یہ کہ شاکرین کو نہایت خاص کر کے فرمایا ہے اور حضرت نوحؑ  
 کی شان میں فرمایا ہے اِنَّكَ كَانَ عَبْدًا شَاكِرًا یعنی نوح میرا بندہ شکر گزار ہے اور ابراہیمؑ کی شان میں  
 فرمایا ہے اِنَّكَ كَانَتْ اُمَّةً اٰتَتْهَا الْاَنْبِيَاءُ اٰيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِّعَلَّاهُمْ يَرْجِعُوْنَ اِلَيْهِ اَوْ يَتَذَكَّرُوْنَ اَنْ يَّوْصَوْا بِاَنْ يَّكُوْا  
 اَوْ كُوْا خَاصٌّ كَرِّمًا اور دوسری دلیل یہ ہے کہ شکر انعام اور آرام کی جگہ ہے اسی وجہ سے ایک بزرگ نے کہا  
 ہے کہ اگر مجھ کو نعمت میں اور شکر کروں بہتر ہے اس سے کہ بلا دین اور صبر کروں اور بعضے کہتے ہیں کہ صبر شکر سے  
 بہتر ہے اس واسطے کہ صبر میں تکلیف اور رنج بہت ہے پس اوس کا ثواب بھی بہت ہوگا اور اوس کا مرتبہ بھی بلند  
 ہوگا اور خدا نے تعالیٰ حضرت ایوبؑ کی طرح میں فرمایا ہے اِنَّكَ اَوَّلًا وَاٰخِرًا وَجَدْنَا نَصْرًا لِّرَافِعٍ الْعَبْدِ  
 اِنَّكَ اَوَّلًا یعنی ہمنے ایوب کو صابر پایا ایوب اچھا بندہ ہے خدا کی طرف رجوع کرنے والا اور فرمایا  
 اِنَّكَ اَوَّلًا وَاٰخِرًا وَجَدْنَا نَصْرًا لِّرَافِعٍ الْعَبْدِ یعنی صابر دینے جائیں گے ثواب بحساب  
 اور فرمایا وَاَللّٰهُ يُحِبُّ الْمُصَابِرِينَ یعنی اسے تعالیٰ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے  
 اور میرے نزدیک جو شاکر ہو وہی صابر ہے اور جو صابر ہو وہی شاکر ہے اس واسطے کہ شاکر کو ہنرمند  
 دنیا میں تکلیفیں پہنچیں گی اور اُن پر صبر کرے گا اور صابر نعمتوں سے خالی نہ رہے گا اور بالضرور اُن پر  
 شکر کرے گا کیونکہ یہ اوپر گزر چکا ہے کہ سختیاں حقیقت میں نعمتیں ہیں پس جبکہ سختیوں پر صبر کیا گیا کہ  
 حقیقت میں شکر ادا کیا اور دوسری دلیل یہ ہے کہ شاکر اپنے نفس کو ناشکری سے روکے گا اور اسی کا نام  
 صبر ہے یعنی گناہ سے اپنے نفس کو روکا اور صابر اپنے نفس کو دایا کرنے سے منع کرے گا اور اسی کو  
 کہتے ہیں اب ای مرد مالک اس گھائی کو قطع کرنا بڑی کوشش سے چاہیے کہ جس میں محنت تھوڑی

نفس پر کھانی ہو کر شکر کا پلکان

اور نعمت بہت ہی اور ان دو معلون کو غور کرنا چاہیے ایک یہ نعمت قدردان کو ملا کرتی ہے اور قدردان شاکر لوگ ہیں اور اسکی دلیل یہ ہے کہ خداے تعالیٰ نے کفار کا قول بیان کر کے اوسکو رو کیا جیسا کہ فرمایا

أَهْلُ كَلْبٍ مِّنْ جِذْرِ الْإِنْسَانِ وَمَعْلِيَهُمْ قُرْبَانُ الْإِنْسَانِ وَمَعْلِيَهُمْ قُرْبَانُ الْإِنْسَانِ

یعنی جاہلون یا سگان ہیں ان کی نعمت عظیم اوسکی کو دیتے ہیں جس پاس مال زیادہ ہو اور بزرگ زادہ ہوں یہ کہا کہ کیا سبب ہے کہ خداے تعالیٰ نے ان خقیرون کو اپنے دین کی نعمت دی ہے اور کمونین دی اسباب کے جواب میں ارشاد ہوا کہ

أَلَيْسَ لِلَّهِ بِالْأَعْلَمِ بِالْإِنْسَانِ كَرِيمٌ

اسد تعالیٰ شاکرین کو زیادہ جانتا ہے یعنی سرور کریم اوسکی نعمت عنایت فرماتا ہے جو اسکی قدر جانے اور جان و تن سے اسکی طرف متوجہ ہو اور سب چیزوں میں اوسکی کو اختیار کرے اور اسکی تکلیف پورے تحمل کرے اور تنگ نہ ہو بلکہ ہمیشہ اوسکے در پر کھڑا ہو کر شکر ادا کرے اور ہمارے علم میں پہلے سے تھا کہ تے ضعیف لوگ ہماری نعمت کی قدر پہچانیں گے اور اوسکا شکر ادا کرنے پر قیام کریں گے یہی ان نعمتون کے لیے تم سے بہترین پس دنیاوی مال و مرتبہ کولائق ہے اور دنیا کے حسب و نسب کا اعتبار نہیں ہے اسواسطے کہ تم دولت دنیا ہی کو نعمت جانتے ہو اور دین حق اور معرفت حق کو نعمت نہیں جانتے اور سب جاہ و مال بنا دنیا کے جاہ حاصل کرنے میں صرف کرتے ہو اور

یہ بیچارے ضعیف لوگ اپنی جان و مال ہمارے راستے میں قربان کرتے ہیں اور کچھ خوف نہیں کرتے اور انھوں نے ہماری نعمت کی قدر جانی ہے اور اس نعمت بزرگ اور منت کریم کے لائق ہی لوگ ہیں شہر در بزم دنیا میخند و بس بازار خود فروشی ازان راہ دیگرست پتھیں کہتا ہوں کہ یہی حال اون لوگون کا ہے جنکو خداے تعالیٰ نے خاص کیا ہے دین کی نعمت سے خواہ علم ہو یا عمل یعنی ہر ایک ان میں سے نعمت کی زندگی جانتا ہے اور اوسکے حاصل کرنے میں کوشش بلوغ کرتا ہے اور ادا و شکر میں مستعد ہو اور جو کوئی نعمت سے محروم ہو وہ بزرگی نعمت سے جاہل اور شکر سے غافل ہیں اسواسطے کہ اگر تعظیم علم و عبادت کی بازیوں کے دل میں اتنی ہوتی جیسے علمای متعبدین کے دل میں ہے تو بازار کو علم و عبادت کے سامنے ہرگز نہ اختیار کرتے دیکھو تو اگر کوئی فقیر مسئلہ مشکل حل کرتا ہے تو کیسا خوش ہوتا ہے اور راحت پاتا ہے بلکہ ایسا جانتا ہے کہ کئی ہزار دینار پالیے اور بعض اوقات کسی دینی مسئلہ میں ایک سال بلکہ دس برس تک سوچا کرتا ہے اور اس مدت کو بہت نہیں جانتا اور تھک کر پاؤں نہیں ہوتا اور جب معلوم ہو جاوے تو بڑی نعمت اور منت گئے اور اوسکے سبب سے آپ کو سب سے زیادہ بزرگ اور غنی تصور کرتا ہے لیکن اگر کوئی بازاری یا طالب علم سست کہ آپ کو علم کی رغبت اور محبت میں ویسا ہی جھٹھاتا ہے اوس سے ایسا مشکل مسئلہ حل نہو اور جیسا اوسکا حق ہے ویسا بخائے تو ممکن ہے کہ اگر زیادہ بڑھا کر بتلا و تو طول ہو گا اور جب خود



صل کرے تو کچھ بڑا کام نہیں سمجھے گا اسی طرح جو کوئی خدا کی طرف سے جو چیز اور بہت سی ریاضت اور کوشش اور نفس کو لذت اور شہوت سے روکے اس غرض سے کہ دو رکعت نماز کی جیسی چاہیں ویسی میسر ہو جاوے اور اگر کسی کے لیے مناجات صفائی اور ملاوت کے ساتھ حاصل ہووے تو جب کبھی ایک مہینے میں خواہ ایک سو تین خواہ تمام عمر میں ایک دفعہ بھی اوسکو یہ بات حاصل ہوگی تو اوسکو بڑا احسان اور نہایت نعمت خیال کرے گا اور حد سے زیادہ خوش ہوگا اور خدا سے تعالے کا شکر کرے گا اور وہ رحمتیں اور جاگنا بالکل بھوجا ہوگا اور دوسرا شخص جو بڑے غم خود گمان رکھتا ہو کہ میں بھی عبادت میں رغبت رکھتا ہوں اگر ایسی عبادت کے لیے اوسکو اتفاقاً ضرورت آپڑے کہ کچھ اپنا کھانا کم کر دے یا کچھ کلمات و اہیات کہنے چھوڑ دے یا کچھ سونا ترک کر دے تو اوسکا نفس ہرگز نمائے گا بلکہ ایسی عبادت سے درگزرے گا اور اسی جہت سے اگر اتفاقاً اوسکو کبھی ایسی عبادت میسر بھی ہو جاوے تو اوسکی قدر کچھ بھی بنجانے گا اور نہ کسی کا شکوہ ہوگا بلکہ اوسکا شکر اور خوشی جب ہو کہ کچھ روپیہ لمباوے یا بہتر کھانا یا روٹی پکی پکانی یا نیند بھر سونا یا صحت بدن کی میسر ہو اور مردہ و نون کو کہے کہ احمد صد یہ خدا کا احسان ہی پس غور تو کرو کہ تھے غافل اور عاجز لوگ اون نیکی جنتوں کی برابر کس طرح ہو جاوے گے اور انھیں غفلت کی باتوں کے سبب سے غیب ان نعمتوں سے محروم رہے اور اون متراض طالبوں نے بھر پائیں اور یہ اپنی اپنی قسمت ہے جو حکم اہل کامیابی نے کر دی ہے یہ تفصیل جو اَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِالشَّاكِرِينَ کے متعلق ہے پس خوب سمجھ لو اور اوسکا حق ادا کرو جانا چاہیے کہ جس چیز پر آدمی آرزو کرتا ہو اس سے نفس ہی کے سبب سے محروم رہتا ہی پس بات کو کوشش کرنی چاہیے کہ خدا سے تعالے کی نعمت حاصل ہو اور اوسکے موافق اوسکی تعظیم ادا ہو تاکہ مستحق نعمت ہونے کے بھی ہو جاوے دوسری مہل یہ ہر کہ جو کوئی قدر خدا سے تعالے کی نعمت کی بنجانے اوس سے وہ نعمت چھین لیجاتی ہو اور اوس پر دلیل خدا سے تعالے کا قول ہو وَاشْرِكْ عَلَيْهِمْ ثَمَنًا الَّذِي آتَيْنَاهُ ابْنَتَنَا فَاشْكُرْ مِنْهَا فَإِنَّهَا قَائِمَةٌ لِّشَيْطَانٍ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ وَلَوْ شِئْنَا لَوْفَعْنَا لَوْفَعُهَا وَلَكِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ هُوَ فِي سُلَالَةٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا عَلَيْكَ يَأْمُرُكَ يَا أَيُّهَا الَّذِي هُوَ أَكْثَرُ النَّاسِ كَذِبًا أَنْ يَكْفُرُوا بِآيَاتِنَا فَإِنَّهُمْ لَكَ أَكْثَرُ الْغَاوِينَ فَتَفَكَّرُوا عَلَىٰ فِتْنٍ يَخْتَرِكُ الْغَاوِينَ كَذِبًا يُكْفَرُونَ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ هَادٍ فَذَرْهُمْ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْخَالِفِينَ

[illegible]

یہی ایک کتب خانہ ہے جس میں کتب و نسخہ ہندوستان کے مختلف علاقوں سے جمع ہوئے ہیں۔ یہ کتب خانہ ۱۸۵۷ء میں قائم کیا گیا تھا۔ اس میں کتب و نسخہ ہندوستان کے مختلف علاقوں سے جمع ہوئے ہیں۔ یہ کتب خانہ ۱۸۵۷ء میں قائم کیا گیا تھا۔



[illegible]







خانہ  
 لعل بہار  
 پتھر داری ہے  
 ساجست اور  
 قدرت پرانی  
 عمارت عالی  
 کج پوچھا کہ  
 نہ پکارا دیندی  
 ہر عین کو ختم  
 بنا ادا ہوئے  
 سوال کیا اور  
 جواب دیندی  
 اسات محمدی  
 و قسنداری  
 سرخ ہا لعلین

سین لوگین  
 میں اپنے  
 چنان کہ شیطانی  
 نفس کی شریعت غلو کی  
 کی بہت زیادہ جب کہ  
 باقی زنی اس  
 معصوم کو بیکار  
 معصوم کو ہی پرانی  
 گلو ہی خستہ  
 جی اید کو عینی  
 چون کاں عو  
 اذون لی جواب  
 نہیں لب پر  
 مست ہی اوت  
 ن کی ہو ہو  
 کہ طرف میں اپنی

۱۱۹  
 بالکلیہ نئی اور بدین کی محنت  
 کی ہے کہ وہ ان میں سے  
 ایسے و سران سب سے  
 ۱۲۰ یعنی پادشاہ قیام  
 اہل اور دنیا کی محنت میں  
 ہوئی ایک ہی بلکہ ایک  
 ہونے کی ایک ہی بلکہ  
 فخر ہوئی کہ ایک ہی  
 ۱۲۱ حدیث شریف میں  
 دلائل میں سے  
 ۱۲۲ کہ ایک ہی بلکہ  
 اور جہاں سے  
 کہ ایک ہی بلکہ  
 ۱۲۳ کہ ایک ہی بلکہ  
 ۱۲۴ کہ ایک ہی بلکہ  
 ۱۲۵ کہ ایک ہی بلکہ  
 ۱۲۶ کہ ایک ہی بلکہ  
 ۱۲۷ کہ ایک ہی بلکہ  
 ۱۲۸ کہ ایک ہی بلکہ  
 ۱۲۹ کہ ایک ہی بلکہ  
 ۱۳۰ کہ ایک ہی بلکہ

[illegible]











محبت پیدا کر دیتا ہے پتھر ہو میں برکت عام اور سبکی کلام اور دل و نفس اور فعل و بجا ملہ و مکان میں یہاں تک کہ جس جگہ جاوے اور جس جگہ پہنچے اور جہاں می کو دیکھے سب لوگ اوسکو تبرک گنیں مٹو لہو میں تا بعد از ہونا دریا اور جگہ کا اس طرح کہ اگر چاہے پانی پہ چلے اور اگر چاہے تمام دنیا میں ایک ساعت سے کم میں پھر آوے ستر ہو میں سب جانوروں کا تابع ہو جائے کہ وحشی اور درندی وغیرہ سب آواز پر چلے آوین اور شیر اوسکے پاس م ہلاوین اٹھا رہو میں تمام موی زمین کی کنبیوں کا اوسکو مالک کر دیوین تاکہ جس جگہ چاہے اسکے لیے خزانہ موجود ہو اور جس جگہ چاہے پاون مارے تو پانی نکل آوے بشرطیکہ محتاج ہو اور اگر کھانے کا ارادہ کرے تو ہر جگہ کھانا موجود ہو اور بیستویں مرتبہ خدا سے تعالے کی درگاہ میں یہاں تک کہ خلقت اوسکی خدمت کے وسیلے سے قربت چاہیں اور اوسکے جاہ اور برکت کے واسطے سے خدا تعالے سے حاجتیں طلب کریں بیستویں دعائوں کا قبول ہونا جو خدا تعالے سے چاہے گا وہی قبول ہوگا اور اگر کسی کی شفاعت کرے گا قبول ہوگی اور اگر کسی امر کے واسطے خدا تعالے کی قسم کھا لیوے گا تو خدا تعالے سچ کرے گا اور اگر کسی پہاڑ کو اشارہ کرے گا تو اوسی وقت زائل ہو جاوے گا اور اگر کوئی شی اوسکے دل میں گزرے تو اوسی وقت حاضر ہووے اور اگر امتیں یا ممالک میں بغض کی طرح شیعہ و سنی کے اشارہ فرماتے ہیں ظلم کر وہی عکس اعلیٰ نشین قدمای خاکی دلم نشین بیگ نعرہ کو ہی زباں کستند بیگ نالہ ملی ہم بزرگند چو باوند سپہان و چالاک پوی و پویش کنگام و شمس و سج کوئی اور آخرت کی عین کرامتیں یہ ہیں کہ پہلی سکرات موت کی اسپرسان ہو جاوین اور موت و سکوت و شربت کی طرح بیٹھی معلوم ہو اور سکرات وہ چیز ہے جس سے سب پیغمبر کا دل کا پتلا ہو دوسرے یہ کہ اوسکو خدا تعالے اپنی معرفت اور ایمان پر ثابت رکھے کہ جتنا خوف اور فریاد ہی سب اسنی کے لیے ہی تشری یہ کہ خدا تعالے فرشتوں کو مطلق اور آرام اور خوشخبری کے ساتھ بھیجے کہ عجبی کی چیز سے جو اوسکو درپیش ہے خوف نکرے اور دنیا کی لذات کو چھوڑے اور کا غم نہ ہو چوتھی بہشت میں ہمسایے میں پروردگار دونوں جہان کے ہمیشہ رہنا پانچویں آسمان کے فرشتوں کے سامنے اوسکی روح کو جلوہ دیوے اور بزرگی اور عنایت اور انعام ظاہر باطن میں عطا فرماوے اور اوسکے جسم یعنی جنازے کی تعظیم کرے اور حتی کہ فرشتے جنازہ اوٹھاوین اور شہید اور صدیق حاضر ہوں چھٹی بخیر رہنا جواب سوال قبر سے اور سکھلا دینا جواب باصواب کا ساتویں گور کا فلخ ہونا اور اوسکی روشنی یہاں تک کہ اوسکے نور سے ایک جنت کا باغ ہو گا قیامت تک اٹھویں سبز جانوروں کی پوٹوں میں اوسکی روح کا رکھنا اور اس کی دی ہوئی چیز و پیر مع اونیکوں کے خوش خرم رہنا نویں حشر اوسکا عزت کے ساتھ اور کرامت ہونا حملہ اور تلج اور براق کا دسویں شہنشاہ کی اور اسکا نورانی ہونا اسیار ہو میں قیامت کے دن کچھ خدروں سے بخوف ہونا بارہویں اعمال کے نامے کا داہنے ہاتھ میں ملنا اور شاہد کہ اصلاً نامہ ہی ندہوین تیرہویں حساب میں آسانی ہونی اور شاید کہ بالکل حساب ہی نہ لیا جائے چودھویں بھاری ہونا اوسکی ترازو کا اور شاید کہ بال وزن ہی نہ پتھر ہو میں حوض کوثر کا پانی پینا کہ جسکے بعد پھر کبھی پیاس لگے سولہویں پل صراط گذرنا اور گن ستر خان پانی

شہرہوں قیامت کے میدانوں میں شفاعت کا بہانہ مثل شفاعت مہیا اور رسل کی اٹھارہویں بہشت میں سلطنت ہی  
 یعنی اونیٹون خدا تعالیٰ رضامندی بیٹوں میں سب العالمین والا اورین والا اورین جل جلالہ کی نے کم و کاست عشر  
 بہشت و حوض کوثر یعنی احوال محشر ہی یہ سب کچھ ہیچ ہیں اور دولت و مال کی اب جانا چاہیے کہ یہ کرامتیں جو  
 میں نے گناہ میں سویا اپنے فہم ناقص اور علم قاصر کے موافق بتلا میں اور باوجود اسکے بہت مختصر اور مجمل بیان کی ہیں اور  
 سب اصل کو مجمل طریقہ پر بیان کیا ہو اگر کسی کی کبھی نہیں سے تفصیل بیان کرتا تو اس کتاب میں ہرگز نہ ساتی مثلاً میں نے  
 سلطنت ابدی یعنی اٹھارہویں کرامت آخرت کو ایک کرامت کہا ہو اگر اسکو تفصیل سے بیان کروں تو قریب چالیس کے  
 ہو جاویں یعنی خلعت و حور و قصو اور لباس وغیرہ انہیں سے ہر ایک کی بہت بڑی تفصیل ہو کہ کھا احاطہ سوائے عالم غیب کے  
 کے کوئی نہیں کر سکتا وہ پیدا کرنے والا اور مالک ہو اور ہم انکے سچاوتے نکال دیکھیں کہ وہ خود پروردگار سبحانہ فرماتا ہی  
 قُلْ لَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّنْ وَبْءٍ مِّنْ وَبْءٍ جَزَاءُ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ یعنی انکے اعمال کے ثواب میں  
 جو کچھ ہے کچھ چھوڑا ہی ہے کیونکہ معلوم نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہشت میں وہ چیزیں ہیں جہنم میں  
 ہیں کہ کسی آنکھ نے دیکھی اور نہ کسی کان نے سنی اور نہ کسی دامن نے انکا خیال گذارے ہیں یعنی سب کو شمش  
 اور سعی کو اس مقصود و غیہ اور مطلب فحیم کے لیے صرف کرنا چاہیے اور یاد رکھنا چاہیے کہ بندے کو ان سب چیزوں میں سے  
 چار چیزوں سے ہرگز چارہ انہیں علم و عمل و خلاص و خوف ہو اسلئے کہ اولاً وہ جاننا ضروری اور نہیں تو شل نہ ہر کے  
 ہوگا پھر عمل کرنا اس علم پر اور نہیں تو نادم رہے گا پھر اس عمل کو اخلاص سے کرنا اور نہیں لگھاس ہوگا جسکو پھل آوی  
 اور نہ فائدہ اوگے پھر ہمیشہ کو ڈرنا اور خوفناک ہونا کہ پناہ اور مخلص ہو نہ ہیں تو دھوکا ہوگا کیونکہ قبول کے  
 تمام سعی رائیگان ہو اور یہ چاروں چیزیں ان نعمتوں کے سامنے بہت تھوڑی ہیں ذوالنون نے سچ فرمایا ہے کہ عالموں  
 کے سوا سب لوگ مردے ہیں اور عالموں کے سوا سب الم سوتے ہیں اور مخلصوں کے سوا سب نائل فریب کھای ہوئے  
 ہیں اور مخلص خطر عظیم ہیں میں کہتا ہوں کہ زیادہ تر تعجب چار آدمیوں سے آتا ہے ایک عامی کہ بغیر علم عمل کرے دوسرے  
 وہ کہ علم جانے اور عمل نکرے اور تیسرے وہ کہ عامل کہنے اخلاص کے عمل کرے چوتھے وہ مخلص کہ خائف نہ ہو اور جانا چاہے  
 کہ خلاصہ مطلب تفصیل کے ساتھ چار آیتوں میں فرمادیا ہی اول کہ فَرَمَا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا زِينَتَكُمْ مِمَّا فِي  
 الْبَيْتِ لَا تَخْلَعُوا ثِيَابَكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ كَمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ یعنی تم جو لوگ کہتے ہو کہ ہم نے جہنم میں جہاد کر لیا  
 وَلَعَنَ نَفْسٌ مَّا قَدْ مَتَّ لَغِيْدًا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ یعنی دیکھ لے ہر ایک آدمی کہ کیا  
 کیا ہو کل کے لیے اور خدا تعالیٰ سے ڈرو خدا تعالیٰ سب چیز جانتا ہی جو کچھ تم کرتے ہو پھر فرمایا وَالَّذِينَ  
 جَاهِدُوا فِيْنَا لَنُعَذِّبَنَّهُمْ مِّنْ سُبُلِنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْخَبِيرِينَ یعنی جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے جہاد کر لیا  
 دیکھا دیتے ہیں ہم لوگوں پر اسلئے اور خدا عز وجل نیک کام فالوں کے ساتھ ہو پھر یہ فرمایا وَمَنْ جَاهَدْ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ











